یا قوم اتبعونی اهدکم سبیل الرشاد

یہ رسالہ ہدایت مقالہ جواب باصواب ہے فتوی محللہ خرچی زانیہ و مال سود خوار و رشوت خوار تا بیز کا
جسکے مفتی جناب مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری صدر مدرس سابق مدرسہ احمدیہ آرہ حال نزیل دہلی ہیں

المسماة

ایقاظ المخطی

للرجوع

عما به یفتی

الملقب به

ارشاد المدعی

الی

اثبات ما یدعی

سنہ ۱۳۳۰ھ

از تصنیف

راجی رحمۃ اللہ محمد فقیر اللہ عفا اللہ عنہ و سلمہ و عافاہ و وفقہ لما یحبہ و یرضاہ آمین

در مطبع شوکت الاسلام واقع معسکر بنگلور طبع شد

وجہ تصنیف کتاب مذا جسکا ملاحظہ قبل ملاحظہ کتاب کے ضروری ہے

خباب حافظ صاحب کیخدمت مین ایک سوال جسکا ذکر کتاب ہذا کے صفحہ ۵ مین آتا ہے۔ بہیجا گیا آپنے اسکا یہ
جواب دیا۔ مین ۱۹ شعبان سے سفر مین ہون آپ کا خط مع استفتار لکھنؤ مین ملا۔ مین اسوقت صرف اوس مختصر
سوال کی جو دہلی مین مجہ سے کیا گیا اور اوس جواب کی جو مین نے لکہا نقل ارسال کرتا ہون نقل سوال الخ یہ نقل کتاب
ہذا کے صفحہ ۱ مین موجود ہے اس جواب کے آخر مین یہ بھی مرقوم تھا کہ علمار دہلی مین سے دو صاحبون نے اس جواب
پر قلم اُٹھایا دونون صاحبون کی خدمت مین جواب اونکی تحریرات کا بہیجدیا گیا۔ چونکہ یہ دونون جواب بضرورت
کچھہ طول ہو گئے ہین لہذا اونکی نقل کرا کر بھیجنا بہت دشوار ہے۔ ہان اگر آپ چاہینگے تو اصل مسودہ بصیغہ رجسٹر
دہلی پہونچکر بہیجدونگا۔ انشار اللہ تعالیٰ بشرطیکہ آپ جلد واپس فرمادین ۲۸ شعبان سنہ ۱۳۲۹ھ مین (فقیر اللہ) نے
بڑے شوق سے جواب کے عوض مین یہی غنیمت سمجھکر ہر دو رسالے یعنے مسودے طلب کئے آپنے بہیجدیئے مین نے
اونکی نقل مطابق اصل کر کے بصیغہ رجسٹر اونکو واپس بخدمت جناب کیا۔ اسکے بعد جناب حافظ صاحب نے یہ ارقام
فرمایا کہ دونون مسودے عرصہ ہوا پہونچ گئے۔ مین امید رکھتا تھا کہ آپ دونون مسودون کو دیکھکر اونکے مالہ وماعلیہ
سے بھی اطلاع دینگے اور اس سے بھی کہ نفس مسئلہ متنازع فیہا مین آپکا کیا خیال ہے۔ اگر میرے خلاف مین ہے تو صرف اپنے
دلائل سے مختصراً مطلع فرمائین تاکہ مین دیکھکر اگر اپنی غلطی پر مطلع ہو جاؤن تو رجوع شائع کردون والسلام

؏ لائق تر یون تہا کہ آپنے تحریر فرماتے کہ دہلی پہونچکر جواب سوال لکھکر روانہ کرونگا۔ مگر سوال ایسا تحقیق حق طلب تہا کہ اوسکے جواب
مین بجز اظہار حق کے آپکو کچھہ چارہ نہ تھا۔ لہذا آپ نے جوابدہی سے بالکل پہلو تہی فرمائی جس سے منصفین بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ
جناب حافظ صاحب کو ہر دو حدیث مندرج فی السوال اعنی مہر البغی خبیث اور الحلال بین والحرام بین مد نظر تھین مین اور آپنے
ان ہر دو حدیث کا خلاف صریح کیا ہے۔ جسکا جواب آپکے پاس کچھہ بھی نہین ہے ورنہ جواب لکھتے اور دفع الوقتی ست کام
نہ لیتے دیکھیئے تفصیلہ فی الکتاب ۱۲ منہ

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ یکشنبہ از دہلی نئی سڑک کوچہ حاجی علیجان۔

اسکا جواب بخدمت جناب حافظ جی صاحب زاد اللہ مجدہم یہ لکھا گیا :۔ جناب کی تحریر در مسئلہ معلومہ کی نسبت رای و خیال ظاہر کرنے کا جو ارشاد ہوا ہے۔ اس بارے مین یہ عرض ہے کہ سلف صالحین کا افہم و اعلم بالکتاب و السنۃ واتقی و ازکی و اسعی و اعمل و افضل من الامۃ ہونا مسلم اہل سنت ہے پس اون مین سے کسی نہ کسی کی موافقۃ مسئلہ مین کوئی بھی ہو ضروری امر ہے۔ ولہذا امام المحدثین و شیخہم و خیرہم نے فرمایا ہے ایاک ان تتکلم فی مسئلۃ لیس لک فیہا امام من السلف پس اگر آپ اس معروض کو صحیح جانتے ہین تو آپ ایجبار بغور تدبر و تفکر تام اپنی ساری تحریر کو دیکھ جاوین اور جہان جہان سے آپنے نقل فرمایا ہے اوس مین اپنے خلاف کو بھی ملاحظہ فرمائین اور ہر دو کا مقابلہ کر کے سوچین کہ کیا اس مسئلہ مین آپکا کوئی امام من السلف بھی ہے یا نہ اگر ہے تو الحمد للہ آپ اونکا نام نامی بتلائین اور اونکے دلائل سنائین ورنہ آپ اس مسئلہ سے خود ہی رجوع فرمائین (یعنے دوسرے کے رد کرنے اور جواب لکھنے کی ضرورت نہ پڑے) اور عزت دارین کی حاصل کرین اقرار بالخطاء واعتراف بالغلط مین وہ عزت ہے جو اصرار بر خطا مین نہین رجوع عن الخطا بھی بڑے لوگونکا کام ہے آپ کا فتوی دور و دراز تک مشہور ہو چکا ہے اگر آپ اس کا تدارک خود ہی فرمائین تو بہت اچھی بات ہے ولا یخفے علی جنابکم العالی۔

اسکے جواب مین جناب حافظ صاحب نے یہ مضمون ارقام فرمایا۔ مسئلہ اتباع سلف ابتک میرے سمجھ مین نہین آیا اگر آپ سمجھا سکتے ہین تو سمجھائین۔

اسکے جواب مین بخدمت جناب حافظ صاحب یہ مضمون لکھا گیا مسئلہ اتباع سلف کی تفہیم مین جو ارشاد ہوا ہے اسکا جواب باصواب انشاء اللہ تعالی دیا جائیگا۔ اور اسکا حق پورا پورا ادا کیا جاویگا مگر آپ پہلے ان دو باتون کا جواب ارقام فرمائین۔ (۱) جو مسئلہ کتاب و سنت سے نہ ملے اور اسمین فتاوی واقوال صحابہ کرام و تابعین عظام کے موجود ہون اونکی مخالفۃ ضروری ہے یا موافقۃ جو شق اختیار کیجاوے اوسپر کیا دلیل ہے اور آپکا اسمین کیا مسلک ہے بالتصریح بیان فرمائین۔ (۲) مسئلہ لا وصیۃ لوارث اور تنجس ماء بتغیر احد اوصافہ الثلثۃ بوقوع النجاسۃ فیہ مین حدیث وارد تو ضعیف ہے پس آپکا اس مین مسلک و مذہب کیا ہے

اس کا جواب جناب حافظ صاحب نے یہ ارقام فرمایا

مسئلہ اتباع سلف کے متعلق اگر آپ کچھہ تحقیقا لکھہ سکتے ہون تو لکھین ورنہ الزاما لکھنے کی کچھہ ضرورت نہین ہے والسلام۔ علماء اہل سنت جناب حافظ صاحب کے ان مضامین مذکورہ پر مطلع ہو کر نہایت افسوس کے ساتھ اس بات کی شہادۃ صادقہ دینگے کہ جناب حافظ صاحب اتباع سلف کے صاف منکر ہین بلکہ حدیث مرفوع صحیح صریح کی بھی کچھہ پروا نہین کرتے ہین اور اپنے رائے قیاس کو اقوال صحابہ خیار و فتاوی سابقین اولین من المہاجرین

والانصار پر بلکہ حدیث مرفوع صحیح پر بھی مقدم کرتے ہین چنانچہ آپنے اپنے اس مسئلہ جدیدہ مخترعہ مبھوث عنہا مین
ایسا کر چکے ہین کما ستیضح علی اولی الالباب والابصار اتضاحا اوضح من الشمس علیٰ رابعۃ النہار اور یہ مسئلہ غلط اونکا
بھی اطراف و اکناف عالم مین مشہور اور افتتان و ابتلاء عوام بل خواص بہذہ الفتنۃ والبلیۃ کا وقت بھی آگیا ہیں
ایسی مین ساکت و خاموش بیٹھنا اس مثل سے ہ گر بنیم کہ نابینا و چاہ است ٭ اگر خاموش بنشینم گناہ است - کا مصداق
ہے لہذا یہ کتاب جناب حافظ صاحب کے دو رسالے یعنی دو مسودہ مذکورۃ الصدر کے جواب مین لکھی گئی ہے جس کا
ملاحظہ از اول تا آخر ہر طالب حق صادق کو ضروری ہے و مخفی مباد کہ مسئلہ اتباع سلف اس کتاب مین بقدر
ما یکفی مسلمات اہل سنت سے بیان ہو چکا ہے اگر ان مسلمات پر جناب حافظ صاحب یا اونکے کسی معتقد یا مرید یا
پیر کو کچھہ اعتراض ہے اور اونکی تسلیم سے انکار روا بار ہے یا اونکے ثبوت بالکتاب والسنۃ مین کچھہ شک و تردد ہو
اونکی تصریح پر اونکے شکوک و شبہات و اعتراضات کا جواب باصواب و اثبات بالسنۃ والکتاب بعون اللہ الوہاب
دیا اور کیا جاویگا - اور وہ جواب و اثبات جناب حافظ صاحب کے مسئلہ مخترعہ کے اثبات بالکتاب والسنۃ
زعمی و وہمی خیالی سے انشاء اللہ تعالیٰ ذرا بکر ہو گا - یعنی فقط زعمی نہ ہو گا - اثبات واقعی موافق قواعد استدلال مسلمہ کے
ہو گا - اور ایسا اثبات بہت کچھہ اس کتاب مین ہو بھی چکا ہے - پس اگر جناب حافظ صاحب سچے اہل حدیث اور
اہل سنت ہونے کے مدعی ہین تو بیشک حسب وعدہ خود رجوع شائع کرینگے وہو الموفق للہدایۃ والمخرج من
الضلالۃ والعاصم من الغوایۃ ۔

فہرست مضامین کتاب ہذا جسکا ملاحظہ قبل ملاحظہ کتاب مناسب ہے کیونکہ اس سے علم اجمالی کل کتاب کا حاصل ہو جاتا ہے

مضمون	نمبر صفحہ
خطبۂ ذات براعۃ کے بعد ضعف و غربت اسلام و وجہ تالیف کتاب کا بیان	از ۲ تا ۵
چار فصلون مین مقدمات اربعہ مسلمہ اہل سنت کا ذکر بطور اصول موضوعہ کیا گیا ہے یعنے فہم کتاب و سنت و تفسیر مین وجوب اتباع سلف کا بیان ہے ۔	از ۵ تا ۱۰
جناب حافظ صاحب کے فتوی کی تقریر اور دو دلیل درآوردہ در فتوی کی وجہ استدلال کا بیان	از ۱۰ تا ۱۲
جناب حافظ صاحب کے فتوی کی دلیل اول کا جواب باصواب مدلل مفصل آخوند طریق سے بعونہ تعالیٰ اس خوبی و عمدگی کے ساتھ دیا گیا ہے کہ قابل دید علماء ہے	از ۱۲ تا ۳۳

مضمون	ہندسۂ صفحہ
اعمال کے اعراض ہونے اور تبدیل سیئہ حسنہ کی تحقیق مین مضمون عجیب ہے جسکے پڑہنے سے اہل تحقیق خوش ہو جاوین۔	از ۳۳ تا ۴۲
جناب حافظ صاحب کے فتوی کی دلیل دوسری کا جواب کافی اور سود خوار کے توبہ سے مال سود کے حلال نہ ہونے کا بیان شافی۔	از ۴۳ تا ۴۸
حرمت سود کے متعلق تین شبہون کا جواب باصواب اور ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کے معنے و مطلب مین اور ناشی مین شاہق جبل اور یاجوج ماجوج وغیرھم اقوام کفار کے اثبات کفر مین باوجود عدم بلوغ دعوت اسلام کے طرف انکے تحقیق انیق و بحث طویل بالدلیل قابل دید علماء و فضلاء ہے	از ۴۸ تا ۶۵
جناب حافظ صاحب کی تیسری دلیل کا جواب اور اوسکے ضمن مین اتباع صحابۂ کرام و دیگر سلف صالح کا اور اونکے فضائل کا خصوصا صفحہ ۷۷ مین حضرت شیخنا و مرشدنا اعلم العلماء بالکتاب والسنۃ مولانا مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی دامت برکاتہم کا ذکر خیر اور فرق ضالہ خصوصا نیچریہ و مرزائیہ و چکڑالویہ وغیرہا کے ضلال و اضلال کا بیان بہ بسط و طوالت ہے۔	از ۶۵ تا ۸۲
جناب حافظ صاحب کے اور تین دلائل حدیثیہ اور دس روایات فقہیہ بر فتوی خود سند در آوردہ کا جواب اور ضمن مین حضرت امام ابو حنیفہ رح کے اخلاص و ورع و احتیاط کا ذکر اور مقلدین مین سے غالیون حدیث اور ائمہ حدیث کے منکرون اور بعض نام کے اہل حدیثون اتباع سلف کے منکرون کو نصیحت اور طحطاوی کے قول سے کتب حدیث صحاح ستہ کے معتمد علیہا ہونے اور اونپر اعتقاد و عمل کرنے کو فارق و مابہ الامتیاز درمیان فرقہ حقہ اہل سنت و فرقہ ضالہ ٹہیرانیکا بیان	از ۸۲ تا ۹۳
جناب حافظ صاحب کے فقط عربی رسالہ کی گیارہ غلطیون کا بیان قابل دید علماء جو آپکے آسان سہل مسئلون کے فہم مین واقع ہوئین منجملہ ایک چہوٹا موٹا سا مسئلہ منطقیہ بہی ہے جو چار مضمون مین اکیسوا ایک سے لیکر اکیسو چار تک ہے	از ۹۳ تا آخر

تنبیہ

غالبا مخالفۃ نہج سنتہ لال ائمہ حدیث و انکار اتباع سلف کی نحوست کا یہ اثر بد ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اطلاع ضروری کتاب ہذا مین قصشون اور نقطون کی کمی بیشی کی غلطی بہت ہوگئی ہے جنکی کسیقدر تو اصلاح غلطنامہ مین کی گئی ہے اور باقی ناظرین کی اصلاح نظر و تصحیح بصر پر اعتماد کرکے ویسی ہی چھوڑ دیگئی ہے۔

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۶	فلبیك	فلیبك	۲۴	۲	واشارۃ	اواشارۃ
"	۱۷	ناصرکم	ناصراسکے کم	"	"	واقتضاءٌ	اواقتضار
"	"	جمعیت	حسن جمعیت	۲۵	۱۳	علامتہ	علامتہ
۳	۱	رای	رائی	۲۷	۶	النفس	النص
۴	۲۳	دہبہ	دہبہ	"	۷	مسبوق	مسوق
۵	۹	مسافت کی	مسافت	۲۸	۱۶	یبدل	یبدل اللہ
۶	۲۲	طریق	طرق	۳۰	۳	غلط پر	غلط
"	۲۵	الانی	الانی	۳۱	۶	یکون	بکون
۷	۹	الفروغ	الفروع	"	۱۲	بادلتھما	بادلتھما
"	۱۳	زمانہ سے	زمانہ	"	۱۴	یحتذبہ	یجتذبہ
۸	۲	بعید	یبعد	"	۲۰	ہر	بہر
۹	۱۸	الفارع	الفارغ	۳۲	۸	امورشتبہ	امورشتبہہ
۱۱	۷	شبہ	شبہہ	"	۱۳	کرلے	کرکے
۱۳	۹	توجہ ہے	توجہ	"	۲۴	یہ کیا	یہ کیا
۱۶	۱۶	متبعین	متعین	۴۰	۱۶	الا	لا
۱۷	۱۴	وبدلاوابدلت الشیٔ بغیرہ	×	"	۱۸	یحکم	بحکم
				"	۱۹	تفسیر	تفسر
۲۰	۵	فیعلمون	فیعلمون	"	۲۵	حالات	×
"	۲۸	ہین	مین	۴۱	۱۶	سیٔہ کا	سیٔہ کو
۲۲	۱۳	سمین	مین	۴۲	۱۱	صدقنا	وصدقنا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۲۰	پہونچتے	پہونچنے
۴۴	۱۵	بقولہ	لقولہ
۴۵	۲۴	جتہ	جہتہ
۴۶	۲۱	زید	مثلاً زید
۴۸	۱۵	الکلام	الکلام ا
۴۹	۷	نا	من دبانا
۵۰	۲	فرده	فردوہ
۵۱	۲	ببجراب	بحراب
"	۱۲	وہ بہی	وہ بہی
۵۳	۱۳	حرام کے	حرام
۵۴	۲۱	ماخوذ	ماخوذ بہ
۵۵	۳	جادہ	جارہ
۵۷	۱۲	جامع الابیان	جامع البیان
"	۱۵	حضرۃ	حفرۃ
"	۱۷	غلیٰ	علی
"	۲۰	ثبات	ثیاب
۵۸	۹	بہ	×
"	۲۲	والآت	والآیات
۵۹	۷	او	و
"	۲۴	یہی	بہی
۶۲	۹	اکتاف	اکناف
۶۴	۸	شرکت	شترک
۶۵	۱۳	بحث	بحت
۶۶	۲۲	ہدایت	اور ہدایت
۶۷	۲۲	بہی	یہی
۷۰	۴	بھلا	پس
"	۱۷	پڑے	پڑہے
۷۳	۴	لہدایۃ	لہدایۃ
۷۵	۲۳	عالیٰ	عالی
۷۶	۲۴	ڈیا	دیا
۷۷	۲	الکار	انکار
"	۳	ثاست	ثابت
۷۹	۵	سخنت	سحت
"	۱۰	اختیار	امتیاز
۸۰	۵	ثابت	تابت
۸۲	۱۶	المختار	المحتار
۸۳	۱۵	خفتیۃ	خشتیۃ
"	"	فروختہ	افروختہ
۸۴	۴	دخولہ	دخولہ بہا
۸۷	۱۴	المصیتہ	المعصیتہ
۸۸	۳	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
"	۱۲	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
"	۲۲	مختار	محتار
۸۹	۲۴	حدیث	الحدیث
۹۲	۲۲	جلت	حلت
۹۳	۱	بعیارت	بعبارت
۹۴	۹	مفسرۃ	مفسر
"	۲۲	زینۃ	زینہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۵	۲۰	عن جوابہ	من جوابہ	"	۱۳	جبغتہ	جنتہ
۹۶	۶	الجد	الحد	"	۲	الغامہ	انعامہ
"	۵	واتی	والبتی	۱۱۰	۲۴	یکمنہ	یحتملہ
"	۱۶	بطان	✗	۱۱۱	۹	یکن	یمکن
"	۱۹	وکانوا	وماکانوا	"	۱۲	التفسرۃ	التفسیریۃ
"	۲۳	عنہ	منہ	"	۱۵	بھوائہ	بھواہ
"	۲۵	التبدیل	للتبدیل	۱۱۲	۱۸	الاختلف	الاختلاف
۹۷	۱۹	لاشبتہاہہ	لاشتباہہ	"	۲۰	یھذی	یھدی
۹۸	۲۰	مقاصد	مقاصدہا	۱۱۳	۱۴	حدیث	پوری حدیث
۹۹	۱۴	یقتضی	یقتضی	"	۲۳	لما	لما
۱۰۰	۳	وفاقہ	کمایفرہ وفاقہ	۱۱۳	۲۵	والیالا	والیہ الا
۱۰۱	۱۱	مادا	مادا ما	۱۱۴	۲	صرح	صرح بہ
۱۰۳	۵	لیس	لبس	"	۵	بخصوصیۃ	بمخصوصیۃ
۱۰۴	۱۲	مستلزلم	مستلزماً	۱۱۵	۵	یحو	تحو
۱۰۶	۷	الذی	الذین	۱۱۶	۱۳	ارتکبنہا	ارتکبتہا
"	۱۵	اما	ما	۱۱۷	۴	مارفع	وارفع
۱۰۷	۱	الضعف	الضعیف	"	۲۰	خصمتہ	خصمہ
"	۷	التاخرین	المتاخرین	۱۱۸	۸	اعتراض	اعترض
"	۱۵	معنا	معناہ	۱۱۹	۳	فی	فی حد
"	۱۷	معرفتہ	معرفۃ	۱۲۰	۱۳	الجنس	والجنس
۱۰۸	۱	فعا	فعلہ	۱۲۱	۴	لاثراہ	لاثرہ
"	۴	الصلوۃ	الصلوات	۱۲۲	۱	والحدیث	والحدیث نھاد
۱۰۹	۱	ہذاہ	ہذہ	"	۷	الاموار	الامور
"	۹	کلامۃ	کلامہ	۱۲۳	۲۰	خلاصتہ	خلاصتہ
				۱۲۴	۲۰	الرسائلی	الرسائل

یا قوم اتبعونی اھدکم سبیل الرشاد

یہ سالہ ہدایت مقالہ جواب باصواب ہے فتوی محللہ خرچی ناومال ربا ورشوت وغیرہ بعد تائب ہونے اصحاب اوسکے
جسکے مفتی جناب مولوی حافظ عبد اللہ صاحب غازیپوری صدر مدرس سابق مدرسہ احمدیہ آرہ حال نزیل دہلی ہین

المسماۃ

ایقاظ المنحی

للرجوع

عما بہ یفتی

المقلب

ارشاد المدعی

الی

اثبات ما یدعی

سنہ ١٣٣٠ھ

از تصنیف

راجی رحمۃ اللہ محمد فقیر اللہ سلمہ اللہ وعافاہ ووفقہ لما یحبہ ویرضاہ آمین

در مطبع شوکت الاسلام واقع بنگلور معسکر طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الحاكم الحكيم۔ الذی هو بحقائق الامور ومنافعها ومضارها ومفاسدها ومصالحها وبكل شيء عليم۔ فميز بينها وبيّن منها ما هو خبيث حرام ضار اما للبدن الصحيح او للقلب السليم بمثل الربا وكسب الزنا وغيرهما من سائر الخبائث المحرمة الوارد فيها النص والبيان على سبيل التخصيص والتعميم۔ فالتحليل تشريع يختص بالشارع وكذا التحريم۔ فلا يجوز لاحد ان يحلل حرامه ويخصص عامه ويفسر كتابه بهواه وبرأيه السقيم۔ وصلوات الله وسلامه على رسوله الكريم الذی هو افضل من بلّغ دينه وبين حكمه ونشر شرعه وعظم امره حق التعظيم وعلى آله واصحابه ذوی الحجى واولی النهى وارباب العلوم واصحاب الفضل الجسيم وهم السادة والقادة لجميع الامة فضلاءهم وعلماءهم وائمتهم الى يوم عظيم بهم القدوة وفيهم الاسوة لطالب السعادة وسالك مسلك النجاة بتوفيق رب النعيم المقيم لانهم افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تكلفا وكانوا على الهدى المستقيم فالتمسك بآثارهم وسيرهم وتفسيرهم والاقتداء بهم بقدیهم لازم على من خلفهم وهذا هو الصراط القويم ومناهج السلف الصالح القديم

امابعد غمگساران دین پر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس وقت بر از فساد و بدعت میں ضعف و غربت اسلام کی حالت زار نالاں و گریاں یہی کہہ رہی ہے سہ فلیبك على الاسلام من كان باكيا ہر طرف سے اس پاک دین پر تیر ستم چل رہا اور حملہ ہو رہا ہے۔ حامی ناصر کم کالعدم رہ گئے اور اسکی جمعیت ابتدائیہ موضوعہ شرعیہ اور جمال ہیئت مجموعہ اصلیہ اور بہار صورت ترکیبیہ مصنوعۂ الٰہیہ اور حالت عملیہ نبویہ و سلفیہ کے

بگاڑنے والے مور وگس سے کہین زیادہ ہوگئے ہین بیشک یہ زمانہ ہدایت وسُنت سے بیگانہ اور خود رائی ہوا پرستی وآزادمنشی کا کارخانہ اور سلف اُمت کی روش بدلنے اور مسائل غریبہ برخلاف اصحاب قرون ثلثہ مشہو ولہا بالخیر کے تراشنے کا تماشا خانہ ہوگیا ہے اور یہ وقوع ہے اوس پیشگوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو حدیث شریف مین وارد ہے کہ آپ نے فرمایا - ان الدین بدأ غریبا وسیعود کما بدأ یعنی دین کیبا کی جو حالت بیکسی کی ابتدا مین تھی وہی حالت کس مپرسی کی آخر مین ہوجاویگی - بیشک یہ وہی وقت ہم آغوش ساعت ہے جس مین لوگون کی خوراک بیاج کی ہوجاویگی اگر کوئی خود سود خوار نہ ہوگا تو سود کا بخار وغبار اوسکو پہونچ جائیگا یعنی سود خوارون سے لین دین کا معاملہ کریگا یا اونکا ہم نوالہ وہم پیالہ ہوجاویگا واللہ اعلم چنانچہ حدیث نفشر مین صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے قال یاتی علی الناس زمان یاکلون فیہ الربا قال قال (ابو ھریرۃ) قیل لہ الناس کلھم قال من لم یاکلہ نالہ من غبارہ یقیناً یہ وہی اوان قرب ساعت کا نشان ہے جسمین علم اوٹھ جائیگا - اور جہل زیادہ ہوجاویگا اور زنا بکثرت ہوگا اور شراب زیادہ پیا جاویگا جیسا کہ حدیث مرفوع متفق علیہ مین ہے ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم ویکثر الجھل ویکثر الزنا ویکثر شرب الخمر الحدیث سچے پیغمبر کی اس سچی خبر کا ہی وقوع ہے کہ سود خواری وزنا کاری وشرابخواری کے بازار گرم ہین اور ان بڑے گناہونکی کثرت وارتکاب سے مسلمانون کو دین ودنیا کی خرابی وبربادی ہوچکی ہے اور نئی روشنی والون کے پیرون نے تو سودخواری کے جواز کے فتوے کب سے دیڈالے مگر بدینونکی بات پر کون دیندار تقویٰ شعار یا ومکرتا تھا خیر یہ تو ایک قسم کا رونا تھا اب بڑا رونا اور رواویلا کرنا تو اس بلیہ ورزیہ پر ہی کہ آجکل ایک عالم نامی گرامی جناب **مولوی حافظ محمد عبداللہ صاحب غازیپوری** سابق صدر مدرس مدرسۂ احمدیہ آرہ حال ساکن ونزیل دہلی وصدر مدرس نے اتباع سلف صالحین وتفسیر مفسرین کو چھوڑ کر محض خودرائی سے ایک سخت غلط فتوی دیدیا ہے جسپر رائی کے دانہ کے برابر بہی دلیل شرعی قائم نہین کی ہے بلکہ اوسکی ہوا بہی اوسکو نہین لگی ہے اور اوسکی بو بہی اوسکو نہین پہونچی ہے کما سیجیئ انشاءاللہ وابطالہ اور جسکو وہ دلیل خیال کرتے ہین وہ کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا ہے یعنے یہ صرف اونکا خیال اور خالی وہم ہے اسکے سوا اور کچہہ نہین کما ستقف علی خیالہ و اضمحلالہ معہذا آپنے ایک دو مولوی صاحبون کے ساتھ بحث مین تحقیق حق کے اقتضا کا حق اونہین کیا اور وہی تو مقصود از مناظرہ ہوتا ہے بلکہ آپکی زیادہ سعی کا خلاصہ یہہ ہے کہ اپنی فتوے کی جان کو بچانا اور میدان مناظرہ سے بسلامت باہر لیجانا چاہا ہے یعنی خصم کو دفع کرنا اور اوسکو الزام دینا اور اپنی پر

الزام نہ لینے کا کام کیا ہے اور یہ بات اہل تحقیق حق کی شان سے بعید ہے پھر مزید برآن زیادہ افسوس
اس بات پر ہے کہ آپ اپنے مطلب کیواسطے تو بہت سی کتابون کا حوالہ دیدیتے ہین اور دلیل سے ثابت
کرکے نہین بتلاتے اور خصم کی اکثر باتون کی نسبت جو اونہین کتابون کے حوالہ سے ہین یہی لکھتے جاتے ہین -
کہ اسپر کیا دلیل ہے اسکو دلیل سے ثابت کرو یہ بات تو حق ہے مگر آپ بھی تو اسپر عمل پیرا ہون - وہ غلط فتوی
یہ ہے کہ :- زانیہ اور سودخوار کے مال کو جو صرف کسب زنا و ربا سے جمع ہوا ہے اور حرام بحت و خبیث محض
ہے اور آپ بھی اسکی حرمت کو مانتے ہین اونکے تائب ہونے سے حلال طیب کہدیا لکھدیا اور زانیہ اور بیاج
خوار اور سب کیلئے بلاشک و شبہ اوسکے کھانیکا فتوی دیدیا ہے جسکے سببسے ایک دھوم مچ رہی اور
اطراف واکناف ہندوستان مین اسکی خبر پہونچگئی اور بیاج خوارون اور کسبیون کو خوب خوشی حاصل
ہوگئی اور اچھی تائید وسند ملگئی ہے کیونکہ اب تو ہر ایک سود خوار اور ہر ایک فاحشہ جو کسب زنا سے مالدار
ہوجائے اونکی تقریر محلل حرام کے اجرا سے اپنے مال حرام ناپاک کو پاک حلال بتلاسکتا اور سچ یا جھوٹ
سے کہہ سکتا ہے کہ مین نے تو اپنے کسب سے توبہ کردی تھی اور ہر روز توبہ کیا کرتا ہون اور جب توبہ ٹوٹ
جاتی ہے تو پھر ہر دن ایک بار نہین بلکہ ستر اور سو بار توبہ کرلیتا ہون گناہ تازہ ہے تو اوسکے ساتھ توبہ
بھی تازہ بتازہ ہوتی جاتی ہے پھر ہمارا مال کیون حرام ہونے لگا وہ تو ہمیشہ ہر دن حلال طیب ہوتا رہا
ہے اور اگر توبہ مین تسویف و تاخیر واقع ہوگئی اور بار بار کی توبہ شکنی اور بار بار کی تجدید توبہ کی تکلیف روزمرہ
سے طبیعت تنگ پڑگئی تو گناہون سے عاجز ہونے اور بڑھاپے کے آجانے اور اوس وقت تک مال
بسیار جمع ہوجانے کے بعد توبہ کرڈالی تو بس سب مال حرام حلال طیب ہوجاویگا غرضکہ اس غلط اور
بالکل غلط فتوی کے مفاسد و قبائح بہت کچھ ہین جنکا ذکر بمواضع رد مین آتا جائیگا - یہان فقط ناظرین کو
جو حلال و حرام مین فرق کرنیوالے ہین اسکی قبائح پر مجملاً آگاہ کرنا اور مطالب و دلائل کے ذکر کے مقام مین
غور و تامل سے پڑہنے اور حق و باطل مین امتیاز کرنے پر آمادہ کرنا مقصود ہے - الغرض یہ غلط فتوی بھی آخر
زمانہ مین زنا اور بیاج اور شراب وغیرہ کسب حرام کے اموال و اثمان ناپاک کے فاشی و شائع اور
عام و خاص کی غذا ہونے کا ایک سبب ہوگیا اور حرام و مردار خوارون کو حرام و مردار کو حلال جانکر کہانیکا
ایک بہانہ ملگیا لہذا اس غلط فتوی کا جواب باصواب مدلل بدلائل السنۃ والکتاب علی نہج سلف الامۃ
وائمتہا ذوی الالباب لکھنا اور مسلمانون کو اس بلاء عظیم سے بچانا اور پاک دین پر سے اس دھبہ ناپاک کو
دور کرنا ضروری و واجب نظر آیا تو ایک سوال جسکا خلاصہ مضمون یہ کہ زانیہ کی خرچی زنا کی حرمت
جسطرح دلیل سے ثابت ہے اسیطرح اسکی حلت بھی بعد تائبہ ہونے اوسکیکے دلیل سے ثابت کی جاوے

مهر البغی خبیث اور الحلال بین والحرام بین وبینہما امور مشتبہات ان ہر دو حدیث کو مد نظر اور لحاظ مین رکھکر علی نہج سلف الائمہ و مسلک اہل تحقیق حق و سبیل اہل استدلال جواب دیا جاوے بینوا توجروا جناب حافظ صاحب کے خدمت مین بہیجا گیا آپنے اسکا جواب تو ندیا مگر اوسکی جگہہ اوس سوال کی نقل جو مال زانیہ تائبہ کے حکم سے انسے کیا گیا تہا۔ اور اوسکے جواب کی نقل جو اونہون نے اوسکے حلال الطیب للزانیہ والغیر ہا ہونے کے بارے مین لکہا تہا میری نام روانہ فرمائی اور دو رسالے بہی (جنمین وہ سوال جواب بہی جو ایک دو مولویون کے ساتہ اس مسئلہ مین انکے مناظرہ کے مسودہ تہے روانہ فرمائے تو گویا میری سوال کا جواب مجہکو اس طور سے ملگیا۔ اب مین مقصود مین جو احقاق حق و ابطال باطل ہے شروع ہونے سے پہلے چند باتین جو مسلمات اہل سنت سے ہین اور وقت اختلاف و نزاع کے اونکو اصول اور مرجوع الیہا قرار دیا جاتا ہے بطور اصول موضوعہ کے ذکر کرتا ہون تاکہ جلد فیصلہ ہو جاوے اور مسافت کی بحث و ساحت تحقیق حق کم و قصیر ہے اور مقدمہ طول نہ کہینچے اور یہ بات بہی مسلم عند الکل ہے کہ جبتک اصول مسلمہ عند المتنازعین نہ ہونگے فیصلہ ہونا متعذر و متعسر ہے وہی ہذہ **فصل** جس مسئلہ مین نزاع و اختلاف واقع ہو اوسمین خدا و رسول و علما کیطرف رجوع چاہیے۔ قال اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر واحسن تاویلا۔ قال الحافظ ابن القیم فی اعلام الموقعین بعد ذکر المراد باولی الامر بتفسیر السلف بالاختلاف من انہم الامراء او العلماء والتحقیق ان الامراء انما یطاعون اذا امروا بمقتضی العلم فطاعتہم تبع لطاعۃ العلماء فان الطاعۃ انما تکون فی المعروف وما اوجبہ العلم فکما ان طاعۃ العلماء تبع لطاعۃ الرسول فطاعۃ الامراء تبع لطاعۃ العلماء انتہی و فی الاکلیل اخرج ابن ابی حاتم عن عطاء قال طاعۃ الرسول اتباع الکتاب والسنۃ وفیہ ویحتج بہا من قال ان قول الصحابۃ حجۃ والخلفاء الاربعۃ والشیخین انتہی غرضکہ جس طرح اطاعۃ الرسول اطاعۃ اللہ مین داخل ہے ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ اسیطرح اطاعۃ العلماء اطاعۃ الرسول مین داخل ہے اور علماء کے اول طبقہ کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور دوسرے درجہ کے تابعین ہین پس کتاب و سنت کے بعد صحابہ کرام کے آثار اور انکی تفاسیر کیطرف تنازع واختلاف اور مس حاجۃ الی اتباع فی الحوادث والمسائل کے وقت بطریق اولی رجوع کیا جاویگا یعنی یہ رجوع اور درجہ بدرجہ انکی اطاعت اطاعت رسول مین داخل ہوگی اور کتاب اللہ سے ثابت شدہ کہلائیگی اور یہ ایسا ثبوت و استنباط زعمی و وہمی نہین ہے جسطرح کہ زانیہ تائبہ کی خرچی زنا کی حلت کتاب اللہ سے ثابت ہو رہی ہے اور حالانکہ وہ حرام بلا کلام بہی تہی یعنی جبکہ جناب حافظ صاحب

ایسے امر غیر ثابت بوجہ من وجوہ الثبوت کو معہذا مصادمت نص تحریم کیوقت مین صرف اپنے زعم و وہم
سے ثابت من کتاب اللہ فرما رہے ہین تو ضرور و بطریق اولی صحابہ کرام و تابعین عظام کے آثار و تفاسیر
کی اتباع اور اونکی طرف رجوع کی ثابتیت من کتاب اللہ تسلیم فرمائینگے ورنہ تحکم ہوگا اور اس نمبر اول کا
اصل اور یہ مسئلہ صرف اسی ایک آیت سے نہین بلکہ بہت سی آیات و احادیث سے ثابت ہے چنانچہ
وجوب اتباع صحابہ کو حافظ ابن القیم نے اعلام الموقعین مین تیرہ آیات و اٹھائیس احادیث سے ثابت کرکے
بتلایا ہے بہرطور یہ اصل مسلم جمیع ائمہ سنت محدثین و فقہاء و مفسرین و سائر علماء کا ہے کہ بعد کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کے تفسیر قرآن مین فیصلہ قضایا مین ثبوت احکام بالدلائل مین اور جمیع معاملات و دیانات کے
بیان مین آثار و اقوال و تفاسیر سلف امت کیطرف رجوع کرینگے۔ حافظ ابن القیم اعلام الموقعین مین لکھتے
ہین فای کتاب تشت من کتب السلف والخلف المتضمنة للحکم والدلیل وجدت فیہ الاستدلال باقوال الصحابة
وجدت ذلک طرازہا و زینتہا ولم تجد فیہا قط لیس قول ابی بکر و عمر حجة ولا یحتج باقوال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم و فتاویہم ولا ما یدل علی ذلک و کیف یظن احد ان الظن المستفاد من آراء المتاخرین ارجح من
الظن المستفاد من فتاوی السابقین الاولین الذین شاہدوا الوحی والتنزیل و عرفوا التاویل و کان الوحی
ینزل خلال بیوتہم و ینزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و ہو بین اظہرہم یعنی سلف و خلف کی جس
کتاب مین حکم شرعی اور اوسکی دلیل کا ذکر یا اسکی بحث ہے اوس مین صحابہ کرام کے اقوال سے استدلال موجود
ہے یہ تو اونکی کتابون کی خوبی و زینت ہے اونکی کتابون مین نہ صراحةً یہ بات موجود ہے اور نہ دلالةً کہ
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا قول حجة نہین ہے اور باقی اصحاب کے
اقوال اور فتاوی قابل احتجاج نہین۔ اور دیکھو نکر کوئی ایسا خیال کریگا کہ متاخرین کے رایون سے جو گمان
حاصل ہوتا ہے وہ بڑھکر ہے اوس گمان سے جو حاصل ہوتا ہے اصحاب کرام سابقین اولین کے فتاوون سے
جنکے سامنے وحی آتی اور خدا کی کتاب اوترتی تھی اور وہ لوگ قرآن کی تفسیر بھی جانتے تھے اور وحی
اونکے گھرون کے اندر اوترتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم بر اونکے بیچ مین رہتے ہوے
وحی اوترتی تھی **فصل ۲** (قرآن مجید کی تفسیر کا کیا طریقہ ہے) قال الامام الجلیل الکبیر الحافظ ابن کثیر فی
تفسیرہ المنیر فان قال قائل فما احسن طریق التفسیر فالجواب ان اصح الطرق فی ذلک ان یفسر القرآن
بالقرآن فما اجمل فی مکان فانہ قد بسط فی موضع آخر فان اعیاک ذلک فعلیک بالسنة فانہا شارحة للقرآن
و موضحة لہ قال تعالی وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم ولعلہم یتفکرون ولہذا قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن و مثلہ معہ یعنی السنة والسنة ایضا تنزل علیہ بالوحی والغرض انک

تطلب تفسير القرآن منه فان لم تجده فمن السنة كما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمعاذ حین بعثہ الی الیمن فبم تحکم قال بکتاب اللہ قال فان لم تجد قال بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فان لم تجد قال اجتہد رائی قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صدرہ وقال الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضی رسول اللہ وہذا الحدیث فی المسند والسنن باسناد جید کما ہو تقرر فی موضعہ وحینئذ اذا لم نجد التفسیر فی القرآن ولا فی السنۃ رجعنا فی ذلک الی اقوال الصحابۃ فانہم ادری بذلک لما شاہدوا من القرائن والاحوال التی اختصوا بہا ولما لہم من الفہم التام والعلم الصحیح والعمل الصالح لاسیما علماءہم وکبراءہم کالائمۃ الاربعۃ الخلفاء الراشدین والائمۃ المہتدین المہدیین وعبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم الی ان قال فصل اذا لم تجد التفسیر فی القرآن ولا فی السنۃ ولا وجدتہ عن الصحابۃ فقد رجع کثیر من الائمۃ فی ذلک الی اقوال التابعین الی ان قال وقال شعبۃ وغیرہ اقوال التابعین فی الفروع لیست حجۃ فکیف تکون حجۃ فی التفسیر یعنی انہا لاتکون حجۃ علی غیرہم ممن خالفہم وہذا صحیح اما اذا اجمعوا علی الشیء فلا یرتاب فی کونہ حجۃ فان اختلفوا فلا یکون قول بعضہم حجۃ علی قول بعض ولا علی من بعدہم ویرجع فی ذلک الی لغۃ القرآن او السنۃ او عموم لغۃ العرب او اقوال الصحابۃ فی ذلک انتہی ملخصا

ماحصل اسکا یہ ہے کہ حافظ ابن کثیر جنکی امامت وجلالت پر اور اونکے تفسیر کے عمدہ ومعتبر ہونے پر تمام علماء اہل سنت کو جو اونکے زمانہ سے تصنیف سے ابتک ہوئے ہین اور ہین اتفاق ہے اپنی اس تفسیر مین فرماتے ہین کہ تفسیر قرآن شریف کی چار طریق پر ہے بہتر تفسیر اول درجہ کی یہ ہے کہ بعض آیات کی تفسیر جن مین اجمال ہے دوسری آیات کے ساتھ جنمین تفصیل ہے کیجاوے اسکے بعد دوسرے درجہ مین تفسیر قرآن شریف کی ساتھ حدیث نبوی کے ہی حدیث نبوی بھی وحی آسمانی ہے اور مثل قرین وشرح وبیان قرآن ہے خدا صاحب نے پیغمبر صاحب کو مبین وشارح قرآن مقرر کیا ہے یعنی حدیث نبوی کا تفسیر قرآن ہونا خود قرآن کا بیان ہے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث جسپر تقریر وتصدیق نبوی ہو چکی ہے۔ اسکا ثبوت واضح ہے اسکے بعد تیسرے درجہ مین تفسیر قرآن شریف کی ساتھ اقوال صحابہ کرام کے ہی کیونکہ اصحاب کرام قرآن شریف کا علم سب سے زیادہ رکھتے ہین اونکے سامنے قرآن شریف نازل ہوا اور انہون نے ایسے حالات اور قرائن حالیہ مقالیہ اور اسباب وشان نزول کو دیکھا اور سنا اور سمجھا جو اونکے ساتھ خصوصیت رکھتے ہین اور فہم تام وعلم صحیح وعمل صالح یعنی پوری سمجھ اور ٹھیک علم اور اوسکے موافق عمل خاص او نہین کا حصہ ہے خصوصا صحابہ کرام مین سے جو علماء اور کبراء کہلاتے ہین جیسے کہ چار خلیفے نبی کے جو صاحب رشد وہدایت ہوکے امت کے پیشوا وہادی ہین اور جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ وعن سائر الصحابۃ اجمعین نیز حضرت معاذ کی تقریر سے جسپر تقریر وتصدیق نبوی ہو چکی ہے اصحاب کرام کے اقوال کے معتبر وحجت للامۃ

ہونیکا ثبوت کافی ملتا ہے کما لا یخفے تفسیر فتح البیان مین بعد ذکر تفسیر نبوی و اقدمیت اوسکیکے ہر تفسیر پر لکہا
ہے ثم تفسیر علماء الصحابۃ المختصین برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فانہ بیعد کل البعد ان یفسر احدہم کلام اللہ ولم
یسمع فی ذلک شیئا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وعلی فرض عدم السماع فہو احد العرب الذین عرفوا
من اللغۃ دقہا وجلہا انتہی یعنے تفسیر نبوی کے بعد مرتبہ تفسیر صحابہ کرام کا ہے جو انحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے ساتہ خصوصیت رکھتے تھے یعنے اونکے سامنے وحی کے اوترنے اور اوسکے سُننے اور سیکہنے اور اوسکے علم کی تہ کو
پہونچنے کی نعمت خاصہ اونہین کو نصیب تھی اور اسکے بیان کا نام ہی تفسیر اصلی ہے پس بالکل بعید بات ہے
کہ کوئی صحابی بہی کلام اللہ کی تفسیر کرے اور اوس نے صاحب وحی سے اوسکو بلا واسطہ یا بالواسطہ نہ سُنا
ہو اور عدم سماع کی تقدیر پر بہی اوسی کی تفسیر بعد تفسیر نبوی کے ہوگی یعنی اوروں کی تفسیر پر مقدم ہوگی
کیونکہ صحابی بہی اون عربون سے ہے جو لغۃ عرب کی حقیقت کو جانتے ہین اتقان مین زرکشی سے نقل کیا
ہے للناظر فی القرآن لطلب التفسیر مآخذ کثیرۃ امہاتہا اربعۃ الاول النقل عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہذا
ہو الطراز المعلم الثانی الاخذ بقول الصحابی فان تفسیرہم عندہم بمنزلۃ المرفوع الی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
یعنے دوسرا طریق تفسیر قرآن کا یہ ہے تفسیر بقول صحابی اور وہ مرفوع کے حکم مین ہے یعنی فی الحقیقۃ یہہ
بہی تفسیر نبوی ہے اسکے بعد چوتھے درجہ کی تفسیر قرآن بنفسہٖ کی ساتہ اون اقوال تابعین کے ہے
جنپر اون کا اتفاق ہے اور ایسے اقوال کے حجت ہونے مین کچہہ بہی شک نہین رہے وہ اقوال تابعین
کے جنمین اون کا اختلاف ہے سو یہ حجت نہین نہ اونکے مخالفین پر اور نہ اونکے من بعدہم پر شعبہ وغیرہ
کے اس قول کا کہ تابعین کے اقوال حجت نہین یہی مطلب ہے اور ایسی حالت مین یعنی اختلاف فی اقوال
التابعین کیوقت مین لغت قرآن یا حدیث یا عام لغۃ عرب یا اقوال صحابہ کیطرف رجوع چاہیے غرضکہ
اہل سُنت کے تمام ائمہ دین و مفسرین و فقہاء و محدثین کالبخاری وغیرہ کما یدل علیہ صنیعہ فی صحیحہ وصنیع
غیرہ فی غیرہ اجمعین کا طریقہ تفسیر کلام اللہ کا یہی ہے جو مذکور ہوا یعنی ان چار طریق کے تفسیر کے برخلاف
جو کوئی تفسیر قرآن شریف کی کریگا وہ مقبول نہ ہوگی ویوضحہ الاصل الثالث فی الفصل الثالث **وفصل**

(صحابہ و تابعین کی تفسیر کے برخلاف تفسیر کرنیوالا اسمین مخطی بلکہ مبتدع ہے)

قال فی الاتقان ناقلا عن شیخ الاسلام ابن تیمیۃ فان الصحابۃ والتابعین والائمۃ اذا کان لہم تفسیر
فی الآیۃ وجاء قوم فسروا الآیۃ بقول آخر لاجل مذہب اعتقدوہ وذلک المذہب لیس من مذہب الصحابۃ
والتابعین صار مشارکا للمعتزلۃ وغیرہم من اہل البدع فی مثل ہذا وفی الجملۃ من عدل عن مذہب الصحابۃ
والتابعین و تفسیرہم الی ما یخالف ذلک کان مخطئا فی ذلک بل مبتدعا لانہم کانوا اعلم بتفسیرہ و معانیہ

الی ان قال انتہی کلام ابن تیمیۃ ملخصا وہو نفیس جدا یعنی صحابہ تابعین ائمہ دین کی تفسیر کسی آیۃ کی موجود ہوتے ہوئے اگر کوئی پچھلا اوس آیۃ کی تفسیر اپنے کسی مذہب کیوجہ سے کرے اور وہ مذہب کسی صحابی اور تابعی کا بھی نہو تو وہ اسمین معتزلہ وغیرہم اہل بدعت کا مشارک ہوگیا الحاصل صحابہ وتابعین کے مذاہب وتفاسیر کو چھوڑکر اونکی تفسیر ومذہب کے برخلاف تفسیر کرنے والا اور مذہب نکالنے والا اسمین مخطی بلکہ مبتدع ہے کیونکہ صحابہ کرام وتابعین ہی ساری امت الی یوم القیامۃ سے بڑھکر قرآن کی تفسیر اور اوسکے معانی کو جاننے والے ہین امام سیوطی نے اس مضمون کی حسب علماء امت اہل سنت کا اتفاق ہے خوب تحسین کی ہے اسیواسطے تو ائمہ حدیث جس مسئلہ مین کسی صحابی یا تابعی کا اثر نہین پاتے تھے اوسمین توقف فرماتے تھے اور جس مسئلہ مین کسی نے سلف مین سے دخل نہین دیا اور تکلم نہین کیا تو اسمین دخل دینے اور کلام کرنے سے روکتے تھے چنانچہ امام ابن القیم اعلام مین امام احمد علیہ الرحمۃ کے توقف فی الفتوی کے وجوہ مین سے ایک وجہ کے بیان مین لکھتے ہین اولعدم اطلاعہ فیہا علی اثر او قول احد من الصحابۃ والتابعین وکان شدید الکراہۃ والمنع للافتاء بمسئلۃ لیس فیہا اثر عن السلف کما قال لبعض اصحابہ ایاک ان تتکلم فی مسئلۃ لیس لک فیہا امام انتہی المرام اہل سنت واہل حدیث سچا تو وہی ہوگا جو اس روش ائمہ حدیث پر ہوگا پس جس صاحب مین اتباع سلف صالحین نہین ہے تو وہ باوجود مخالفۃ سلف فی التفسیر وفی الافتاء وموافقۃ اہل ہوی فی الاعتقاد والرائی کے اہلحدیث و اہل سنت کس اصطلاح کے روسے اور کس وجہ سے کھلائیگا یہ بات پر ظاہر ہے کہ ہر فن کے اول درجہ کے ائمہ و استادون کی روش وچال پر پچھلون کو چلنا ضروری اور انکی اتباع لابدی اور ابتداع حرام ہے بہلا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صحابہ وتابعین کی چال کو چھوڑکر سب کے برخلاف کوئی چال چلے اور سب کو مخطی اور اپنے کو مصیب جانے اور اہلحدیث اہل سنت بھی کہلائے

فصل ۴ (قرآن مجید کے فہم لغات مین کس زمانہ کا اعتبار ہے)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فوز کبیر مین لکھتے ہین واما لغۃ القرآن فینبغی اخذہا من استعمال العرب الاول ویکن الاعتماد کلی علی آثار الصحابۃ والتابعین وقال فیہ والمعتبر فہم العرب الاول لا فہم مدققی زماننا فان التدقیق الفارغ داء عضال انتہی یعنی قرآن مجید کے لغات کے فہم مین عرب اول کا فہم معتبر ہے اور انہین کے محاورات واستعمالات کو لینا ضروری ہے اور چاہئے کہ صحابہ وتابعین کے آثار پر قرآن شریف کے فہم مین اعتماد کلی رہے یعنی سلف صالحین کی تفسیر کا ہی اعتبار ہے بعد تفسیر نبوی کے اور پچھلے لوگون کی تفسیر وتدقیق کا کچھ بھی اعتبار نہین کیونکہ خالی تدقیق یعنی خالی از دلیل عقل کی باریکی تو بیماری لاعلاج یعنے مہلک ہے مین کہتا ہون کہ اسی بیماری نے تو حکماء یونان کو گمراہ کردیا اور ہلاکت مین ہو نچایا

وہا انا اشرع فی المقصود المبین مستعینا بربی الحق المعبود المعین ومعتصما بحبل اللہ المتین ومتمسکا بتفسیرہ وشرحہ الذی ہو متلو وثانیہ القرآن وہو حدیث سید الرسل المطاع الناطق بوحی مرسلہ الی الناس اجمعین ومحتجا باثار الصحابۃ والتابعین والاحتجاج باثارہم وتفاسیرہم ہو مذہب المحدثین وسائر علماء الدین من اہل السنۃ والجماعۃ المہتدین الذین علیہم ید اللہ

واولئک ہم حزب اللہ منصورین والحمد للہ رب العٰلمین وصلوٰتہ وسلامہ علےٰ سید الاولین والآخرین۔

جناب حافظ صاحب کا جواب سوال اور حرام بلا کلام کی استحلال پر استدلال

سوال

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ ایک عورت فاحشہ نے اپنے فعل بد سے توبہ کی اب جو اوس پاس مال ہے۔ فعل بد سے کمایا ہوا وہ اوسکو اور عام مومنین کو حلال ہے یا حرام۔

الجواب

حلال ہے اسلئے کہ وہ فعل بد فعل نیک سے بدل گیا بس وہ مال فعل نیک سے کمایا ہوا ہو گیا قال اللہ تعالیٰ الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما (الفرقان رکوع آخر) وقال اللہ تعالیٰ فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتہی فلہ ما سلف (البقر رکوع ۳۸) واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد عبد اللہ ۲۳ ربیع الاخر ۱۳۲۹ھ

انکی دلیل اول کی وجہ استدلال جو اونکے کلام مین بیان کی گئی ہے یہ ہے فرماتے ہین اموال محرمہ مذکورہ کے حرمت کی وجہ یہی تھی کہ وہ اموال فعل بد سے کمائے ہوئے تھے جب توبہ سے فعل بد کی بدی دور ہو کر بجائے بدی کے اوس مین خوبی آگئی تو اس صورت مین اموال مذکورہ مین توبہ کے بعد وجہ حرمت باقی کہان رہی اور جب اموال مذکورہ مین توبہ کے بعد وجہ حرمت باقی نرہی تو اب وہ اموال کیون حلال نہین ہین دوسرے مقام مین ہے جب فعل بد فعل نیک سے بدل گیا تو وہ مال جو فعل بد سے کمایا ہوا تہا فعل نیک سے کمایا ہوا ہو گیا اور جب وہ مال فعل نیک سے کمایا ہوا ہو گیا تو اب اوس مال کے حلال ہونے مین کونسا شبہ باقی رہا آیۃ کریمہ مذکورہ اس مسئلہ کے اثبات مین بہت ہی کافی دلیل ہے لیکن تدبر شرط ہے انتہت عبارتہ بعینہا یعنے توبہ وغیرہا حسنات سے سیئات کا سو رد دور ہو جاتا ہے اور حسنات کا حسن اوسکی جگہہ مین آجا کر سیئات حسنات ہو جاتے ہین یعنی وصف سیئہ کی جو سو رہے ساتہ وصف حسن کے جو حسن ہے بدل گئی تو سیئہ حسنہ ہو گیا تو وہ مال حسنہ سے کمایا ہوا ہو گیا تو اوسکے حلال ہونے مین کیا شک و شبہ رہا اور اس دلیل کو آپنے اشارۃ النص یا دلالۃ النص فرمایا ہے اور اس تبدل کی مثال ساتھ ثوب نجس کے وہی ہے کہ غسل سے اوسکی وصف نجاستہ بدل جاتی ہے ساتہ وصف طہارۃ کے یہ ہے ما حصل آپکی پہلی دلیل کی تقریر کا دوسری دلیل کی وجہ استدلال اونکی یہ ہے جو انہون نے لکھا ہے کہ آیت کریمہ فمن جاءہ

موعظة من ربه الآیہ سے استدلال کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ مین فله ماسلف کو دو امرون کے پائے جانے پر مترتب فرمایا ہے ایک یہ کہ آدمی نے جس فعل سے مال کمایا ہے اوس فعل بد سے نہی جو اوسکے رب کیطرف سے آچکی ہے اوسکے پاس پہونچ جائے دوسرا امر یہ ہے کہ اوس نہی کے اوسکے پاس پہونچ جانے کی بعد وہ شخص اوس فعل بد سے باز آجائے تو جب اللہ تعالیٰ نے فله ماسلف کو ان دونون امرون کے پائے جانے پر مترتب فرمایا ہے تو جب یہ دونون امر کسی شخص مین پائے جاوینگے تو بالضرور بحکم اس آیۂ کریمہ کے فله ماسلف اوس پر مترتب ہو جائیگا یعنی وہ مال جو اس شخص نے ان دونون امرون کے پائے جانے کے قبل فعل بد مذکور سے کمایا ہے اوس کا ہو جائیگا اور جب وہ مال اوس کا ہو جائیگا تو اب اوس مال کے حلال ہو جانے مین کونسا شبہ باقی رہجائیگا جس عورت کے بارہ مین سوال ہے اوس عورت نے جس فعل بد (زنا) سے مال کمایا تھا اوس فعل بد سے نہی جو اوسکے رب کیطرف سے آچکی ہے اوسکے پاس پہونچی اور نہی مذکور کے اوس کے پاس پہونچ جانے کے بعد وہ عورت اوس فعل بد سے باز آگئی - اور جب عورت مذکورہ مین بھی یہ دونون امر پائے گئے تو اس امر مین کہ مال مذکور بحکم آیۂ کریمہ اوسکا ہو گیا اور حلال ہو گیا کونسا شبہ رہگیا ہے اس آیت کو اوس عورت کے توبہ و حلت مال سے بھی تعلق ہے جو مذکور ہوا اب اس مقام کی مزید توضیح کیجاتی ہے واضح ہو کہ یہ آیت بھی عام ہے اس مین بھی کسی خاص شخص کی تخصیص نہین ہے نہ کافر کی نہ مومن کی نہ مرد کی نہ عورت کی اور اس آیت مین اس عموم کے علاوہ ایک اور عموم بھی ہے وہ یہ کہ اس آیت مین جو لفظ موعظة واقع ہے وہ عام ہے اوس مین بھی کسی خاص موعظة یعنی نہی کی تخصیص نہین ہے کہ وہ نہی فلان فعل بد سے ہو یا فلان فعل بد سے بلکہ موعظة مذکور ہر ایک نہی کو شامل ہے جو کسی فعل بد سے بھی ہو جس سے مال کمایا جائے خواہ وہ فعل بد زنا ہو یا ربا یا رشوت ہو یا اور کوئی فعل بد - اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو اب اس آیت کے معنے یہ ہوے پس جس شخص کے پاس کوئی بھی نہی پہونچ جائے جو اسکے رب کیطرف سے آچکی ہے اور وہ نہی ایسے فعل بد سے ہو جس سے مال کمایا جائے پھر وہ شخص اس نہی کو پہونچ جانے کے بعد اوس فعل بد سے جس سے اوس نے مال کمایا ہے باز آجائے تو وہ مال جو اوس شخص نے ان دونون امرون کے قبل فعل بد مذکور سے کمایا ہے اوس کا ہو گیا اور یہ جو آیۂ کریمہ ہذا کے بیان معنے مین کہا گیا ہے "کہ وہ نہی کسی ایسے فعل بد سے ہو جس سے مال کمایا جائے" تو یہ بقرینہ قولہ تعالےٰ فله ماسلف کے کہا گیا ہے اسلئے کہ اگر نہی ایسے فعل بد سے ہو جس سے مال نہین کمایا جاتا ہے تو ایسے صورت مین فله ماسلف کا ترتب دونون مذکورہ بالا امرون پر نہو سکے گا۔ کما لا یخفیٰ ۔ واضح ہو کہ یہان تین صورتین ہین ایک یہہ کہ اوس شخص کو نہی ہی نہین پونچی دوسری یہ کہ نہی تو پہونچی مگر فعل بد سے باز نہین آیا تیسری یہ کہ نہی بھی پونچی اور نہی پونچنے کے بعد فعل بد سے باز آگیا - پہلی اور تیسری صورت کا حکم حلت ہے اور دوسری صورت کا حکم حرمت آیۂ کریمہ ہذا مین منطوقاً صرف تیسری صورت کا بیان ہے جس کا حکم حلت ہے نہ دوسری صورت کا جس کا حکم حرمت ہے مگر چونکہ تیسری

صورت اکثر اذہان مین بنظر سرسری دوسری صورت کے ساتھہ ملتبس ہوجایا کرتی ہے اور اوس وجہ سے
اس تیسری صورت پر بھی دوسری صورت کا حکم (یعنی حرمت) الگادیا جایا کرتا ہے۔ لہذا اس مقام کی مزید توضیح
کی ضرورت ہوئی تاکہ کسی ایک صورت کا دوسری کسی صورت کے ساتھہ التباس نہوجائے۔ یہان سے اس آیت
کو صورت کی توبہ وحلت مال سے تعلق بخوبی واضح ہوگیا۔ فالحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی وسلم
علی خیر خلقہ وافضل رسلہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ کتبہ محمد عبداللہ ۱۸ شعبان سنہ ۱۳۲۹ھ

جناب حافظ صاحب کی دلیل اول کا جواب باصواب بچند وجہہ

اولاً چونکہ جناب حافظ صاحب نے مقدمات اربعہ ممہدہ مسلمہ اہل سنت کا جنمین طرز ونہج وطرق ومراتب تفسیر واتباع
آثار وتفاسیر سلف صالحین وتحذیر از ابتداع وسلوک مسلک مبتدعین کا بیان ہے سخت خلاف کیا اور ادعار مجتہدیت کا
اظہار کرکے بالکل آزادانہ چال کا نہج استدلال اختیار کیا اور گویا تمام مفسرین کی تفسیر کو غلط ٹہیراکر کے ایک نیا معنے
نکالا ہے لہذا اونکے اس طرز جدید استدلال کے ضعف واضمحلال وضلال کی کشف حقیقۃ اونکی طرز پر اس طور سے ہوتی
ہے کہ اعمال سیئہ وحسنہ اعراض ہین یا جواہر اگر اعراض ہین تو آپنے انکو اعیان یعنے جواہر مقابل اعراض کا وہ بھی
اجسام قرار دیا ہے تب ہی تو اسکی تمثیل ساتہ ثوب نجس کے دی اور ثوب کی وصف نجاستہ وطہارت کو ساتہ وصف
سوء وحسن کے جو اونکے موصوف مین ہے مطابقت کر کے مغترا وغارا اذہان عوام وافہام اعلام مین القا فرمادی
حالانکہ آپکے اس قرارداد طبعزاد پر کوئی دلیل شرعی وعقلی نہین ہے اور تفسیرون مین جو اعیان کے ساتہ اعمال کی
تعبیر کی گئی ہے اور باعیانہا کر کے بیان کیا گیا ہے سو وہ جواہر کے معنے مین جو مقابلہ مین اعراض کے ہے نہین کہا گیا بلکہ
اوسکا عام معنے مراد ہے جو جواہر واعراض ہر دو کو شامل ہے کما لایخفے غرضکہ اعمال کے اعراض ہونے کی صورت مین
سیئہ مین ذات اور وصف دو چیزین مقرر کرنا اور ذات کو برمحل رکھنا اور وصف کو زائل اور اسکے منزل مین حسنہ
کے وصف حسن کو نازل کر کے فرمانا اور اعراض پر ایسے احکام جاری کرنا دلیل سے خالی اور وہمی وخیالی بات ہے
ورنہ اسکی دلیل کے ساتہ اسکی بھی دلیل چاہیے کہ حسنہ مین جو موصوف ہے اوسکو بغیر وصف کے چھوڑ دیا گیا یا اوسکے
ساتہ بھی کوئی دوسرا وصف منضم کیا گیا یا وصف سوء زائل شدہ از سیئہ اسکے ساتہ قائم کر کے اسکو بھی سیئہ بنایا گیا
یا اوسکے دو وصف حسن کے تھے ایک وصف زائل ہوکر وصف سوء کے موصوف کے ساتہ قائم ہوگیا اور دوسرا
وصف اوسکے ساتہ باقی رہگیا یا کیا ہوا پہر وصف حسن کے موصوف کا محل کیا ہے اور وصف سوء کے موصوف کا محل
کیا ہے قلب ہے یا کچھہ اور اگر دونون کا محل قلب مین ہے تو الگ الگ ہے یا ایک ہے اگر دونون کا محل ایک ہی
ہے تو کیا حسنہ سیئہ کو زائل کر کے اوسمین حال ہوئی ہے یا اوسکے ہوتے ہوئے یا خود اوس سیئہ مین حال ہوئی ہے

یعنی قیام عرض بالعرض کے طور پر جو اکثر عقلاء کے پاس ممنوع ہے یا حسنہ مین جو موصوف ہے فقط وہی حال ہوا ہی
یا حسنہ مین جو صفۃ حسن ہے فقط وہی حال ہوئی ہے پھر ہر ایک سیئہ کے موضوع مین اوسکو دور کرکے یا اوسکی ہوتی
ہوے پھر کل یا جز مین یا خود سیئہ مین یا اوسمین جو موصوف ہے یا اوسمین جو صفۃ ہے اور اگر قلب مین ہر ایک کا محل
الگ الگ ہے تو کیا حسنہ اپنے محل مین حال ہوکر اوسکا وصف حسن اوس سے جدا ہوکر سیئہ مین جاکر ملا ہے وہ بھی
وصف سوء کے ہوتے ہوے یا اوسکے دور ہونے کے بعد ایسے اور بھی احتمالات نکل سکتے ہین کیا آپ انکو خیالات و
لغویات لکھکر انکا جواب دلیل سے نہین دینگے یا ان تشقیقات کے شقوق کے جوابات کتاب و سنت کے دلائل سے عبارات
سے یا اشارات یا دلالات یا اقتضاءات سے دینگے اگر یہ احتمالات پیش کردہ خیالات ولغویات ہین اور لائق جواب دہی کے
نہین ہین تو آپکا یہ مفہوم بھی کہ وصف سوء سیئہ سے دور ہوکر حسنہ کا وصف حسن اوسکے ساتھ ملگیا اور سیئہ حسنہ
ہوگیا ہے ایک خالی خیال مزعوم و امر موہوم جو قابل توجہ و التفات کسی عاقل کے نہین ہے چہ جائیکہ اسکو تفسیر کلام اللہ
لفظہ کہا جاوے اور اسپر ترتب حلۃ حرام اور دلیل شرعی کا اطلاق کیا جاوے غرضکہ سیئات کے وصف سوء کا
دور ہونا اور توبہ وغیرہا اعمال صالحات حسنات کے وصف حسن کا اونکے ساتھ جاکر ملجانا اور ان حسنات کا بغیر
خوبی و حسن کے رہجانا یا حسنات مین صفت حسن کا موصوف نہ ہونا یعنے سیئات مین ذات وصفت ہر دو کا ہونا اور
حسنات مین فقط صفۃ حسن کا ہونا یعنی حسنات فقط خوبیون کا نام ہونا جو صفات سوء کے موصوفات و ذوات کے
ساتھ ملجایا کرتی ہین یا حسنات مین ذوات کا ہوکر صفۃ حسن کی دور ہوکر سوء کے موصوف کے ساتھ ملنے سے اونکا
دور ہوجانا یا اونکا خالی از حسن ہوکر قلب مین یا دوسرے کسی محل مین رہجانا مگر سیئات کا وصف سوء دور ہوکر
اونکے ساتھ وصف حسن کا ضرور ہی ملجانا سراسر توہم وتخیل ہے یا تحکم محض پھر طور حسب زعم آپکے بطریق مذکور سیئہ کا
حسنہ ہوجانا عقل و نقل کے برخلاف ہے ورنہ آپ اس تقریر کو دلیل سے جو مفصل و مبین اسکی ہو ثابت کرکے بتلاتے ہین
وانکے لکم ہذا آپ تو مجمل ہی ایک بات جابجا لکھتے جاتے ہین کہ عمل بد ہے بدی دور ہوگئی اور عمل نیک کی وصف خوبی
اوسکے ساتھ ملگئی اور عمل بد نیک ہوگیا تو جو مال عمل بد سے کمایا ہوا تھا وہ عمل نیک سے کمایا ہوا ہوگیا تو اوس کے
حلال ہونے مین کیا شبہ رہا اور اسکی دلیل شرعی کچھہ بھی بیان نہین فرماتے ہین کہ عمل نیک کی وصف نیکی و خوبی
کی عمل بد مین جو موصوف ہے ساتھ وصف بدی کے کیونکر ملگئی اور وصف خوبی کے جانے سے موصوف کا حال کیا ہوا
کمامر و تقرر قیام اور یہ بات آپسے کوئی دریافت بھی نہین کیا اور آپکے خیال شریف مین بھی نہین آئی ورنہ اس خیالی
بنیاد پر بنا حلت حرام بلا کلام کی قائم نکرتے اور محض رائے سے ایسی تفسیر نکرتے جسپر مقدمات اربعہ اصول موضوعہ
مسلمہ اہل سنت کے خلاف کرنے پر جو جرم و اثم و خطا مترتب ہوتا ہے اوس کا ترتب لازم آیا یعنی اثبات حلۃ مال
حرام بلا کلام کے صلہ و انعام مین اجرام و آثام الزام لازم آیا اور بناء علی الفاسد کے سبب سے مطلب حاصل نہ ہوا

اور مال حرام جیسا کہ تہا ویسا ہی بے شبہ اب بہی حرام رہا وہو المطلوب یعنے آپکی تقریر جو تبدیل سیئات حسنات مین
بھی بالکل غلط ثابت ہوئی اور تمثیل بھی ٹھیک نہ ہوئی کیونکہ ثوب عین ہے اور عمل صالح ہو یا سیئی عرض ہے اور
عرض کو عین پر قیاس اور دونون کو متحد الحکم ٹہیرانا قیاس مع الفارق ہے اور اگر اعمال اعراض نہین ہین بلکہ اعیان
یعنے جواہر ہین (جیسا کہ آپنے سمجہا بلکہ اونکو اجسام بنا دیا کہ اونمین ذوات وصفات قرار دیکر ثوب کے ساتہ ذات و
صفات مین تشبیہ دی اور ذوات سے صفات کو دور و علیحدہ کرکے اونکے ساتہ دوسرے صفات کو ملا دیا بکمال تفصیلہ
حالانکہ یہ احکام صرف اجسام کے ہین نہ کہ اعراض کے) تو دنیا مین جتنے اعراض ہین سب اعیان ہی ہین یعنے عرض
کوئی چیز ہی نہین ہے خالی نام ہی نام ہے یا عین کا دوسرا نام عرض ہے غرضکہ اعمال کے اعراض ہونے مین قائلین
بالعرض مین سے وہم کل العقلا سوی ابن کیسان الاصم ولا عبرة بخلافہ فانہ خلاف البداہتہ فان کون الحرارة والبرودة
والالوان والاضواء والاصوات والطعوم والروائح وغیرہا من امثالہا لا شک فی کونہا اعراضا وہو یقول انہا جواہر
فقولہ لیس بشیئی غرضکہ اس مین کسی ایک شخص کا بھی خلاف نہین حافظ ابن حجر فتح الباری مین فرماتے ہین قولہ
مثقال حبة ہو اشارة الی ما لا اقل منہ قال الخطابی ہو مثل لیکون عیارا فی المعرفة لا فی الوزن لان ما یشکل فی المعقول
یرد الی المحسوس لیفہم وقال امام الحرمین الوزن للصحف المشتملة علی الاعمال و یقع وزنہا علی قدر اجور الاعمال وقال غیرہ
یجوز ان تجسد الاعراض فتوزن وما ثبت من امور الآخرة بالشرع لا دخل للعقل فیہ انتہے اس سے معلوم ہوا کہ اعمال تو
اعراض ہین جنکا وزن دنیا مین نہین ہوسکتا کیونکہ وزن ثقیل و خفیف مین فرق اور اونکی مقدار معلوم کرنیکے
واسطے ہوتا ہے اور ثقل و خفت صفات اجسام سے ہے مگر اللہ تعالی کو اعراض کے اجسام بنانے کی قدرت ہے پس ہوسکتا
ہے کہ اعراض کو قیامت مین اجسام بنا کر اونکا وزن کرے یا صحف اعمال کا وزن کرے بہر طور وزن برحق ہے۔
اور آخرت کی باتون مین جو شرع سے ثابت ہین عقل کو دخل نہین غرضکہ جناب حافظ صاحب نے محض اپنی رائے سے تبدیل
سیئہ حسنہ کا مطلب غلط اور بالکل غلط گھڑ لیا اور اسکو اساس بنایا اور اسپر ترتب حکم کی بنا رکہی کی جو تاسیس بنیان
علی شفا جرف ہار کا مصداق ہوگئی یعنے خیالی عمارت جو بالکل خیالی بنیاد پر اوٹہائی گئی تھی گر پڑی یعنے آپکو سخت دہوکہ
ہوگیا ورنہ دلیل مفصل موضح اسپر قائم کرین اور اسکی نظیر صحیح دین اور اپنا امام بتلائین وانی لہم ہذا ودونہ خرط القتاد

ثانیاً اگر جناب حافظ صاحب کے معنے کو جو غلط صریح اور خطاء قبیح ہے فرضی طور پر تسلیم کرلین یعنے اعراض (اعمال)
کو جواہر وہ بہی اجسام اثواب کیطرح ذوات وصفات والا مان لین تب بھی جناب ممدوح کا خیال کچہہ بھی بن نہین
پڑتا کیونکہ اس تقدیر پر سیئہ وحسنہ مین جو وصف سوء وحسن ہے اسکو آپ بھی لا محالہ عرض ہی فرمائینگے اور جناب کو
معلوم ہی ہے کہ عرض اپنے محل سے دوسرے محل کیطرف کا انتقال الجسم من مکان الی مکان منتقل نہین ہوسکتی وقد صرح
فی کتب العقل بان ہذا الحکم قد اتفق العقلاء علی صحتہ پس وصف حسن جو عرض ہے حسنہ سے جو اسکا محل ہے کیونکر منتقل

ہوکر وصف سوء کے محل کیطرف (جو سیئہ مین ذات ہے اور سوء کا موصوف ہے اور سوء اور وہ ذات ملکہ سیئہ کہلاتا ہی) جائیگی اور حسنہ مین جو ذات موصوفہ بوصف الحسن ہے کیونکہ بغیر اپنی صفت کے بہونڈی شکل کی رہجائیگی یا دور ہوجائیگی یا کیا ہوگی پس اس حکم اتفاقی عقلاء کے رو سے بھی جناب موصوف کا خیال بالکل غلط کالمحال ثابت ہوا وہو المطلوب

ثالثاً جناب حافظ صاحب کی تقریر سیئہ کے حسنہ ہونیکی موقوف ہے تبدیل کے معنے تغییر فی الذات کے مجازی ہونے اور پھر آیت تبدیل مبحوث عنہا مین اوسکے غیر مراد ہونے پر بسبب عدم قرینہ صارفہ عن الحقیقۃ وہو التغییر فی الصفات کے کما ہو قررو صرح بہ سو واضح ہو کہ اولاً تو تبدیل کے معنے تغییر فی الذات کا مجازی ہونا ثابت نہین یہ صرف آپکا ادعا ہے جسپر آپنے دلیل مسلم قائم نہین کی ثانیاً اس معنے کے مجازیت کے فرض تسلیم پر اوسکا غیر مراد ہونا بسبب فقدان قرینہ کے جیسا کہ آپ نے فرمایا غلط اور بالکل غلط بات ہے مجمع البحار مین جو خاص لغات قرآن و حدیث کی کتاب ہے لکہا ہے التبدیل التغییر اما فی الذات کتبدیل الدراہم بالدنانیر او فی الاوصاف کتبدیل الفضۃ خاتماً و تبدیل الارض علی الثانی بان تسیر جبالہا و تفجر بحارہا و تسوی فلا تری فیہا عوجاً و لا امتاً و تبدیل السماء بانتثار نجومہا و کسوف شمسہا و خسوف قمرہا و انشقاقہا و قیل تخلق بدلہما ارض و سموات اخر و الظاہر انہا (عائشۃ) فہمت تغییر الذات ولذا سألت فاین یکون الناس و کذا جوابہ بکونہم علی الصراط ای علی الصراط المعہود عند المسلمین او جنس الصراط یعنی صاحب مجمع کی صنیع سے معلوم ہوا کہ تغییر فی الذات تبدیل کا حقیقی معنی ہے اسیواسطے تو اسکو مقدم فی الذکر کیا اور عرب کا محاورہ بھی ذکر کیا پھر اس معنے کے حقیقی ہونے کی علامت بھی بیان کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذہن مین بھی تغییر فی الذات کا تبدیل ارض غیر ارض سے بغیر قرینہ کے متبادر ہوا اور یہی علامت حقیقۃ کی ہے چنانچہ سلم العلوم مین ہے علامۃ الحقیقۃ التبادر و العراء عن القرینۃ پھر مزید برآن اسپر تقریر نبوی بھی پائی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ و آلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے معنے فہمیدہ کی تصدیق و تسلیم پر جواب ارشاد فرمایا کہ اسوقت لوگ پلصراط پر ہونگے یعنے عرب عرباء افصح الفصحاء سید البلغاء و سید الانبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ و السلام نے تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کیا اور سمجہا پس تفسیر نبوی و تفسیر صحابی سے یہ معنے تغییر فی الذات کا ثابت ہوگیا اور اپنی جگہہ مین یہ بات ثابت ہو چکی اور مقدمات اربعہ مین گذر گئی ہے کہ تفسیر و بیان نبوی کے مقابلہ مین کسی کی تفسیر و تقریر مسموع و معتبر نہین ہوسکتی علامہ بیضاوی نے اپنی تفسیر انوار التنزیل و اسرار التاویل مین آیہ مبحوث عنہا کے تحت مین لکہا ہے بان یمحو سوابق معاصیہم بالتوبۃ و یثبت مکانہا لواحق طاعاتہم او یبدل ملکۃ المعصیۃ فی النفس بملکۃ الطاعۃ و قیل بان یوفقہ لاضداد ما سلف منہ او بان یثبت لہ بدل کل عقاب ثواباً انتہی اس علامہ مفسر کی تفسیر سے بھی معلوم ہوا کہ تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کا حقیقی ہے۔ چار معنے کو جو سلف سے منقول ہین ذکر کیا پہلے معنے مین تغییر فی الذات پائی جاتی ہے۔ اور یہ معنے ان الحسنات یذہبن السیئات وغیرہا من الآیات و نیز احادیث سے صاف ثابت ہے جسکا خلاف ظاہر

باہر اُجناب حافظ صاحب نے کیا اور اختراعا و ابتداعا ایک معنے طبعزاد اسی معنے مین تغییر دیکر لکھہ مارا اور اوسپر
حکم متفرع کیا جس سے تحلیل حرام بلا دلیل لازم آئی اور تفسیر بیضاوی کے اس معنے سے تغافل کیا اور نہ اسکے حقیقی
ہونیکا کچھہ خیال کیا بلکہ زبردستی سے اسپر مجازی ہونیکا حکم دیا اور یہ سب باتین اہل حق و اہل تحقیق کی روش کے
بالکل برخلاف ہین لہذا مقام تحقیق مین قائم ہوکر اس روش کا خلاف کرنے والا اہل حق کے پاس غیر معتبر ہوجاتا
ہے نیز تفسیر بیضاوی مین بدلناهم جلودا غیرها کے تحت مین لکھا ہے وقیل تخلق مکانہ جلد آخر والعذاب
فی الحقیقة للنفس العاصیة المدرکة لا لآلات ادراکها فلا محذور اس سے بھی تغییر فی الذات کے معنے کا حقیقی ہونا معلوم
ہوا لانہ ہو الظاہر المتبادر الی الذہن من غیر احتیاج الی القرینة اور قیل یہان تمریض کیواسطے نہین ہے جیساکہ
جناب حافظ صاحب نے فرمایا بلکہ بیان اختلاف کیلئے ہے اور اس سے پہلے جو معنے ذکر کیا ہے کہ بان یعاد ذلک الجلد
بعینہ علی صورة اخری وہ لزوم محذور کیوجہ سے ہے کہ جلد بعینہ کا قائم رکھکر اوسکے صور کے تبدل کا معنے مراد
نہ لیا جاوے بلکہ تبدل جلد بجلد آخر کا معنے کیا جاوے تو جلد غیر عاصی کا معذب ہونا لازم آتا ہے سو اس کا جواب
معقول قاضی بیضاوی نے دیدیا ہے کہ عذاب حقیقة مین نفس عاصیہ کو ہورہا ہے اسکی توضیح یہ ہے کہ فی الحقیقة
راحت و عذاب روح کو ہوتا ہے اور لاش وجسم اوسکے عذاب دینے اور ثواب پہونچانے کیواسطے اسطرح سے مقرر
کیا گیا ہے جسطرح کہ دنیا مین نفس کے افعال ظاہر ہونے کیواسطے اوسکو بدن دیا گیا اور دونون کو راکب و مرکوب بنایا
گیا ہے اس سے اوضح یہ ہے کہ دنیا مین جس بدن عاصی کے ساتھ معصیت کی گئی ہے وہ بدن بعینہ آخرت مین
کہان ہے کہ اوسکا وہی جلد بعینہ دنیا والا تو قائم رہے اور اوسکے صور بدلتے جاوین تاکہ غیر عاصی کے معذب
ہونیکا محذور لازم نہ آوے تاکہ پہلا معنے ہی متعین ہوجاوے بلکہ آخرت مین تو نفس کو بدن دوسرا دیا جاویگا
گو اوس کا مادہ وہی ہو جو دنیا مین تھا یعنے دنیا کے بدن کے عظام ولحوم کے اصول و مواد وہی ہون جو دنیا
مین تھی اور گل کر مٹی ہوگئے تھے قدیر مطلق کو بیشک ہر کام پر قدرت کاملہ ہے کہ وہ اوسی تراب اور اونہین مواد
بوسیدہ سے کیف یشاء پیدا کردیگا جس طرح کہ اسکی نظیر ایک خائف من اللہ کے قصہ مین موجود ہے کہ اوس نے
مرتے وقت اپنے بیٹیون کو وصیت کی کہ مرنیکے بعد میری لاش کو جلا کر خاکستر کو جنگل و دریا مین پہینکدینا اونہون
نے ویسا ہی کیا اور خدا نے اوسکی خاکستر کو جمع کروا کر اوسی سے اوسکو زندہ کرکے بٹھلا دیا مگر حدیث تفسیر مین
وارد ہے کہ عجب ذنب باقی رہتی ہے اوسی سے ترکیب بدن آخرت کی ظہور مین آئیگی اس حدیث پر نظر کرتے
ہوے بدن آخرت کا بعینہ ہو بہو بدن دنیا کا نہ ہونا یعنے جلد بدن آخرت کا مغایر لبدن دنیا ثابت ہوتا ہے
پس جسطرح کہ بدن آخرت کے جلد کو جو غیر عاصی ہے اول وہلہ مین عذاب دیا جاویگا اسیطرح اوسکے احتراق کے بعد
دوسرا جلد غیر عاصی بھی اوسکے بدل مین آتا جائیگا اور معذب ہوتا رہیگا اور اسمین کچھہ بھی محذور نہین نیز تفہیما

یہ بات بھی اوضح ہے کہ مثلاً زید نے بالکل لاغر ہونے کی حالت میں معصیت کی اور اوسپر اوسکی حد قائم ہونے کے
وقت تک وہ خوب لحیم شحیم اور موٹا تازہ اور خوب ہی فربہ ہوگیا بس ایسی فربہی کے وقت جو اوسپر حد قائم کی گئی
تو اوسکے بدن کے بعض اجزا غیر عاصیہ کو سزا دیجیئی پس اسیطرح آخرت میں بھی جلد غیر عاصی کو سزا دیجاویگی یعنی بحقیقت
سزا تو نفس کو دیجاویگی مگر جلو و بدلتے جاوینگے یعنے وہ آلات ادراک عذاب کے پائے جاینگے الم اس آیت
مین بھی تبدیل کا معنے تغیر فی الذات کا لیا گیا اور وہی ظاہر اور متبادر الی الفہم ہے جسکے حقیقی ہونے مین ذرہ
بہر بھی کلام نہین ہے لہذا قاضی نے اس معنے کے اصح و اوجہ اور پہلے معنے کے ضعیف ہونے کی طرف آخر باریک
اشارہ کر دیا ہے مگر اوسکے فہم کے لئے تدبر شرط ہے یعنے قاضی بیضاوی نے باوجود فلسفی مزاج کا رائحہ کریہہ و شائبہ
رویہ اپنے میں رکھتے ہوئے معنے تبدیل کا اس جگہہ تغیر فی الذات کا لیکر اسکو بنوع من الاشارۃ ترجیح بھی دیدی
ہے تو بات اور بھی واضح ہوگئی کہ تبدیل کا معنے حقیقی ہے اور ظاہر و متبادر الی الذہن ہے اور استحالہ و استبعاد معنی
کا یہ مقام نہین ہے کہ اسکو چہوڑ کر دوسرے معنے کے طرف جو برخلاف ظاہر ہے اور گویا وہ بہ نسبت اسکے تاویل ہے
رجوع کیا جاوے اور جسنے کیا وہ تعذیب غیر عاصی کے لزوم محذور کیوجہ سے کیا وقد علمت الآن ان لا محذور فیہ
فکانہ تعین ہذا المعنے فالعجب من جناب الحافظ انہ کیف استدل بالمعنے الاول المرجوح علی مجازیۃ کون التغیر
فی الذات معنے التبدیل فافہم وکن من الشاکرین۔ لسان العرب مین ہے وتبدل الشیئ وتبدل بہ واستبدلہ
واستبدل بہ کلہ اتخذ منہ بدلا وابدل الشیئ من الشیئ وبدلہ تخذہ منہ بدلا وابدلت الشیئ بغیرہ وبدلہ وابدلت
الشیئ بغیرہ وبدلہ اللہ من الخوف امنا وتبدیل الشیئ تغییرہ وان لم تات ببدل والاصل فی التبدیل تغییر الشیئ
عن حالہ والاصل فی الابدال جعل شیئ مکان شیئ آخر کابدالک من الواو التاء فی تاللہ۔ والعرب تقول للذی
یبیع کل شیئ من الماکولات بدال قالہ ابو الہیثم والعامۃ تقول بقال ابو العباس ثعلب یقال ابدلت الخاتم بالحلقۃ
اذا نحیت ہذا مکانہ وبدلت الخاتم بالحلقۃ اذا اذبتہ وسویتہ حلقۃ وبدلت الحلقۃ بالخاتم اذا اذبتہا وجعلتہا خاتما
قال ابو العباس وحقیقتہ ان التبدیل تغییر الصورۃ الی صورۃ اخری والجوہرۃ بعینہا والابدال تنحیۃ الجوہرۃ و
استئناف جوہرۃ اخری الی ان قال ابو عمرو فعرضت ہذا علی المبرد فاستحسنہ وزاد فیہ فقال وقد جعلت العرب
بدلت بمعنے ابدلت وہو قول اللہ عز وجل اولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات الا تری انہ قد
ازال السیئات وجعل مکانہا حسنات۔ تاج العروس مین ہے (وبدلہ تبدیلا حرفہ) غیرہ بغیرہ وقولہ تعالی ما یبدل
القول لدی قال مجاہد یقول قضیت ما انا قاض انتہے منتہی الارب مین ہے (بدلہ تبدیلا) بدل نمے اور وبدلہ
دگرگون کرد آنرا ومنہ الحدیث من بدل دینہ فاقتلوہ انتہے اب ناظر منصف عارف بتعریف الحقیقۃ والمجاز پر مخفی
نہین ہے کہ تبدیل کا معنے تغیر فی الذات کا حقیقی ہے اور وہ عام ہے ابدال سے حقیقی تو اسواسطے ہے کہ عرب نے

ابدال الشیٔ من الشیٔ و بدلہ کا ایک معنے مراد لیا ہے وہ کیا ہے تخذہ منہ بدلا نیز تاج العروس اور منتہی الارب ہے اس معنےکا حقیقی ہونا ظاہر ہے اور عام محاورہ اون کا ہے کسی خاص مادہ کی بابت نہیں ہے ہان بعض خاص محاورہ مین اونمین فرق بھی آیا ہے چنانچہ بدلت الخاتم بالحلقۃ و ابدلت الخاتم بالحلقۃ مین ہے اور تبدیل کا ابدال سے عام ہونا محاورہ مذکورۃ الصدر سے معلوم ہوا حیث قال و تبدیل الشیٔ تغییرہ وان لم تات ببدل کیونکہ اس سے مفہوم ہوا کہ تبدیل شیٔ کا معنے فقط تغییر شیٔ کا ہے بدل اوسکا آوے یا نہ مگر اتیان بالبدل زیادہ تر ہے بہ نسبت عدم اتیان بالبدل کے کما تدل علیہ ان الوصلیۃ علاوہ یہ کہ تغییر فی الصفات بھی عام ہے اس سے کہ تغییر فی الذات بھی اوسکے ساتھ ہو یا نہ یعنے تبدیل کا معنے جو تغییر فی الصفات کا کیا گیا ہے اوس مین فی الصفات کی قید احترازی نہین ہے یعنے تبدیل کا معنے بشرط شیٔ کے مرتبہ مین نہین ہے اسیواسطے تو تبدیل بمعنے ابدال کے بھی مستعمل ہے نیز ابدال کا معنے جو تغییر فی الذات کا ہے مستلزم ہے تغییر فی الصفات کو یعنے جہان تغییر فی الذات ہوگی وہان تغییر فی الصفات بھی ہوگی بخلاف تغییر فی الصفات کے کہ وہ اس سے عام ہے پس جبکہ دونون معنے مین عموم و خصوص ثابت ہو چکا اور عام سے جب خاص مراد رکھا جاوے من جہۃ انہ ہو تو حقیقۃ ہوتی ہے قال الحسن فی شرح سلم العلوم ان العام اذا ارید بہ الخاص من جہۃ انہ ہو حقیقۃ کما تقرر فی موضعہ اھ تو اس تقریر سے بھی تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کا حقیقی ثابت ہوا وہو المراد دیگر آنکہ جبکہ تبدیل کی استعمال ہر دو معنے تغییر فی الذات و فی الصفات مین ثابت ہے اور ایک معنے (تغییر فی الذات) کا اطلاق دوسرے (تغییر فی الصفات) پر محال نہین ہے بلکہ بعض مواد (جہان تغییر فی الصفات کے ساتھ تغییر فی الذات بھی ہو) مین حمل درست ہے تو معلوم ہوا کہ تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کا مجازی نہین ہے قال فی سلم العلوم و علامۃ المجاز الاطلاق علی المستحیل یعنی اس تقریر سے بھی تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کا حقیقی ثابت ہوا۔ وہو المراد دیگر آنکہ لسان العرب مین جو یہ فرق درمیان تبدیل اور ابدال کے بیان کیا گیا ہے والاصل فی التبدیل الخ سو اسکا مطلب وہی ہے جو ابو العباس ثعلب نے کہا ہے کہ حقیقۃ ان التبدیل الخ یعنی اصل و حقیقۃ سے مراد وجہ ہے مطلب یہ کہ ابدلت الخاتم بالحلقۃ و بدلت الخاتم بالحلقۃ کے معنے مین فرق ہونیکی وجہ یہ ہے کہ تبدیل کی استعمال تغییر فی الوصف اور ابدال کی استعمال تغییر فی الذات مین آیا کرتی ہے لہذا اس خاص محاورہ مذکورہ پیش کردہ مین فرق کیا گیا ہے اور چونکہ یہ فرق مشہور نہ تہا بلکہ بہت کم مواد مین تہا اور ابو عمرو جیسون پر بھی مخفی تہا لہذا ابو عمرو نے یہ فرق استعمالی مبرد پر پیش کیا کہ وہ کیا کہتے ہین اور اگر مشہور و متبادر الی اذہان العوام نہین بل الی اذہان الخواص ہی ہوتا تو اونکو اسکو اونپر پیش کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی پس انہون نے اس فرق کو تسلیم کیا اور مستحسن کہا اور اسکے وقع تو ہم کلیۃ پر تنبیہ فرمائی

اور استعمال عرب کی ایک مثال وفاقی ونظیر اتفاقی مثیں کی حسمین بڑا لطف یہ ہوا کہ وہ وہی آیت زیر بحث
تھی اولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات پھر مطابقت مثال للمثل لہ کو بیان فرمایا کہ الاتری انہ قد
ازال السیئات وجعل مکانہا حسنات - اور اگر یہ معنے مجازی ہوتا تو ایسے موقع مین اسکا ذکر نکرتے اور مستحسن
کہکر خاموش رہجاتے اور بیان معنے حقیقۃ مین اسکو داخل نفرماتے اور اگر اسکا ذکر ہی کرتے تو احتیاج
الی القرینہ کا بیان ضرور کرتے المرام تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کا حقیقی ہے جسطرح کہ اس آیت زیر بحث مین عرب
نے لیا ہے او جمیع مفسرین اور تمام سلف صالحین نے اس تفسیر پر اتفاق کیا ہے اسکے سوا دیگر آیات کثیرات مین
تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کا لیا گیا ہے منجملہ وبدلناھم بجنتیھم جنتین الآیہ واذا بدلنا آیۃ مکان
آیۃ - فمن بدلہ بعد ماسمعہ - واذا شئنا بدلنا امثالھم تبدیلا علی احد المعنیین - قل
مایکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم -
ومابدلوا تبدیلا وغیرھا من الآیات التی فیہا ذکر التبدیل وارید بہ التغییر فی الذات فقط کما فی اکثر الآیات
او التغییر فی الصفۃ ایضا او فقط کما فی بعض الآیات پس اب اس سے بڑہکر اور کونسی دلیل اس معنے کے حقیقی ہونیکی
چاہئے اور اس سے بڑہکر اور کونسی سند تفسیر اس آیت تبدیل کی چاہئے جس سے صاف ثابت ہوا کہ آپکا یہ فرمانا کہ
تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کا مجازی ہے حیث قلتم واما ما زاد لم یر دفیہ بعد ذالک فمما لا ینکر لانہ تجوز انتہٰی بالکل غلط
ہے اور جبکہ موقوف علیہ غلط ثابت ہوا تو اوسپر جو موقوف (اپکا معنے) تہا وہ بھی غلط نکلا اور جبکہ آپکا معنے غلط ثابت
ہوا تو اوسپر جو متفرع (حلت مال حرام) تہا وہ بہی غلط ثابت ہوا و ہو المراد غالبا آپنے مجمع البحار کی عبارت مذکورہ
اور قاضی بیضاوی کی تفسیر متعلقہ آیت تبدیل زیر بحث کو کہ وہ بہی مجمع البحار مین منقول تھی اپنے مطلب کے برخلاف
پاکر چھوڑ دیا حالانکہ آپکو کتب لغت سے پہلے اس کتاب کیطرف جو کتاب و سنت کی لغت ہے مراجعت فرمانا تہا
اس صنیع جناب سے پایا جاتا ہے کہ تحقیق حق سے جسکا نام مناظرہ ہے اور اہل حق کا شیوہ ہے اور نشان امتیاز و
تمغہ وقار علماء خیار ہے چندان خیال نہین ہے آپ تو فقط اپنے زعم ہی معنے مختلق و مخترع و غلط و فاسد کی
خدمت و اصلاح مین ہمہ تن ساعی ہین ولیکن وہ کب بن سکتا ہے ؎ ولن یصلح العطار ما افسد الدہر ہٰذا جسپر نہایت
افسوس ہے کیونکہ یہ کام آپکے شان عالی کا کسر ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون

رابعاً اور اگر بالفرض تبدیل کے معنے تغییر فی الذات کا مجازی ہونا تسلیم کیا جاوے تب بھی آیت زیر بحث
فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات کا معنے ازالہ سیئہ وجعل حسنہ مکانہا کا ہی مراد و متعین ہوگا کیونکہ
کتب لغات عرب عموماً منجملہ لسان العرب اور کتب لغات کتاب و سنت خصوصاً منجملہ مجمع بحار الانوار و تمام مفسرین و
سلف صالحین آیت زیر بحث کے اس معنے (سیئہ کا ازالہ اور اسکو محو کرکے اوسکی جگہہ حسنہ کو کردیتے ہین) کے

ارادہ پر متفق ہو گئے ہین اہل لغت تو تبدیل کی تحقیق معنے مین اسی آیت کو مثال مین لاتے جاتے ہین اور مفسرین
تحت مین اس آیت کے تفسیر بھی برابر بیان کرتے جاتے ہین بلکہ حبر الامۃ افضل المفسرین اعلم بکتاب اللہ ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالسند الصحیح یہ تفسیر روایت کرتے جاتے ہین کما فی تفسیر ابن جریر قال (ابن عباس)
ہم المؤمنون کانوا قبل ایمانہم علی السیئات فرغب اللہ بہم عن ذلک فحولہم الی الحسنات وابدلہم مکان السیئات
حسنات وہذا ہو معنے قولہ الآخر الذی ہو فیہ ہم الذین یتوبون فیعملون بالطاعۃ فیبدل اللہ سیاٰتہم حسنات
حین یتوبون ویوضحہ قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذہبن السیئات وفی ہذہ الکریمۃ دلالۃ ظاہرۃ علی المعنے
الذی نحن بصدد بیانہ وہو ان السیئات تزال وتمحی وتجعل مکانہا حسنات اور اپنی جگہہ یہ بات صحیح طور پر ثابت
ہو چکی وقرار پا چکی ہے کہ تفسیر صحابی کی حکم مین مرفوع حدیث کے ہوتی ہے بلکہ مرفوع صریح حدیث مین بھی
تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کا آچکا ہے جیسا کہ مجمع البحار سے بالا منقول ہو چکا بار این قرائن و شواہد قرآنیہ و حدیثیہ
سے بھی تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کا مراد لیا ہوا اسکا مؤید قوی ثابت ہو چکا ہے یعنے والآیات یفسر
بعضہا بعضا کے قاعدہ مسلمہ کے اجرا کا بھی یہ مقام ہے اور تفسیر آیت بالآیۃ کا مرتبہ وطریقہ سب مراتب وطرق
تفسیر سے مقدم ہے اور یہ نمبر سب نمبرون سے بڑہا ہوا ہے معہذا کلہ جناب حافظ صاحب کا معنے مبتدع بے بنیاد
طبعزاد جسکو حقیقی فرمادیے اور تمام مفسرین وسلف صالحین کو اس معنے کیوجہ سے غلط فہم قرار دے رہے
ہین تب ہی تو اسکو اختیار کیا ورنہ اسکی کیا ضرورت تھی کسی طرح سے بھی بن نہین سکتا کما مر اگرچہ اسکے اختلاف
وترکیب عجیب (سیئہ سے سوء دور ہو کر حسنہ کا حسن اوسکے ساتھ ملنے سے سیئہ حسنہ ہو گیا) مفصل کیطرف تو نہین مگر
اجمالاً سیئہ کے عین حسنہ ہو جانے کے استحالہ ومخالف عقل ونقل و باطل ہونے کی طرف تو مفسر ابن جریر نے توجہ
فرمائی اور اوسکے ابطال پر تصریح کردی ہے حیث قال وانما قلنا ذلک تصویب ہذا التفسیر وہو تبدیل اعمالہم
فی الشرک بالحسنات فی الاسلام بنقلہم عما یسخطہ اللہ الی ما یرضی اولی بتاویل الآیۃ لان الاعمال السیئۃ قد کانت
مضت علی ما کانت علیہ من القبح وغیر جائز تحویل عین قد مضت بصفۃ الی خلاف ما کانت علیہ الا بتغییرہا عما
کانت علیہ من صفتہا فی حال اخری فیجب ان فعل ذلک کذلک ان یصیر شرک الکافر الذی کان شرکا
فی الکفر بعینہ ایمانا یوم القیامۃ بالاسلام ومعاصیہ کلہا باعیانہا کلہا طاعۃ وذلک ما لا یقولہ ذو حجی انتہی اسکا
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اعمال سیئہ اعراض ہین امور معنویہ ہین جنکو اذہان وافہام مین لا سکتے اور اونکے اوصاف
بھی بیان کر سکتے ہین جیسا کہ ضرب وغیرہ معانی مصدریہ اعراض ہین اور انکے اوصاف ساتھ شدت وضعف کے
ذکر کیا کرتے ہین حالانکہ فی الواقع معانی مصدریہ کا وجود اس طور سے نہین ہوتا ہے کہ انکی ایک وصف کو
انسے علیحدہ کرکے کسی دوسرے وصف کو اوسکے موصوف کے ساتھ ملایا جاوے پس اسی طرح اعمال سیئہ ہین

جو وصف قبیح کے ساتھ موصوف تھے اور گذر گئے اور انکی یہ وصف ایسی نہین کہ اونسے الگ و علیحدہ کیجاوے اور موصوف باقی رکھا جاوے اور اوسکے ساتھ کوئی دوسرا وصف ملایا جاوے جیسا کہ جناب حافظ صاحب نے سمجہا اور غلطی کا ارتکاب کیا و ہذا کما ذکر فی المعانی المصدریہ پس اگر ان اعمال سیئہ بعینہا کو حسنات بنایا جاوے تو شرک بعینہ کا ایمان اور زنا بعینہ کا عفۃ اور ہر معصیۃ بعینہا کا طاعۃ ہونا ضروری ہو جاویگا حالانکہ کوئی عقلمند اس کا قائل نہ ہوگا یعنی نقل و عقل کے برخلاف ہوگا اب بیان سے جناب حافظ صاحب کے معنے مخترع کا باطل ہونا بخوبی معلوم ہوگیا اور اونکی غلطی کے منشار کا بھی پتہ لگ گیا کہ آپنے محض اپنے خیال و وہم سے اعمال سیئہ سے وصف قبیح کو جو محض اختراعی و انتزاعی ذہنی امر ہے منفک کرکے اونکا ایک موصوف باقی و قائم موجود عین جوہر کالثواب المشہور قرار دیا اور توبہ و دیگر حسنہ سے انکی وصف حسن کو منفک کرکے وصف قبیح کے موصوف کیساتھ ملا کر اس ترکیب سے عین سیئہ کو حسنہ کہکر تبدیل سیئہ حسنہ کا مصداق بنادیا اور اوسپر تحلیل حرام کو متفرع کیا جس کا قائل کوئی عاقل نہ ہوگا یعنی جناب حافظ صاحب نے پہلے تو اعمال سیئہ کو جو معانی مصدریہ کیطرح اعراض ہین جواہر و اعیان بل اجسام کالاثواب قرار دیا پہر اوسپر خیالی تفرع و ترتب احکام شرعیہ کا کام شروع کیا اور بنار الفاسد علی الفاسد کا مصداق بنگیا نیز اعمال سیئہ اور اعمال حسنہ مین یہ بھی ایک فرق اونکے صنیع سے ظاہر ہوا کہ سیئات کا سود وہو کر اوسکے موصوف کے ساتھ وصف حسن جو حسنہ مین تھا ملکر عین سیئہ حسنہ ہوگیا اور حسنہ سے حسن جاتے رہنے سے اسکے موصوف کا کیا حال ہوا کچہ معلوم نہ ہوا سلم العلوم مین تشکیک مشکک کے بیان مین لکہا ہے کون احد الفردین اشد من الآخرانہ بحیث ینتزع منہ العقل بمعونۃ الوہم امثال الاضعف و یحللہ الیہا حتے ان الاوہام العامۃ تذہب الی انہ متالف منہا قاضی نے منہیہ مین لکہا ہے لایخفے علیک شئ ان الامثال المنتزعۃ فی الاشد بمحض اختراع الوہم لیس لکل منہا منشأ الانتزاع فی نفس الامر انتہی جبکہ سواد و بیاض جیسے اعراض اور اونکے اعراض او صاف اشد و اضعف مین جو مشاہد و محسوس ہین عقلمندونکی یہ گفتگو ہو رہی ہے کہ وصف شدت کے امثال مخترعہ صرف وہمی اختراعی ہین اور انکا منشار انتزاع بھی فی الواقع نہین ہے تو اعمال سیئہ جیسے اعراض جو معانی مصدریہ کیطرح غیر محسوس و غیر مشاہد ہین اونکے وصف قبیح کو جناب حافظ صاحب کیونکر اونسے منفک فی الواقع کرکے اوسکے موصوف کے ساتھ حسنہ کے وصف حسن کو منفک کرکے لگاتے اور عین سیئہ کو عین حسنہ فی الواقع بناکر ایسی خیالی اور بالکل خیالی باتون پر ترتب احکام شرعیہ کے کار نازک باریک خوفناک کی بنار ڈالتے ہین اور حکم شرعی ثابت بالدلیل کو صرف اپنے مجرد خیال کالمحال سے منسوخ یا مخصوص کرتے ہین و کل ذلک باطل و مردود چونکہ جناب حافظ صاحب کتب معقول زیادہ تر پڑہاتے رہتے ہین اور انتزاع اختراع استخراج انتاج و اوہام و خیالات و احتمالات

کے ابحاث و ابواب مین زیادہ تر مشغول رہا کرتے ہین لہذا اونکی طبیعت ثانیہ متعودہ نے آپ سے یہ کام کروایا ہے اور کاش کہ کتب معقول کی حد معقولیت اور دائرہ ذہن رسائی مین تو رہتے مگر وہ بھی نہین لہذا مین نے تنبیہا علی ہذا سلم العلوم اور منہیہ کی عبارت نقل کی افسوس تو یہ کہ آپنے اعمال سیہ کی حقیقت ہی بدل ڈالی اور اونکو عرضیت سے ہی خارج کرکے آیات و احادیث کو اونکے ظواہر سے مصروف کردیا اور بہت جگہہ تاویل بیجا کردی اور نوبت بایجارسانید کہ تبدیل کے معنے تغییر فی الذات کے حقیقی ہونیسے بیجا و بے دلیل انکار روا بار کرتے اور اوسکے مجازی ہونیکے قائل ہوکے اولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات کے معنے ازالہ سئیات وجعل حسنات مکانہا کا جو فی الحقیقۃ حقیقی ہے اور لسان العرب مین بھی لکھا گیا ہے اسکے مجازی ہونیسے بھی صاف برملا انکار کردیا اور گویا اہل لغت کو بھی تمام مفسرین و سلف صالحین کیطرح جنہنے تغییر فی الذات کا معنے حقیقی ہونا منقول ہے غلط فہم بنادیا ہے حیث قال نعم ما قال بعد ذلک وہو قول اللہ عزوجل اولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات الا تری انہ قد ازال السیئات وجعل مکانہا حسنات فیحتاج الی دلیل لانہ لایصار الی المجاز الا بدلیل انتہی یہ قول آپکا نہایت حیرت انگیز و تعجب خیز ہے کہ آپنے اپنے شان علمی کا کچھہ بھی لحاظ نکیا اور تحقیق حق سے کچھہ سروکار نرکھا اب مین کیا عرض کرون۔ ناظرین منصفین کو چاہئے کہ ذرا امر ما سبق و سرگذشت خصوصًا نمبر چار مین اعادہ نظر فرماکر جناب حافظ صاحب کے اس قول سے تعجب کا حق ادا کرین۔ کیا قرآن مجید کی آیات کثیرات جنمین تبدیل معنے تغییر فی الذات مستعمل ہوچکا ہے اس آیت زیر بحث کی تفسیر باحسن طرق التفسیر نہین ہین کیا حدیث مرفوع تبدیل کے معنے ابدال کے لینے مین حضرت عائشہؓ سے مجمع البحار مین مروی نہین ہے کیا حدیث موقوف اس آیت کی تفسیر جو حکم مین مرفوع کے ہے وارد نہین ہوی کیا لسان العرب مین تبدیل بمعنے ابدال خاص اس آیت زیر بحث مین نہین آیا ہے کیا لسان العرب مین تبدیل کا معنے تغییر فی الذات کا بلفظ شئی جو دال بر عموم محاورہ ہے وارد نہین ہے کیا تمام مفسرین و سلف صالحین سے تبدیل سئیات حسنات کا معنے ازالہ سئیہ وجعل حسنہ مکانہا کا مروی نہین ہے کیا صاحب مجمع البحار نے تبدیل کا معنے تغییر فی الذات و فی الصفات کا نہین کیا اور اول الذکر کون معنے ہے کیا اس کتاب مین آیت زیر بحث کی تفسیر بازالہ سئیہ وجعل حسنہ مکانہا کی نہین ہے اور کیا یہ کتاب معتبر کتاب لغت قرآن و حدیث کی نہین ہے اور یہی ایک کتاب ہی فیصلہ کیلئے بس نہین ہے حال یہ کہ آپنے اس سے کچھہ نقل نہین کیا اور تحقیق کا حق ادا نہین کیا بلکہ سراسر اوسکا خلاف کیا۔ کیا یہ سب وجوہ مذکورہ تبدیل کے معنے تغییر فی الذات کے حقیقی ہونیکے واسطے کافی و بس نہین ہین؟ بیشک ہین۔ کیا بر تقدیر فرض تسلیم مجازیت معنے تبدیل تغییر فی الذات یہ سب

وجوہ دلیل و قرینہ ارادہ معنے مجازی بہی نہین ہو سکتے ہین بیشک ہو سکتے ہین نہین نہین یہ وجوہ مذکورہ تو بہت بڑے دلائل حقیقت معنے تبدیل بتغییر فی الذات کے ہین اور مجازیت کی تقریر تو بطور تسلیم و تنزل ہے[1] اور اس تقدیر پر جناب حافظ صاحب کا معنے زعمی وہمی غلط کا جسکو حقیقی قرار دیتے ہین ابطال بہی ہو چکا ہے پہر لا محالہ انکو معانی اربعہ مرویہ از سلف کو تسلیم کرنا و صحیح ماننا پڑیگا جسمین یہ معنے بھی جسکو مجازی فرمارہے ہین یعنے اونکے حقیقی معنے زعمی کے استحالہ ثابت کر دینے سے مجازی معنے کو بھی ضرور ماننا پڑیگا و ہو المراد نیز مما لابد منہ ذکرہ یہ ہے کہ صاحب کشاف نے اولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات کی آیت زیر بحث مین یبدل کو مثقل و مخفف ہر دو کے ساتہ تصریح کی ہے حیث قال (یبدل) مخفف و مثقل انتہے پس صد افسوس کہ جناب حافظ صاحب نے باوجود اطلاع بر این وجوہ مذکورہ خصوصا بر تصریح صاحب کشاف بر قرأت تخفیف[2] (یبدل) کیونکر تبدیل کے معنے تغییر فی الذات کو مجازی فرمایا پہر مجازی فرماکر عدم جواز اس معنے مجازی پر عدم وجود قرینہ صارفہ کا عذر بار دیل ابر و کر کے تصریح فرمائی و ہل ہذا الاصنیع اہل الباطل الشنیع الذی لا یرضاہ احد من اہل العلم والانصاف فکیف صدر من جناب مولانا الحافظ الناقل فی مقام آخر من تفسیر الکشاف والتارک للنقل منہ ہہنا من التعصب والاعتساف فالحمد للہ کہ اوسکی عون و نصرت سے جناب حافظ صاحب کا معنے مخترع بالکل باطل و ہباءً منثورا ہو گیا پس اوسپر جو متفرع (تحلیل حرام) ہی وہ بہی ساقط ہو گیا **خامسًا** آپکا معنے زعمی جسکا غلط ہونا ثابت ہو چکا اوسکے تسلیم فرضی پر اوسپر ترتب حکم حلت مال خبیث زانیہ تائبہ کا ممنوع و غیر مسلم ہے کیونکہ اس ترتب پر کوئی دلیل شرعی نہین ہے اور تحلیل شیئی حکم شرعی ہے اور حکم شرعی بغیر دلیل شرعی کے ثابت نہین ہو سکتا اور جسکو آپ دلیل قرار دیتی

[1] یہان ایراد لفظ تسلیم سے اسبات کا خوف بھی کر رہا ہون کہ کہین جناب حافظ صاحب ایراد لفظ تسلیم سے اسبات پر استدلال نکر بیٹھین کہ فقیر نے مجازیت معنے تبدیل بتغییر فی الذات کو مان لیا اور اوسکا اقرار کر لیا ہے چنانچہ آپ اپنے ایک مقابل مناظر کے قول خامس کے جواب مین فرماتے ہین ہذا اقرار من المجیب الثانی ہہنا الی ان قال لکن لو کان اقر بذلک فی الابتداء لاستراح من ہذا التعب و لقصرت مسافۃ البحث ولکن لاباس بہ فان العبرۃ بالخواتیم انتہی حالانکہ مجیب ثانی کا یہ قول خامس بطریق تنزل ہے اسپر دلیل یہ کہ یہ مجیب پہلے اوپر اس قول خامس کا منکر ہے غرضکہ جناب حافظ صاحب کا اپنے مناظر کو ایسا فرمانا بالکل داب مناظرہ کے برخلاف ہے اور راہ تحقیق و اہل حق کے شیوہ کے منافی ہے ۱۲ منہ

[2] جناب حافظ صاحب خود فرما چکے ہین کہ ابدال کا معنے حقیقی تغییر فی الذات کا ہے پس قرأت تخفیف قرینہ تو یہ ہو گئی اسبات پر کہ آیت مبحوث عنہا مین تبدیل کا معنے مراد تغییر فی الذات کا ہے پس صد وای و ہزار حیف کہ جناب حافظ صاحب اس بات پر مطلع ہو کر بلا وجہ بے دلیل خالی قال قیل سے کام لے رہے اور انصاف سے پہلو تہی و علیحدگی فرما رہے ہین ۱۲ منہ

ہین اور اسکا نام دلالت التزام یا اشارۃ یا دلالۃ یا اقتضاء رکھتے ہین حیث قلتم و لکنہا تدل علیہ التزاما
واشارۃ او دلالۃ و اقتضاء فاستبعاد حلہ استبعاد بلا موجب اھ و قلتم فی مقام آخر آیت کریمہ (یبدل اللہ الآیۃ)
مین عبارۃ صرف اسبات کا مذکور ہے کہ مال جو فعل بد سے کمایا ہوا اور حرام تہا وہ فعل نیک سے کمایا ہوا اور
حلال ہوجاتا ہے انتہے سو اسکیطرف نہ کہین اشارہ ہے اور نہ اوسپر کچہہ دلالت ہے اور نہ التزام ہے اصحاب
اصول نے جو اشارۃ النص و دلالۃ النص و اقتضاء النص کی تعریف کی اور انکی امثال بیان کی ہین آپ
اوس تعریف کو اسپر صادق اور انکی مثالون کے ساتہ اسکو مطابق کرکے بتلائین ہرگز نہ تو وہ تعریف اسپر
صادق آسکتی ہے اور نہ اونکی مثالون کے ساتہ اسکی مطابقت ہوسکتی ہے غرضکہ نہ تو وہ معنے صحیح ہے
اور نہ اوسپر ترتب حکم مذکور صحیح ہے بلکہ بناء الفاسد علی الفاسد کے قبیل سے ہے اور اگر آپکی اصطلاح اصحاب
اصول کی اصطلاح سے الگ ہے تو اوسکو بیان فرمانا تہا آپ تو ساری امت کے مسلم باتین بھی تسلیم
نہین کرتے ہین اور اون سے الگ ایک نئی راہ نکالتے ہین پہر تعجب یہ کہ بغیر بیان و تفصیل ضروری کے
آپ ایک مبہم و مجمل بات فرماکر چلے جاتے ہین اور ضروری بیان کیطرف تو آپ ہرگز ہرگز آتے ہی نہین
مین تو خوب اچہی طرح بغور نظر و تامل صادق آپکی تقریر کو پڑہا اور سوچا ہون بہلا آپ جو جابجا بار بار یہی
فرماتے جاتے ہین کہ فعل بد کی بدی حسنہ و توبہ سے دور ہوگئی اور فعل بد فعل نیک ہوگیا اور مال حرام جو
فعل بد سے کمایا ہوا تہا فعل نیک سے کمایا ہوا ہوگیا پس اوسکے حلال ہونے مین کیا شبہ رہا انتہے تقریرکم اسپر
کچہہ دلیل شرعی بھی ہے یا فقط خیال و وہم کا ہی حکم ہے۔ مخدوم مکرم! یہ مضمون آپکا تو بالکل غیر مدلل ہے۔
ان ہر دو دعوٰون کے اثبات بالدلیل کیطرف تو آپ متوجہ ہی نہین ہوتے ہین مجمل اتنا مضمون بولکر
اور محض اپنی رای اور صرف اپنی گہڑت و اٹکل سے آیتین اور حدیثین پڑہکر بغیر بیان وجہ استدلال و تطابق
دلیل با مدلول کے فرماتے جاتے ہین کہ ثابت ہوگیا وغیرہ وغیرہ خدا جانے کیا ثابت ہوا اور کس سے ثابت
ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون اچہا اب آپ ہی فرمائے کہ کس آیت اور کس حدیث سے اور کس عالم آیت و
حدیث از سلف امت سے ثابت ہے کہ فعل بد سے بدی دور ہوگئی اور حسنہ کی خوبی اوسکے ساتہ ملکیہی
اور فعل بد باین ترکیب فعل نیک ہوگیا پہر اس ترکیب کے بعد کہ مال حرام فعل بد سے کمایا ہوا فعل نیک سے
کمایا ہوا ہوگیا آپکے پاس کوئی دلیل شرعی آپکے ان ہر دو دعوی مفصلہ پر ہرگز ہرگز نہین ہے آپنے فقط
اپنی قوۃ خیال و وہم سے اور غلطی سے اور بالکل غلطی سے یہ مضمون بالا تراشیدہ خراشیدہ کرلیا اور
دہوکہ کہالیا اور لوگون کو دہوکہ دیدیا ہے پہر اسپر تعجب یہ کہ آپ فرماتے ہین کہ یہ استدلال بدلیل قرآنی
ہے باشارۃ النص ہے یا بدلالۃ النص ہے یا باقتضاء النص ہے اور بدلالۃ التزام ہے سبحان اللہ کیا علم

دنیا سے اُٹھہ گیا یا کیا ہوگیا کہ آپ بالکل ایسا بیجا دعوی اتنے زور سے کرتے ہین حالانکہ فی الواقع آپکے ہر دو دعوی
کسی دلیل شرعی سے ہرگز ثابت نہین ہین المرام دلالۃ التزام سے یا اشارۃ سے یا دلالۃ سے یا اقتضاء سے سب سے
یا ایک سے اصحاب اصول و علماء فحول کی طرز استدلال و روش و چال کے موافق اپنا مدعی ثابت کرکے بتلاوین لیکن
دلیل سے نہ کہ فقط زبانی دعوی سے ؎ قدم باید اندر طریقت نہ دم ؁ کہ اصلے ندارد دم بے قدم - کتب منطق
مین ہے دلالۃ اللفظ علی معناہ بواسطۃ ان اللفظ موضوع لمعنے خرج عنہ ذلک المعنے المدلول التزام ویشترط فی الدلالۃ
الالتزامیۃ کون الخارج بحالۃ یلزم من تصور المسمی فی الذہن تصورہ والا لامتنع فہمہ من اللفظ والمعتبر عندھم
فی الدلالۃ الالتزامیۃ کون المعنے الخارج عن الموضوع لہ لازما لہ فی الذہن لزوما بینا بالمعنے الاخص وہو عبارۃ
عن کون اللازم بحیث یلزم تصورہ من تصور ملزومہ کما یلزم تصور البصر من تصور العمی کتب اصول مین سے
منار مین ہے واما الاستدلال بعبارۃ النص فہو العمل بظاہر ما سیق الکلام لہ واما الاستدلال باشارۃ النص
فہو العمل بما ثبت بنظمہ لغۃ لکنہ غیر مقصود ولا سیق لہ النص ولیس بظاہر من کل وجہ کقولہ تعالی علی المولود لہ
رزقہن وکسوتہن واما الثابت بدلالۃ النص فما ثبت بمعنی النص لغۃ لا اجتہادا کالنہی عن التافیف یوقف
بہ علی حرمۃ الضرب بدون الاجتہاد واما الثابت باقتضاء النص فما لا یعمل النص الا بشرط تقدمہ فان ذلک
امر اقتضاہ النص لصحۃ ما تناولہ فصار ہذا مضافا الی النص بواسطۃ المقتضی وعلامتہ ان یصح بہ المذکور ولا یلغی
عند ظہورہ بخلاف المحذوف ومثالہ الامر بالتحریر للتکفیر مقتض للملک ولم یذکرہ انتہی اب یہ عرض ہے کہ اونکے
یبدل اللہ سیئاتہم حسنات کے معنے مطابقی کو جو تبدیل سیئہ حسنہ ہے حلت مال حرام مکتسب از زنا بعد تائبیت
زانیہ کیونکر لازم ہے اور اس آیت کی دلالت اسپر دلالت التزامی کسطرح ہے اور معنے مطابقی تبدیل
حسنہ کے تصور فی الذہن سے اس لازم فرضی (حلت مال مذکور) کا تصور کہان ہوتا ہے جیسا کہ عمی کے تصور سے
تصور بصر کا ہو جاتا ہے تبدیل سیئہ حسنہ کا مضمون و مطلب زمان نزول اس آیت سے ابتک نبی منزل
علیہ سے لیکر ادنے امتی تک جس پر یہ آیت پڑہی جاوے اور اوسکو فہمایش کیجاوے اور اوسکا تصور جسکے ذہن
مین آجاوے کبھی اوسکے ذہن مین اس لازم کا تصور نہین آیا ہے اور کبھی خطور و مرور بھی نہین کیا ہے ورنہ
دو کیا نہین تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو ضرور اس دلالت پر دلالت کرتے اور اتنا بڑا مسئلہ حلت حرام شدہ کا
کسی پر مخفی نہ رہتا بلکہ ہر ایک کے ذہن مین بمجرد پڑہنے اور سمجھنے اس آیت کے یہ لازم بلزوم بین بالمعنے الاخص تو
اپنے ملزوم سے منفک نہین ہوتا اور ایسے لازم کے حق مین تو کہا گیا ہے واللازم لا ینفک عن الملزوم بس چاہیے
تہا کہ زمان نزول و تلاوت اس آیت سے یہ لازم (فرضی) مذکور حسب زعم آپکے ہر قاری تالی فاہم لسان عربی
کے ذہن مین ضرور گذر کرتا اور جدا نہ ہوتا حالانکہ اس لازم کے لازمیت و مرور و مفہوم و مدلول ہونیکا علم

کسی کو خواب خیال مین بھی نہین اور اسکا نام و نشان بھی نہین اور کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ آیت زیر بحث تو
مکہ معظمہ مین نازل ہوی ہے کما قلتم انتم وصرحتم بہ اور حرمت مال مکتسب از زنا کا حکم فرمایا گیا ہے مدینہ منورہ مین
ولا محال بلا انکار بہ بس کیونکر اس مال حرام کی تحلیل حسب زعم آپکے مکہ معظمہ مین اس آیت کے مدلول بدلالۃ التزام
سے ہوی ذرا اسمین غور تو فرمائین کہ یہ کیا بات آپکی زبان سے نکلی ہے کیا ایسے مدلول بدلالۃ التزام و مفہوم
مسلم بلا کلام کی ایک نظیر بھی آپ کتاب و سنت سے بیان کر سکتے ہین اور جس مسئلہ کو آپنے مانتے ہین اور اسکی ایسی
تقریر متمسکا بدلالۃ التزام کرتے ہین اسکا کوئی قائل اور کوئی اسکا امام از سلف ائمہ ہدی و بدور الدجی بھی
گذرا ہے کوئی بھی نہین ایک بھی نہین علاوہ تبدیل سیئہ حسنہ جو منطوق و معنے مطابقی اوس آیت زیر بحث کا
ہے وہ عام ہے حلت مال حرام معلوم سے جو لازم و مدلول بدلالۃ التزام ہے اور تبدیل سیئہ حسنہ سوائے زنا
کے شرک کفر بدعت کذب نمیمہ تمام معاصی سے توبہ کرنے پر بھی صادق آتا ہے بلکہ اکثر افراد اوسکے وہی ہین پس معصیۃ
سے توبہ کرنے سے تبدیل سیئہ حسنہ متصور ہوگا اور حلت مال حرام معلوم متصور نہ ہوگا لان العام یوجد بدون الخاص
اور جو مدلول بدلالۃ التزام ہوتا ہے وہ برابر اپنے ملزوم کے متصور فی الذہن ہونے سے متصور فیہ ہوجاتا ہے
کما مر اراالمرام نہ تو خاص معصیت زنا سے توبہ کرنے اور تبدیل سیئہ حسنہ کے متصور فی الذہن ہونیسے حلت
مال حرام معلوم کی متصور ہوتی ہی اور نہ عام کسی معصیت سے توبہ کرنے سے یہ بات ہوتی ہے علاوہ بریں علاوہ یہ
ہر توبہ اور ہر حسنہ سے تبدیل سیئہ حسنہ کی بات صادق نہین آسکتی ہے بلکہ توبہ و حسنہ کی مقبولیت پر تبدیل سیئہ حسنہ
موقوف ہے قال اللہ تعالی انما یتقبل اللہ من المتقین و قال و اتل علیہم نبا ابنی آدم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من
احدہما ولم یتقبل من الآخر الآیہ و ورد فی الحدیث الصحیح انہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر الرجل یطیل السفر اغبر یمد یدیہ الی السماء
یارب یارب ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام فانی یستجاب لذلک پس ہر تائب کی توبہ اور ہر عامل
حسنہ کی ہر حسنہ پر تبدیل سیئہ حسنہ کا حکم ہم نہین لگا سکتے ہین اور نہ کسی کے فہم و زعم مین یہ بات آسکتی ہے یعنے
یہ حکم متعلق باحوال آخرت ہے اسکو احکام دنیا سے کچھ لگاؤ و تعلق نہین ہے کہ اسکے تجشم استدلال کی ضرورت
پڑے اور روشن اجتہاد سے یعنے خیالی باتون سے محرم شرعی کو معاذ اللہ حلال بے شبہ کہا جائے جس سے ساری
امت سلف و خلف کا جاہل بل ضال متفق علی الضلالۃ و بے فہم ہونا لازم آجاوے واللازم باطل فالملزوم مثلہ
غرضکہ اب تو آپکی ساری بات ہی بگڑ گئی جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ آپکا مدلول و معنے و مفہوم خیالی مزعوم و موہوم
ہی ہے اور منصہ وجود سے خارج اور دائرہ عالم و واقع و نفس الامر سے باہر ہے سبحان اللہ یہ کیسا لازم و
مدلول و مراد و مفہوم از لفظ ہے کہ جسکے ملزوم اوسکا تو کب سے منزل من السماء و مقروء و متلو و متصور ہے اور
وہ ابتک خاطر بالبال و مار فی الخیال بھی نہین ہوا پس صد افسوس کہ جناب حافظ صاحب نے یہ ایسا باطل و بیکار

محض دعوی کیا کہ حلت مال حرام معلوم کے مفہوم و مدلول بدلالۃ التزامی آیت زیر بحث مذکورۃ الصدر سے کہ جسکے
باطل ہونے مین کسی ذی فہمی کو ذرہ بہر شک و تردد باقی نرہیگا خیراب دوسری عرض یہ ہے کہ آپکا یہ بھی دعوی قائلہ
ہے کہ حلت مال حرام معلوم کی آیت زیر بحث سے بعبارۃ النص تو نہین مگر باشارۃ النص یا دلالۃ النص یا اقتضاء
النص ثابت ہے سو انکی تعریفات و امثال ہدیہ ناظرین و پیشکش جناب عالی ہین اب آپ ہی فرمائین اور بتلائین
کہ کیونکر اولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات سے باشارۃ النص یا بدلالۃ النص یا باقتضاء النص حلت
مال حرام معلوم مذکور الصدر کی ثابت ہو سکتی ہے اشارۃ النص کہتے ہین ما ثبت بلفظ النص ثبوتا لغویا کو جو با
این غیر مقصود و غیر مسبوق لہ النص و غیر ظاہر من کل وجہ بھی ہو جیسے کہ اسکی مثال ہین لفظ المولود لہ بیان کیا گیا
ہے جسکا معنے ازروی لغت یہ ہے الذی ولد الولد لاجلہ یعنے لفظ المولود لہ سے ہر ایک عربی بولی جاننے والا
سمجھتا ہے کہ نسب اسکی جس سے ثابت ہے یعنے یہ جسکا بچہ ہے اوسپر وہ حکم کیا گیا ہے جو اوسکے بعد ہے جس سے
نسب بچے کی باپ سے صاف اشارہ سے ثابت ہو رہی ہے پس اب آپ فرمائے کہ آیت زیر بحث
مذکورۃ الصدر کے کس لفظ سے لغۃً حلت مال حرام معلوم کی ثابت کرتے ہین جسکو عربی دان بطور مذکور
باسانی سمجھ لے کہین ذرا سا اشارہ بھی کسی لفظ مذکور سے لغۃً حلت مال حرام معلوم کیطرف نہین پایا جاتا
وہ کیا خوب ہی اشارہ ہے کہ ایک حکم شرعی منصوص جو تحریم مال مکتسب از زنا ہے ایسے خیالی اشارہ سے
اٹھایا جاوے یا خاص کیا جاوے خیراب تیسری عرض یہ ہے کہ ثابت بدلالۃ النص وہ ہے کہ ثابت ہو معنے نص
لغۃً ہو نہ اجتہاداً جسکی مثال ولا تقل لہما اف ہے یعنے قول باف للوالدین بعبارۃ النص منہی عنہ و حرام ہے اور
ایلام اسکے معنے موضوع لہ کو لازم ہے جسپر دلالۃ النص ہے اور حرمت ضرب و شتم کی اس سے بطریق اولی ثابت
ہو رہی ہے لان الضرب اشد ایلاماً من القول باف پس اب آپ ہی فرمائین کہ آیت زیر بحث مین معنے موضوع لہ کو
کونسا معنے لازم ہے جسکی وجہ سے حلت مال حرام معلوم ثابت ہو رہی ہے یعنے دلالۃ النص کی تعریف اور
اسکی تعریف اور اسکی مثال کیساتھ اپنے دعوی کی مطابقت صدق تعریف مین اور مماثلت فی المثال مین بتلائین
والی لکم ہذا غرضکہ ہرگز ہرگز آپکے دعوی مجردہ کا ثبوت دلالۃ النص سے بھی نہین ہے خیراب چوتھی عرض
یہ ہے کہ ثابت باقتضاء النص وہ ہوتا ہے کہ نص بجز شرط تقدم اوسکے عامل نہ ہو یعنے صحۃ تناول نص
لما تناولہ اوسکے تقدم پر موقوف ہے ولہذا مضاف الی النص ہے اسکی مثال اعتق عبدک عنی بالف ہے فانہ
یقتضی معنے البیع فکانہ قال بع عبدک عنی وکن وکیلی بالاعتاق پس اب آپ ہی فرمائے کہ حلت مال حرام
معلوم کیونکر ثابت باقتضاء نص آیت زیر بحث مذکورہ بالا ہوی وہی اولئک یبدل اللہ
سیئاتہم حسنات ثابت باقتضاء النص کی تعریف اور اوسکی مثال کیساتھ اپنے دعوی کی مطابقت

صدق تعریف مین اور مماثلت فی المثال مین ثابت کرکے تبلائین ہرگز ہرگز آپکے دعوی مجردہ کا ثبوت باقتضاء النص بھی نہین ہے۔ اشارات و دلالات قرآن کے بیان کا شوق ہر زمانہ مین بہت لوگون کو ہوا اور بہت کچھ عجائب غرائب بیان ہوتے چلے آے ہین ائمہ ہدی و اصحاب سلوک و ذوق و اصحاب اصول و فروع و اہل الحاد و فساد و زندقہ سب نے تہوڑا بہت حسب مقدور علم و فہم اپنے کے اس باب مین دخل دیا اور جو کچھہ کسی کے جی مین آیا اوس نے غلط سلط اور سیچ جہوٹ لگایا اسکے بہت سے نظائر تفسیر فتح البیان کے مقدمہ مین لکھے گئے ہین طوالت بیان کے سبب سے حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے غرضکہ فہم کتاب اللہ تو بہت بڑی خوبی کی دولت عظمی خداداد ہے جیساکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا الا فہما یعطی رجل فی کتاب اللہ مگر وہ ہونا بھی تو چاہئے یہ فہم محمود تو اوس فہم کا نام ہے جو دوسرے آیات کے اور احادیث کے موافق پڑے اور کسی نص شرعی کا رافع و مبطل و معارض ہووے اور لفظ قرآن کے معنے سے مفہوم اور باطن معانی قرآن سے ماخوذ ہو کما صرح بہ شراح الحدیث یعنے جیساکہ حدیث مین وارد ہے لکل آیۃ منہا ظہر و بطن و لکل حد مطلع اوسکے موافق ہو المرام اہل تحقیق حق نے بھی اپنے اپنے زمانہ مین فرق بین الحق والباطل و میز بین الہدایۃ والضلالۃ کا حق ادا کیا حتے کہ نوبت بایجا رسید کہ ہندوستان مین تو فتح باب بیان اشارات قرآنیہ ایسا ہوا کہ اسکے سبب سے کتنے دجال و ضال مضل نکلے اور انکے فرقے قائم ہوگئے اور اونکے نام فرقہ نیچریہ، مرزائیہ، چکڑالویہ، ثنائیہ رکھے گئے او مشہور ہوگئے اور ہر ایک کا یہی دعوی رہا کہ جو کچھ کہا گیا ہے قرآن مجید سے ہی کہا گیا غرضکہ جناب حافظ صاحب کی طرز جدید استدلال و احداث فی الدین کی حالت و تقریر خیالی حیرت انگیز پر حسرت ہے واللہ اسئل ان یوفقہم للرجوع عن خطئہم و زلتہم آمین۔ **سادسًا** آپکے غلط معنے کے تسلیم فرضی کی تقدیر پر یہ بھی عرض ہے کہ آیۃ اولئک یبدل اللہ **سیئاتہم حسنات** مکہ معظمہ مین نازل ہوی ہے پس اگر حسب زعم آپکے اس ایت سے حلت مال زانیہ تائبہ کی ثابت ہوی ہے تو حدیث مہر البغی خبیث کی جو مدینہ منورہ مین فرمائی گئی ہے اور وہ عام ہے اس سے کہ مال **مکتسب** از زنا کے بعد اوسنے توبہ کی ہو یا نہ ناسخ ہوگئی اوسکی یعنی حلت مال حرام معلوم کی جو اس آیت سے ثابت ہوی تھی وہ منسوخ ہوگئی اس حدیث کے حکم عام سے اور حدیث کا ناسخ ہونا عبارت کتاب کا ثابت بھی ہے چنانچہ کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت الآیۃ اور قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیۃ فانہما منسوختان بالسنۃ علی قول من یجوز نسخ القرآن بالسنۃ وہم جماعۃ من اہل الظاہر۔ پس جبکہ سنت عبارت کتاب کی ناسخ ہوسکتی ہے تو اشارۃ و دلالۃ کی بطریق اولے ناسخ ہوسکتی ہے تو اس صورت مین آپ پر یہ اعتراض بھی وارد ہوگا کہ آپ جو حرمت مہر بغی قبل از توبہ آن کے قائل ہین تو اس تحریم کا محرم کیا ہے کوئی آیت ہے جو مکہ معظمہ مین قبل نزول آیت تبدیل کے نازل ہوی ہو یا کوئی حدیث ہے جو قبل نزول آیت تبدیل کے

زنا کی گئی اس کا ثبوت چاہئے اور اگر مہر البغی خبیث والی حدیث سے ہی اسکی تحریم آپ کے پاس ثابت ہے
تو یہ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قبل ورود محرم کے حرمت کا حکم لگایا جاوے پھر مزید برآن تعجب یہ کہ بغیر محرم کے حرمت
کا حکم لگا کر بالا بالا اوسکو اشارہ یا دلالۃ یا اقتضاء آیت تبدیل سے منسوخ یا مخصوص ہی کیا جاوے پس جبکہ
آپ تحلیل مال حرام معلوم کی اس آیت سے ثابت کرتے ہین اور تحلیل شیئے فرع ہے تحریم اوس کے کی تو پہلے تحریم
مال مذکور کا محرم بتلانا چاہئے یا قول بحرمت مال مکتسب از زنا قبل از توبہ کا بھی قائل نہ ہونا چاہئے اور اگر
قائل ہوچکے ہین چنانچہ آپ اسکی تحریم کے قائل ہین تو اس قول بحرمت مال مذکور سے رجوع چاہئے اور اگر
قول بحلت مال مذکور قبل از ورود محرم بمدینہ کو مبنی برا باحۃ اصلیہ کرتے ہین تو تب بھی اس آیت تبدیل
سئیات حسنات والی سے آپکا کچھہ مطلب برآمد نہین ہوسکتا اور اگر سنت ناسخ کتاب اللہ کی نہین ہوسکتی
ہے کما ہو مذہب الشافعی وغیرہ من ائمۃ الدین تو اس حدیث صحیح مہر البغی خبیث کی معطلیت لازم آئی (ونعوذ
باللہ من تعطیل السنۃ الصحیحۃ الثابتۃ فی دواوین الاسلام) اور معطلیت ایسی صحیح حدیث کی تو باطل ہے تو
صاف ثابت ہوگیا کہ آپکا معنے زعمی اور آپکی تفسیر وہی ہی باطل ہے کیونکہ اوسی سے یہ بطلان و استحالہ لازم
آیا ہے اور جس سے بطلان و استحالہ لازم آتا ہے وہی باطل و محال ہوا کرتا ہے پس آپکا معنے زعمی ہی باطل ہوا
اور حدیث صحیح برمحل جیسی کہ تھی ویسی ہی صحیح ثابت ہوی یعنے خرچی زانیہ کی حرمت اس صحیح حدیث سی
ثابت ہوی توبہ کرے تو کیا اور نہ کرے تو کیا وہذا ہو مفاد الحدیث الصحیح ومطلبہ الحق الصریح وخلافہ غلط قبیح
وہو المراد والحمد للہ علے ذلک اور اگر آپ زبردستی سے اس حدیث کے ورود فی مکہ کے مدعی ہوجادین تو
اثبات این دعوی بالدلیل الصحیح کے تسلیم فرضی کی تقدیر پر یہ عرض ہے کہ آیت زیر بحث تبدیل کے نزول کے
قبل اس کا ورود ہے یا بعد اوسکے دوسری شق پر وہی تقریر جاری ہوگی جو ورود حدیث فی المدینۃ المنورۃ
کی تقدیر پر جاری ہوچکی ہے اور پہلی شق کی تسلیم فرضی پر یہ عرض ہے کہ اسکا جواب مفصل پہلے نمبرون مین
گذرچکا ہے جسکا خلاصہ یہ کہ حدیث کا مفاد یہ ہے کہ خرچی زانیہ کی حرام ہے توبہ کرے یا نہ اور اس کا ناسخ
یا مخصص شارع سے ثابت نہین اور جناب حافظ صاحب کے پہلے از سلف تا خلف از تمام امت کوئی حلت
مال حرام مکتسب از زنا کا ولو تابت الزانیہ قائل نہین ہے یعنے یہ صرف جناب حافظ صاحب کی رای مجرد ہے
جسمین کوئی اہل رائے اونکا ہمراے بھی نہین ہے اور کیسی مجرد رای کو وان کان اماما او عالما او حافظا شرع
مین کچھہ بھی دخل نہین ہے فضلا عن ان یکون ناسخا او مخصصا للحکم الشرعی فثبت ان حرمۃ مال الزانیۃ
المکتسب من الزنا کما ثبتت من حدیث مہر البغی خبیث باقیۃ علی حالہا وان تابت ما نسخہا ولا خصصہا مخصص
شرعی من قال بخلافہ فقولہ باطل وساقط ولیس بشیئ وہو المراد والحمد للہ علے ذلک -

سابعًا جناب حافظ صاحب کا فتویٰ بحلت مال زانیہ تائبہ حرام مکتسب از زنا مستلزم ہے اجماع اُمت علی الضلالۃ کو واللازم باطل فالملزوم مثلہ تقریر اسکی یہ ہے کہ غلط مسئلہ پر عمل کرنا گمراہی کا ایک سبب ہے چنانچہ اس حدیث فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا سے مفہوم ہو رہا ہے کہ لوگ غلط پر فتویٰ پر عمل کرنے سے گمراہ ہوجاتے ہین نیز غلط فتویٰ دینے سے مفتی لوگ بہی گمراہ ہوجاتے ہین جیسا کہ اسی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے اور جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول لقد ضللت اذا وما انا من المہتدین سے بہی مفہوم ہو رہا ہے جو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے غلط فتویٰ کی متابعت و موافقت کرنے کی تقدیر پر اُنہوں نے فرمایا تہا اور جبکہ غلط فتویٰ کی متابعت پر یہ حکم لگایا گیا ہے تو غلط فتویٰ دینے پر بطریق اولےٰ یہ حکم لگایا جاویگا پس اگر جناب حافظ صاحب کا فتویٰ بحلت مال حرام معلوم تسلیم کیا جاوے تو تمام اُمت از سلف تا خلف کا اس مسئلہ مین گمراہی و غلطی پر ہونا لازم آتا ہے کیونکہ وہ تمام مال مکتسب از زنا کو بعد توبہ زانیہ کے بھی حرام جانتے اور تصدق بہ کو تتمہ توبہ سمجھتے تھے چنانچہ زاد المعاد مین بعد بیان مضمون متعلق اس مسئلہ کے لکہا ہے ولکن لا یطیب للقابض اکلہ بل ہو خبیث کما حکم علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن خبثہ لخبث مکسبہ لا لظلم من اخذ منہ فطریق التخلص منہ و تمام التوبۃ بالصدقۃ بہ انتہی یعنے تمام اُمت بالاجماع زانیہ کے مال مکتسب از زنا کو بعد تائبیت اوسکے بھی حرام جانتے اور حدیث مہر البغی خبیث کے حکم عام کو شامل ہر دو حالت توبہ وغیرہا سمجھتے اور توبہ زانیہ کو مطہر و مزکی و محلل اس مال خبیث مسلم الحرمۃ کا نہین تصور کرتے تھے بلکہ تائبہ کی توبہ کا متمم تصدق بما لہا المکتسب من الزنا کو قرار دیتے تھے اونمین سے جنکا اختلاف تھا تو صرف اسمین تھا کہ مال حرام معلوم کو مردود الی الدافع الزانی وغیرہ کیا جاوے یا اوسکے غیر پر تصدق کیا جاوے وسیجیئ ذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ اور اجماع اُمت کی حجیت کو تو جناب حافظ صاحب بھی صحیح جانتے اور مانتے ہین چنانچہ اپنی تحریر مین سیاق[1] استدلال مین اس کا ذکر لا چکے ہین وکیف لا وقد ورد فی حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع اُمتی او قال اُمۃ محمد علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار وقد اعتضد باقوی عضد آیۃ[2] المشاقۃ قال شیخ الاسلام الامام الہمام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ فی رسالتہ معارج الوصول والمقصود ہہنا ان الرسول بین جمیع الدین بالکتاب والسنۃ وان الاجماع اجماع الامۃ حق وکذلک القیاس الصحیح حق یوافق الکتاب والسنۃ انتہےٰ پس اگر جناب حافظ صاحب کے اس مسئلہ اجتہادی یا قیاسی کو صحیح تسلیم کیا جاوے تو تمام امت کا اجماع ایک ضلالت

[1] وہذا ہو قولہ الذی اشیر الیہ۔ وقد اشتہر من الصحابۃؓ ومن بعدہم من غیر نکیر التمسک بالعمومات الواردۃ فی اسباب خاصۃ من غیر قصرہا علی تلک الاسباب فیکون اجماعا منہم علی ان العبرۃ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب ۱۲ منہ

[2] وہی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ۱۲

غلطی پر لازم آتا ہے اور اجتماع اُمت علی الضلالۃ تو بحکم نبوی منفی و باطل ہے تو معلوم ہوا کہ جناب حافظ صاحب کا
مسئلہ قائلہ بحلت مال حرام معلوم غلط و باطل ہے نہیں بعونہ تعالیٰ اجتماع اُمت علی الہدایۃ یعنی علی حرمۃ مال الزانیۃ
المکتسب من الزنا وان تا بت پایۂ ثبوت کو پہونچگیا وہو المراد **ثامناً** عن النعمان بن بشیر ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال الحلال بین والحرام بین وبینہما امور مشتبہۃ فمن ترک ما یشتبہ علیہ من الاثم کان لما استبان اترک
ومن اجترا علی ما یشک فیہ من الاثم اوشک ان یواقع ما استبان والمعاصی حمی من یرتع حول الحمی یوشک
ان یواقعہ متفق علیہ کذا فی منتقی الاخبار وفی شرحہ نیل الاوطار والمراد یکون کل واحد من القسمین الاولین بینا
انہ مما لا یحتاج الی بیان اومما یشترک فی معرفتہ کل واحد وقد یرد ان جمیعا ای ما یدل علی الحل والحرمۃ فان علم
المتاخر منہا فذاک والا کان ما ورد فیہ من القسم الثالث وفیہ قولہ امور مشتبہۃ ای شبہت بغیرہا مما لم تبین حکمہ علی
التعیین زاد فی روایۃ للبخاری لا یعلمہا کثیر من الناس ای لا یعلم حکمہا وجاء واضحا فی روایۃ للترمذی ولفظہ
لا یدری کثیر من الناس امن الحلال ہی ام من الحرام ومفہوم قولہ کثیر ان معرفۃ حکمہا ممکن لکن للقلیل من الناس
وہم المجتہدون فالشبہات علی ہذا فی حق غیرہم وقد تقع لہم حیث لا یظہر لہم ترجیح احد الدلیلین انتہی وفی فتح الباری
قولہ الحلال بین والحرام بین ای فی عینہما ووصفہما بادلتہما الظاہرۃ انتہی وفیہ وحاصل ما فسر بہ العلماء الشبہات
اربعۃ اشیاء احدہا تعارض الادلۃ ثانیہا اختلاف العلماء وہی منتزعۃ من الاولی ثالثہا ان المراد بہا مسمی المکروہ لانہ
یجتذبہ جانبا الفعل والترک رابعہا ان المراد بہا المباح الی ان قال والذی یظہر لی رجحان الوجہ الاول انتہی وفی النیل
واعلم ان العلماء قد عظموا امر ہذا الحدیث فعدوہ رابع اربعۃ تدور علیہا الاحکام کما نقل من ابی داؤد وغیرہ انتہی معنی
حلال و حرام کھلے و ظاہر ہیں اور انکے درمیان ایسے امور ہیں جنکا حلال یا حرام ہونا ظاہر نہیں مگر احتیاطاً انسے بھی
احتراز و پرہیز کرنے سے دین و عزت کی سلامتی ہے اور جو شخص اونمین واقع ہونے پر جرأت کریگا تو وہ محرمات
مین پڑنے سے بھی کچھ حذر و خوف نکریگا مطلب یہ ہے کہ حلال و حرام کے ادلہ کھلے و ظاہر ہین جنکی وجہ سے اونکی
حلت و حرمت پر ہر کوئی واقف ہے اور دلیل سے معلوم کر سکتا ہے خدا و رسول نے انکو ایسا بیان کر دیا ہے
کہ ہر کسی دوسرے کے بیان کی حاجت نہین اور امور مشتبہات وہ ہین جنکو نہ حلال مین ملا سکتے ہین اور نہ
حرام مین کیونکہ انکے حلال و حرام مین ملانے اور معین کرنے پر دلیل نہین ہے یا ادلہ مین تعارض ہے
اور علماء کا اونمین اختلاف ہے وغیرہ وغیرہ ہان بعض امور مشتبہہ ایسے بھی ہوتے ہین کہ بعض مجتہدین مین
سے اونکے حکم کو جانتے اور احد الدلیلین کو آخر پر ترجیح دیکر حرام یا حلال کے ساتھ ملا دیتے ہین تب وہ
امر مشتبہ انکے حق مین مشتبہ نہین رہتا ہے یعنے حلال یا حرام کا اطلاق امور مشتبہہ پر مالم یزل اشتباہہا
ولم تدخل فی احد القسمین من الحلال او الحرام درست نہین ہے۔ قال فی الفتح بعد شرح ہذا

الحدیث واستنبط منہ بعضہم منع اطلاق الحلال والحرام علی ما لا نص فیہ لانہ من جملۃ ما لم یستبین لکن قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یعلمہا کثیر من الناس یشعر بان منہم من یعلمہا انتہی وقد علمت ان ہذا الاستنباط صحیح وما
ذکرہ الحافظ ابن حجر من الاستدراک والاشعار صدر من غیر تامل ولا تدبر والامر ظاہر لا خفاء فیہ ولا سترۃ علیہ
لان بعض من یعلم الامر المشتبہ من المجتہدین کما یشعر بہ ہذا الحدیث فلا یکون ہذا المشتبہ بعد علمہ بہ مشتبہا علیہ بل داخل
بعد علمہ بہ فی احد القسمین من حلال او حرام ویؤیدہ ویوضحہ ما جاء واضحا فی روایۃ الترمذی ولفظہ لا یدری
کثیر من الناس امن الحلال ہی ام من الحرام فظہر ان الامر المشتبہ حالۃ اشتباہہ ووقت بقائہ علی حالہ
یمتنع اطلاق الحلال او الحرام علیہ اور بسا اوقات مجتہدین پر بھی امر مشتبہ رہا کرتا ہے اور ترجیح ایک دلیل کی
دوسری پر ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ غرضکہ جنکے حق میں امور مشتبہ مشتبہ ہیں اونکو باوجود عدم ظہور دلیل احد
الجانبین کے اونسے اجتناب و احتراز چاہیے یعنے محرم و مبیح میں تعارض ہونیکے وقت میں جیسا کہ محرم کو
مبیح پر ترجیح دیجاتی ہے اسی کے قریب قریب یہان بھی ولو احتیاطًا احتمال تحریم کو ہی ترجیح دیجاتی ہے
احتمال تحلیل پر۔ اب بعد چنین و چنان کے جناب حافظ صاحب کے مسئلہ تحلیل حرام یعنے فتوی بحلت مال
حرام معلوم کو اس حدیث الحلال بین والی مذکور اور اسکی شرح مسطور پر جو اہل حق وارباب ہدایت کے
پاس فرق بین الحق والباطل کیلئے معیار و محک ہی پیش کرکے فیصلہ حقہ کرلینا چاہیے یعنی بحکم فان تنازعتم
فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر واحسن تاویلا اس تنازع
و امر زیر بحث کو اس حدیث نبوی و بیان مصطفوی پر عرض کرکے جناب حافظ جی صاحب کو تسلیم حق و
اعتراف بخطاکی عزت بے بہا و دولت بے انتہا کو جو تمغۂ انعام ائمہ دین وصلہ و اکرام علماء ربانیین
ہے حاصل کرنا اور غلطی کے گرداب سے اپنے آپ کو اور اپنے معتقدین کو نکالنا چاہئے سو واضح ہو کہ
جناب حافظ صاحب کا فتوی مذکورہ اس حدیث کے رو سے بالکل غلط اور صرف خطا و محض زلت ہے کیونکہ
آپ کا فتوی تحلیل مال حرام معلوم کا ہے پس چاہئے تھا کہ حلت اوس مال کی بین و ظاہر ہوتی اور دلیل
اوسکی واضح و صحیح ہوتی جسپر اگر عوام سے نہیں تو خواص و ائمہ دین و سلف صالحین و علماء ماضین
سے لیکر خلف آتین و موجودین الی یومنا ہذا انکے واقف و مطلع ہوتا اور عوام کو سمجھاتا اور اسکی اشاعت
کرتا جیسے کہ دوسرے حلالوں کی شہرت و اشاعت ہو چکی ہے حالانکہ اس کا نام و نشان بھی نہیں اور
از سلف تا خلف کوئی اس کا قائل بھی گذرا نہیں کما مر تفصیلہ و مضی تطویلہ فیما قبل فلا حاجۃ الی اعادتہ
و تکرار مقالتہ پس یہ کیا اور کیونکر حلال ہوا وہ بھی تمام امت کو جاہل قرار دیکر پھر مزید بر آن تعجب
یہ کہ مال زانیہ مکتسب از زنا کی حرمت واردہ در حدیث مہر البغی خبیث کو تسلیم کرکے اوسکے برخلاف

محض اپنی رائے سے فتوی حلت مال حرام معلوم کا لگا دینا اور اجماع اُمت و سُنت خصوصاً حدیث ہذا مارّ کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھنا اور اتنا بھی خیال نفرمانا کہ جسطرح کہ حرمت اوس مال کی دلیل واضح سے ثابت ہے اور عام شہرت اوس کی ہو چکی ہے تو ایسے حکم عام مشہور شائع ذائع کے منسوخ و مفسوخ یا مخصوص یا معطل مہمل ٹہرانیکے واسطے کیسی دلیل قوی بین ظاہر درکار ہے حالانکہ بجز زعم و وہم و خیال پُر ملال کالمحال جناب حافظ صاحب کے پاس دلیل شرعی کا شائبہ و رائحہ بھی موجود نہین ہے اور اگر جناب حافظ صاحب کا یہ خیال ہو وے کہ انکا یہ فتوی امور مشتبہہ علی الامۃ مین سے ہے اور سب اُمت پر مخفی رہا اور انپر واضح ہوا کہ اس امر مشتبہ کی دلیل یعنی حلت مال حرام معلوم کی سند انکے اجتہاد سے انپر منصح ہوی یعنی آپ بہی ایک قسم مجتہد مسلم الاجتہاد ہین سو اس خیال کا جواب باصواب روشن تر از آفتاب یہ ہے کہ بعد تسلیم فرض مجتہدیت و وجدان شروط اجتہاد و در آنذات کے کہ نص صریح (مہر البغی خبیث) کے مقابلہ مین اجتہاد کرنا اور حکم صحیح صریح (حرمت مال بغی) کے برخلاف و منافی و معارض رای و قیاس سے حکم حلت مال حرام معلوم مخترع و مختلق کرنا بالکل حرام و ناجائز بلا کلام ہے اور ایسے مجتہد کے ایسے حکم اجتہادی کے بے سمجھے بے سوچے ماننے والے اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ کے مصادیق یقین داخل ہین کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حدیث صحیح حاکم بحرمتہ مال زانیہ خبیث مکتسب از زنا کے مقابلہ مین جسکے عام کو تمام سلف و خلف ماننے والے اور مجتہدین اُمت تسلیم کرنیوالے ہین محض گھہر تل سے ایک حکم نکالکر اوسکو شرعی مدلول و مشار و مقتضی قرار دیا جاوے اور طرز استدلال کو طرز سلف و خلف کے برخلاف بدلا جاوے پہر طرفہ یہ کہ کتاب و سُنت کیطرف اسکے اثبات کی نسبت کی جاوے المرام اس حدیث صحیح اور اسکی شرح نے صاف حکم لگا دیا ہے کہ جناب حافظ صاحب کا مسئلہ مخترعہ بالکل غلط ہے اور آپکا طرز استدلال بھی طرز استدلال اہل حق و ارباب ہدایت سے جُدا و نرالا ہے اور بیجا تاویل بیجا ہے جس سے اہل ضلال و اعتزال کے طرز استدلال کیساتہ مشابہت و موافقت پائی جاتی ہے یعنے جناب حافظ صاحب کی شانعالی کہ آپ اہلحدیث کے ایک عالم نامی اور اہل سُنت کے علماء کبار مین معدود اور فاضل گرامی ہین اسبات کو مقتضی ہے کہ آپ اپنی اس خطا فاحش صریح و زلت و غلط قبیح سے رجوع فرمائین وہذا ہو الرجاء من جنابہ العالی ادام اللہ التعالی مجدہ و غرہ مادام الایام واللیالی واللہ تعالی ہو الموفق للرجوع الی الحق الحقیق وبیدہ ازمۃ التوفیق للوصول الی التحقیق۔

اب بعونہ تعالی ایسا مضمون مذکور ہوتا ہے جس سے اعمال اور تبدیل سیئہ حسنہ کی کشف حقیقۃ و بحث در آن و تعلق احکام بآن کی متعلق جسیقدر تحقیق حق معلوم ہو جاوے۔ قال اللہ تعالی والوزن یومئذ الحق قال فی فتح البیان واختلف اہل العلم

فی کیفیۃ ہذا الوزن فقیل المراد بہ وزن صحائف اعمال العباد بالمیزان وزنا حقیقیا وہذا ہو الصحیح وہو الذی قامت
علیہ الادلۃ وقیل توزن نفس الاعمال وان کانت اعراضا فان اللہ یقلبہا یوم القیامۃ اجساما وفی تفسیر الامام
الکبیر ابن کثیر والذی یوضع فی المیزان یوم القیامۃ قیل الاعمال وان کانت اعراضا الا ان اللہ یقلبہا یوم القیامۃ
اجساما قال البغوی یروی ہذا عن ابن عباس کما جاء فی الصحیح ان البقرۃ وآل عمران یاتیان یوم القیامۃ کانہما
غمامتان او فرقان من طیر صواف ومن ذلک فی الصحیح قصۃ القرآن وانہ یاتی صاحبہ فی صورۃ شاب شاحب اللون
فیقول من انت فیقول انا القرآن الذی اسہرت لیلک واظمات نہارک وفی حدیث البراء فی قصۃ سؤال القبر
فیاتی المومن شاب حسن اللون طیب الریح فیقول من انت فیقول انا عملک الصالح وذکر عکسہ فی شان الکافر
والمنافق وقیل یوزن کتاب الاعمال کما جاء فی حدیث البطاقۃ فی الرجل الذی یوتی بہ ویوضع لہ فی کفۃ تسعۃ
تسعون سجلا کل سجل مد البصر ثم یوتی بتلک البطاقۃ فیہا لا الہ الا اللہ فیقول یا رب وما ہذہ البطاقۃ مع ہذہ السجلات
فیقول اللہ تعالیٰ انک لا تظلم فتوضع تلک البطاقۃ فی کفۃ المیزان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطاشت السجلات
وثقلت البطاقۃ رواہ الترمذی بنحو من ہذا وصححہ وقیل یوزن صاحب العمل کما فی الحدیث یوتی یوم القیامۃ بالرجل
السمین فلا یزن عند اللہ جناح بعوضۃ ثم قرأ فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا وفی مناقب عبد اللہ بن مسعود ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال اتعجبون من دقۃ ساقیہ والذی نفسی بیدہ لہما فی المیزان اثقل من احد وقد یمکن الجمع بین
ہذہ الآثار بان یکون ذلک کلہ صحیحا فتارۃ توزن الاعمال وتارۃ یوزن محلہا وتارۃ یوزن فاعلہ واللہ اعلم
وفی تفسیر الامام ابن جریر یعنی الوزن القسط بینہم بالحق فی الاعمال الحسنات والسیئات فمن احاطت حسناتہ
بسیئاتہ فقد ثقلت موازینہ یقول اذہبت حسناتہ سیئاتہ ومن احاطت سیئاتہ بحسناتہ فقد خفت موازینہ
انتہی وفی تفسیر الامام الرازی فیہ وجہان احدہما ان اعمال المومن تتصور بصورۃ حسنۃ واعمال الکفار بصورۃ
قبیحۃ فتوزن تلک الصورۃ کما ذکرہ ابن عباسؓ والثانی ان الوزن یعود الی الصحف التی تکون فیہا اعمال العباد
مکتوبۃ انتہی وفی تفسیر العلامۃ ابی السعود ومقادیر اعمال العباد لا یمکن اظہارہا بذلک لانہا اعراض قد
فنیت وعلی تقدیر بقارہا لا تقبل الوزن وقیل ان الاعمال الظاہرۃ فی ہذہ النشاۃ بصور عرضیۃ تبرز فی النشاۃ
الآخرۃ بصور جوہریۃ مناسبۃ لہا فی الحسن والقبح حتی ان الذنوب والمعاصی تتجسم ہناک وتتصور بصورۃ النار
انتہی قال فی السراج المنیر والصحیح الذی علیہ ائمۃ السلف ان اللہ تعالیٰ یضع میزانا حقیقۃ توزن بہ اعمال العباد
فان قیل کیف توزن الاعمال مع انہا اعراض اجیب بان فیہ طریقین احدہما ان توزن صحائف الاعمال
والثانی ان توضع فی کفۃ الحسنات جواہر بیض مشرقۃ وفی کفۃ السیئات جواہر سود مظلمۃ انتہی حدیث نقش
مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المومن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ فان تاب

واستغفر صقل قلبه وان زاد زادت حتے تعلو قلبه فذلكم الران الذي ذكر الله تعالیٰ كلا بل ران علے قلوبهم ما كانوا
يكسبون رواه احمد وغيره وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح۔ وفي تفسير الامام ابن جرير ران على قلوبهم
يقول غلب على قلوبهم وغمرها واحاطت بها فغطته يقال منه رانت الخمر على عقله فهي ترين عليه رينا وذلك
اذا سكر فغلبت على عقله ثم اورد الاحاديث الواردة في تفسير هذه الآية معناها معنے هذا الحديث الذي ذكر
بحوالة احمد وغيره وفي تفسير ابن كثير وانما حجب قلوبهم عن الايمان به ما عليها من الرين الذي قد لبس قلوبهم
من كثرة الذنوب والخطايا ولهذا قال تعالیٰ كلا بل ران علے قلوبهم ما كانوا يكسبون والرين يعتري قلوب
الكافرين والغيم للابرار والغين للمقربين وقال الحسن البصري هو الذنب على الذنب حتى يعمي القلب فيموت انتهى
وفي حديث مسلم تعرض الفتن على القلوب كالحصير عودا عودا فاي قلب اشربها نكتت فيه نكتة سوداء واي قلب
انكرها نكتت فيه نكتة بيضاء الحديث وفي جامع البيان تحت هذه الآية فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات اي
تنقلب بنفس التوبة النصوح فانه كلما تذكر ما مضے تحسر وندم واستغفر فيقلب الله ذنبه طاعة فالعبد يتمنى ان تكون
سيئاته اكثر من ذلك والاحاديث الصحاح تدل علے هذا المعنے او انه يمحوها ويثبت مكانها الايمان وما عمل
من الطاعة في اسلامه انتهى وفي التفسير للامام الاجل ابن كثير في معنے قوله تعالےٰ يبدل الله سيئاتهم حسنات
قولان احدهما انهم بدلوا مكان عمل السيئات بعمل الحسنات قال على بن ابي طلحة عن ابن عباسؓ في الآية قال
هم المومنون كانوا من قبل ايمانهم على السيئات فرغب الله بهم عن السيئات فحولهم الى الحسنات فابدلهم مكان السيئات
الحسنات يعني تغيرت الاحوال الى غيرها وقال عطاء بن ابي رباح يكون الرجل على صفة قبيحة ثم يبدل الله بها خيرا
وقال سعيد بن جبير بدلهم الله تعالیٰ بعبادة الاوثان عبادة الرحمن وابدلهم بقتال المسلمين قتال المشركين وابدلهم
بنكاح المشركات نكاح المومنات وقال الحسن البصري ابدلهم بالعمل السيئ العمل الصالح وابدلهم بالشرك اخلاصا و
ابدلهم بالفجور احصانا وبالكفر اسلاما وهذا قول ابي العالية وقتادة وجماعة اخرى القول الثاني ان تلك السيئات
الماضية تنقلب بنفس التوبة النصوح حسنات وما ذاك الا انه كلما تذكر ما مضي ندم واسترجع واستغفر فينقلب
الذنب طاعة بهذا الاعتبار فيوم القيامة وان وجده مكتوبا عليه فانه لا يضره وينقلب حسنة في صحيفته كما ثبتت السنة
بذلك وصحت به الآثار النبوية عن السلف رضي الله عنهم فعن ابي ذر الى ان قال فيقال ان لك بكل سيئة حسنة
وفيه قال الحافظ ابو القاسم الطبراني بسنده قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا نام ابن آدم قال الملك للشيطان
اعطني صحيفتك فيعطيه اياها فما وجد في صحيفته من حسنة محا بها عشر سيئات من صحيفة الشيطان وكتبهن حسنات
الحديث وفيه قال ابن ابي حاتم الى ان قال عن سليمان قال يعطى الرجل يوم القيامة صحيفة فيقرأ اعلاها فاذا
سيئاته فاذا كاد يسوء ظنه نظر في اسفلها فاذا حسناته ثم ينظر في اعلاها فاذا هي قد بدلت حسنات وفيه عن

ابی ہریرۃ رضؓ قال لیاتین اللہ عز وجل اناس یوم القیامۃ قد استکثروا من السیئات قیل من ہم یا ابا ھریرۃ قال الذین
یبدل اللہ سیئاتہم حسنات وفیہ عن ابی الصیف قلت کان من اصحاب معاذ بن جبل قال یدخل اہل الجنۃ الجنۃ علی
اربعۃ اصناف المتقین ثم الشاکرین ثم الخائفین ثم اصحاب الیمین قلت لم سموا اصحاب الیمین قال لانہم قد عملوا
بالسیئات والحسنات فاعطوا کتبہم بایمانہم فقرؤا سیئاتہم حرفا حرفا وقالوا یا ربنا ہذہ سیئاتنا فاین حسناتنا فعند
ذلک قالوا ہاؤم اقرؤا کتابیہ فہم اکثر اہل الجنۃ وقال علی بن الحسین زین العابدین یبدل اللہ سیئاتہم حسنات قال
فی الآخرۃ وقال المحول یغفرہا لہم فیجعلہا حسنات رواہما ابن ابی حاتم وفیہ فی حدیث فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فان اللہ غافر لک غدراتک وفجراتک ویبدل سیئاتک حسنات ما کنت کذلک الحدیث وفیہ فی حدیث قال
صلی اللہ علیہ وسلم فی جواب ہذا السوال ارأیت رجلا عمل الذنوب کلہا فلم یترک حاجۃ ولا داجۃ فہل لہ من توبۃ
فافعل الخیرات واترک السیئات فیجعلہا اللہ لک خیرات کلہا الحدیث وفیہ عن ابی ہریرۃ رضؓ قال جاءتنی امرأۃ
فقالت ہل لی من توبۃ انی زنیت وولدت وقتلت فقلت لا ولا نعمت العین ولا کرامۃ فقامت وہی تدعو
بالحسرۃ ثم صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصبح فقصصت علیہ ما قالت المرأۃ وما قلت لہا فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بئسما قلت اما کنت تقرأ ہذہ الآیۃ والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر الی قولہ الا من تاب الآیۃ
فقرأتہا علیہا فخرت ساجدۃ وقالت الحمد للہ الذی جعل لی مخرجا ہذا حدیث غریب من ہذا الوجہ وفی رجالہ من
لا یعرف ورواہ ابن جریر الخ قال اللہ تعالیٰ ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع
بالتی ہی احسن۔ ان الحسنات یذہبن السیئات وفی جامع البیان فی الحدیث اذا عملت سیئۃ فاتبعہا حسنۃ
تمحہا وفی الحدیث اتبع السیئۃ الحسنۃ تمحہا قال اللہ عز وجل یمحو اللہ ما یشاء ویثبت ذکر فی جامع البیان تحت
ہذہ الآیۃ من بعض معانیہ ہذا او یمحو اللہ ما یشاء من ذنوب عبادہ فیغفرہا ویثبت ما یشاء فلا یغفرہا او یمحو الذنوب
بالتوبۃ ویثبت بدلہا الحسنات او ہو الرجل یعمل بطاعۃ اللہ تعالیٰ ثم یعود بمعصیۃ فیموت علی الضلالۃ فہو الذی
یمحو والذی یثبت ہو الرجل یعمل بطاعتہ ویموت علیہا انتہی وقال عز من قائل ووضع الکتاب
فتری المجرمین مشفقین مما فیہ ویقولون یویلتنا ما لہذا الکتاب لا یغادر
صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربک احدا
وقال ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید وفی جامع البیان تحت ہذہ وہل یکتب
کل شیء فیثبت فی القیامۃ ما کان فیہ من خیر او شر ویلقی سائرہ او لا یکتب الا الخیر والشر فیہ خلاف بین السلف
والقرآن یشعر بالاول انتہی وقال عز من قائل من یعمل سوءا یجز بہ الی ان قال ولا یظلمون نقیرا
وقال لیجزی الذین اساءوا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ وقال کل امۃ تدعی

الی کتابہا الیوم تجزون ما کنتم تعلمون ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ
ما کنتم تعملون و فی جامع البیان عن ابن عباس و غیرہ رضی اللہ تعالی عنہم اذا صعد الملائکۃ الی السماء یامرو
بالمقابلۃ علی ما فی اللوح فلا یزید ولا ینقص ثم قرأ انا کنا نستنسخ الآیہ وقال عز من قائل و ان علیکم لحافظین
کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون وقال لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن
یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ و فی جامع البیان عن سعید بن جبیر کان المسلمون یرون انہم لا یوجرون
علی الشیء القلیل اذا اعطوہ وکان آخرون یرون ان لا یلامون علی الذنب الیسیر الکذبۃ والنظرۃ والغیبۃ
واشباہہا فرغبہم اللہ فی الخیر من القلیل و حذرہم عن القلیل من الشر فنزلت فمن یعمل الآیہ اس سب کا خلاصہ و
حاصل مطلب و جواب یہ ہے کہ اعمال عباد کے دنیا مین باتفاق مفسرین کتاب رب العلمین اعراض ہین اور
ملائکہ کرام انکو صحائف اعمال مین لکھتے جاتے ہین اور انکا اثر برابر دلون پر پڑتا ہے اور حالات عجیبہ و کیفیات
غریبہ پیدا کرتا اور طرح طرح کے رنگ و کھلاتا ہے کما تشہد بہ التجربہ والمشاہدۃ و بینہ الکتاب والسنۃ وتدل
علیہ آثار قلوب الاتقیاء السعداء من الخیرات والبرکات والانوار والسعادات التی تظہر ظہور آثار الشمس
من اعمالہم الصالحات وتؤیدہ آثار قلوب الفجار الاشقیاء من الظلمۃ والوحشۃ والعمہ والعمی وغیرہا من آثار الشقاوۃ
التی تظہر من اعمالہم السیئات حدیث شریف مین وارد ہے کہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو اوس کا برا اثر اوسکے
دل مین کالا نکتہ ہو کر نمودار ہوتا ہے اگر توبہ و استغفار کر لیا تو اوسکا دل صاف ہو گیا اور اگر گناہ پر گناہ کرتا
گیا تو اوسکا دل بھی زیادہ کالا ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ اثر گناہ اوسکے دل پر چڑھ جاتا اور غالب آجاتا
ہے جسکی تعبیر احاطت بہ خطیئتہ کے ساتھ کی گئی ہے اور اس بری حالت قلبیہ کا نام رین ہے جسکا ذکر
بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون مین آچکا ہے اسیطرح اعمال صالحہ کا اثر انکی ضد پر ہے
یعنی نیک کام سے دل پر سفید نکتہ پڑتا ہے اور نیکی پر نیکی کرتے کرتے دل منور و روشن و صاف مانند آئینہ
کے ہو جاتا ہے ایک حدیث مین ایسا مضمون بھی وارد ہے کہ گناہ کے اثر بد سے دل فاسد ہو جاتا ہے
پھر اوسکے فاسد ہونے سے تمام جسم فاسد ہو جاتا ہے یعنے خدا کی معرفت و خشیۃ کے نور سے دور اور
بے نور ہو کر معصیت و غفلت کے کامون مین پڑ جاتا ہے اور نیکی کے اثر سے دل صالح ہو جاتا ہے اور
اوسکے صالح ہونے سے تمام جسم صالح ہو جاتا ہے یعنے طاعت و عبادت کے کام مین حسن کیواسطے
پیدا ہوا ہے لگ جاتا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ
واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب قال اللہ تعالے انہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب
التی فی الصدور و غرضکہ آثار و کیفیات قلبیہ مین عجب طرح کا تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے اگر اس تغیر پیدا کو

جناب حافظ صاحب نے مناط و مدار حکم حلت و حرمت اموال کا بنایا اور تبدیل سیۂ حسنہ اسکا نام رکھا اور لمبی چوڑی عمارت خیالی و بنار احتمالی کا اساس بر اضعف واوہن من بیت العنکبوت ہے اسیکو قرار دیا و مقرر کیا ہے تو اس کا ثبوت دلیل شرعی سے دین کہ ترتب حکم حلۃ و حرمۃ مال مکتسب بطریق معصیۃ و بوجہ باطل کا اسپر ہے وانی لہم ہذا ان مثل ہذہ التفصیۃ والدعوی لیس علیہ اشارۃ من علم کما لا یخفی علاوہ یہ تغیر و تبدل تو آثار حسنات و سیئات مین جو کیفیات قلبیہ سے ہے ہوتا ہے نہ کہ حسنات او رسیئات مین جو موثرات ہین اور اثر و موثر مین مغایرۃ و مباینۃ ہوا کرتی ہے غرضکہ تغیر و تبدل بین المؤثرات اور چیز ہے پس تبدل بین الکیفیات القلبیہ پر تبدل بین السیئات والحسنات کیونکر صادق آئیگا بینہما بون بعید و فرق مدید لا یقول بہ احد من ذوی الحجی و ارباب الہدیٰ اور اگر تبدیل سیئات حسنات سے اونکی یہ مراد ہے کہ صحائف و کتب اعمال مین یہ کام ہوتا رہتا ہے اور اسپر دار و مدار ترتب حکم کی رکھی گئی ہے تو واضح ہو کہ تمام صحائف مین تو محو و اثبات ہوتا رہتا ہے وہ بھی دنیا مین یا آخرت مین یا ہر دو عالم مین یا دنیا مین اون صحائف اعمال ہین جو شیاطین کے ہاتہ مین ہین اور آخرت مین اون کتب اعمال مین جو ملائکہ کرام کے ہاتہون مین ہین واللہ اعلم بتبدیلہ و تفصیلہ علاوہ تبدیل سیئات حسنات ہر عمل صالح و ہر توبہ سے نہین ہوتی ہر بلکہ توبہ متقبلہ و عمل خالص لوجہ اللہ مقبول سے اور ہر عمل صالح و ہر توبہ مقبول نہین ہوتی ہے پس اوسپر ترتب احکام کا اور تحلیل حرام کا کیونکر متصور و مترتب ہو سکتا ہے کچہ بھی اسکا ثبوت کتاب و سنت نہین ہے اور ہر کسی کے صرف خیال اور خالی احتمال غیر ناشی از دلیل پر تو بنار احکام شرعیہ کی رکھی نہین گئی کہ اوسپر اعتماد کرکے تحلیل حرام بلا کلام پر جسارت کی جاوے بس کتنے بار بعونہ تعالیٰ اظہر من الشمس ہر کس ذی نفس پر ہو گیا ہے کہ جناب حافظ صاحب کی حدیث حدیث خرافہ ہے پس بس المرام اگرچہ اعمال اس نشاۃ دنیا مین بصور عرضیہ ہین اور اجسام کے احکام مثل وزن و کیل و تفکیک و تفریق و تمزیق و خرق و تجزیہ بر حصص و اجزار و تقسیم بر اقسام و تبعیض بر ابعاض و ازالہ بعض اوصاف ازان و ضم بعض نعوت دیگر باآن یعنے تجرید موصوف از وصف و الصاق وصف دیگر جدا کردہ از موصوف دیگر و ابقار آن بے وصف یا افنار آن وغیرہا کو قبول نہین کرتے ہین یعنی خالق نے ان اعراض کو قابل ان اوصاف کا دنیا مین نہین بنایا اور کوئی حکم شرعی دنیا مین انکے اودہیڑ و بن پر موقوف و مترتب نہین کیا ہے مگر اوس قادر مطلق کو اپنی قدرت کاملہ کا ایسا اظہار بھی نشاۃ آخرت مین کرنا منظور ہے کہ اعمال حسنہ و سیئہ جو اعراض ہین اجسام و جواہر بنائے جاوینگے اور میزان پر خود اعمال ہی وزن کئے جاوینگے یا صحیفے و عملنامے اعمال کے وزن کئے جاوینگے اور گواہی دینگے اور بولینگے یا خود عمل کرنے والے

تولے جاوینگے یا تینون باتین ہونگے یا کسی کے ساتھ یہ اور کسی کے ساتھ وہ ہوگا ہر طرح وہ ہر طور سے ہر ایک کام پر مالک کو قدرت ہے اور ہر ایک پر ظواہر نصوص دال ہین اور کوئی ایک بات بھی مستبعد و متعذر و مستحیل نہین ہے جسطرح کہ یہ بھی مستبعد نہین بلکہ برحق ہے کہ سورۂ بقرہ اور آل عمران دو ابر یا دو قطار پرندون پر کہولنے والونکی طرح ہوکر قیامت مین آئینگی اور قرآن بشکل نحیف جوان متغیر اللون کی صورت مین اپنے قاری و عامل و خادم کے پاس آیگا۔ وہ دریافت کریگا کہ تو کون ہے قرآن شریف فرمائیگا کہ مین وہی قرآن شریف ہون جسنے تجھکو شب بیداری و بہ تشنگی روز گذاری پر آمادہ یعنی قائم اللیل و صائم النہار کردیا تھا۔ اور جیسا کہ عمل صالح جوان خوبصورت خوشبو ہوکر قبر مین مؤمن کے پاس حاضر ہوگا اور اوسکے پوچھنے سے جواب دیگا کہ مین تیرا عمل صالح ہون اور کافر و منافق کا حال اسکے برخلاف ہوگا یعنے اوسکے اعمالِ سیئہ کفر وغیرہ سخت بُری صورت مین ہوکر آئینگے۔ علۃ غائیہ وزن اعمال کی اور فائدہ مرتبہ بران یہی ہے کہ اعمال حسنات و سیئات کے بارے مین اونکے درمیان انصاف کیا جاوے پس جس نیکیان اوسکی برائیون پر بہاری و غالب آجائینگی تو اسکو نجات ہوجاویگی اور برائیان اوسکی دور کیجاوینگی اور مٹائی جاوین گی اور اس سے اور بہت سی احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیکیون سے برائیون کا مٹانا قیامت کیدن ہوگا چنانچہ بالا مذکور ہوا کہ قیامت کے روز آدمی اپنے عملنامہ مین اوپر سے برائیان پڑہکر بدگمان ہونے لگیگا کہ اوسکے نیچے دیکھتے ہی اوسکو نیکیان نظر آئینگی پہر نظر اُٹھاکر اوپر دیکھیگا تو بُرائیان نیکیون سے بدلکر ہونگی اور اصحاب یمین جب اپنے عملنامون مین بُرائیان حرفاً حرفاً پڑہکر خدا صاحب سے اپنی نیکیان پوچھینگے تو اسوقت اونکی بُرائیان نیکیون سے بدل جاوینگی یعنی صحیفۂ اعمال مین لکھی ہوی بُرائیون کو محو کرکے

اونکی جگھہ نیکیان لکھی ہوی معلوم ہونگی مجمع البحار مین ہے یمحوا اللہ ما یشاء ای یقع المحو فی صحائف الملک انتہی

و فی القاموس محاہ یمحوہ و یمحاہ اذہب اثرہ یعنے فرشتہ کے صحائف مین محو واقع ہوتا ہے اور وہ عام ہے اس سے کہ دنیا مین ہو یا آخرت مین بہر طور یہ محو صحیفے مین ہوتا ہے اور عمل بد کو بالکلیہ مٹاکر ہوتا ہے کہ اوس کا کچھہ اثر بھی باقی نرہے جس سے جناب حافظ صاحب کا معنے و استدلال بھی محو و مستاصل ہوگیا اور کچھہ اثر اوسکا بھی باقی نرہا غرضکہ آخرت مین صحائف اعمال مین دو کر حسنات تو الگ رہے صرف خالص توبہ سے ہی جو بار بار بسیار بے شمار بہ تکرار و بقدار تکرار سیئات ہوتی رہی ہے سیئات کو مٹاکر اونکی جگھہ حسنات لکھے جاوینگے جیسا کہ اس محو و اثبات کا معاملہ دنیا مین بھی فرشتہ ابن آدم کے سونے کے وقت اس طور سے کیا کرتا ہے کہ شیطان کے پاس جو فہرست اعمال ابن آدم کی رہا کرتی ہے اوس سے لیکر ایک نیکی کے عوض و مقابلہ مین دس برائیون کو مٹاکر اونکی جگھہ دس نیکیان لکھدیا کرتا ہے یعنی یہ معاملہ دنیا مین شیطان کے پاس

والی فہرست وصحیفۂ اعمال مین کیا جاتا ہے تاکہ دشمن ابن آدم کے پاس جو سند گرفتاری کی تیار ہوئی
ہے اوسکا تدارک دنیا مین بھی ہوجاوے اور دشمن دستاویز گرفتاری کو قیامت مین پیش کرکے گرفتار
نکراوے اور جو فہرست فرشتہ کے پاس رہا کرتی ہے اوسکی کارروائی آخرت مین بطور بالا ہوگی یعنے
دو حدیث مذکور الصدر ضمین تبدیل سیئہ حسنہ کی کیفیۃ مفصلہ مفسرہ بالا آچکی ہے تفسیر واقع ہوئین اون
حدیثون کی ضمین اجمالاً ذکر تبدیل سیئہ حسنہ کا آیا ہے نیز آیۂ فاولئك يبدل الله سيئاتهم
حسنات کی بھی تفسیر ہوئین اسیطرح آیۃ ان الحسنات يذهبن السيئات اور وہ آیات جنمین
تکفیر سیئات وعفو عن السیئات وغفران ذنوب کا ذکر ہے وہی کثیرات لا یسع المقام ذکرہا لکثرتہا نیز یہ
حدیث مرفوع ان الله لا يمحو السيئ بالسيئ ولكن يمحو السيئ بالحسن رواه احمد وكذا في شرح السنة كما في المشكوة
جسکا جملہ يمحو السيئ بالحسن آیۃ کریمہ ان الحسنات يذهبن السيئات کا ہم معنے ہے کما صرح واقر جناب الحافظ
ایضاً اسیطرح حدیث ان التوبة تغسل الحوبة الحديث رواه ابو نعيم في الحلية یہ سب تفسیر واقع ہوئین آیۃ تبدیل
سیئات حسنات کی کیونکہ یہ آیت مجمل ہے بیان کیفیۃ تبدیل سیئات حسنات مین اور وہ سب مفصل ومبین
مفسر ہین اس کیفیت کی کہ سیئہ مکتوبہ فی صحائف اعمال کو محو کرکے اوسکی جگہہ حسنہ کو لکھدیتے ہین دنیا مین تو
صحیفۂ شیطان مین اور آخرت مین عملنامون مین جو اصحاب حسنات وسیئات کو داہنے ہاتھون مین
ملینگے اور وہ اپنے سیئات کو حرفاً حرفاً پڑہینگے کما مر اور ایسے لوگون کے سیئات مکتوبات فی صحائف
اعمالہم اونکو کچھہ ضرر ندینگے جیسا کہ امام جلیل کبیر ابن کثیر کی تفسیر بالا مذکور ہوا ہے اور جناب حافظ صاحب
نے بھی اوسکو اپنی تحریر مین نقل کیا اور وہ یہ ہے فيوم القيامة وان وجده مكتوبا عليه فانه لا يضره
وينقلب حسنة في صحيفته كما ثبتت السنة بذلك وصحت به الآثار النبوية عن السلف رضي الله عنهم غرضکہ
بحکم اس قاعدہ مسلمہ کے کہ الآيات يفسر بعضها بعضا وهكذا الاحاديث يفسر بعضها بعضا والاحاديث
تفسير الآيات وہذا كما نقل جناب الحافظ عن الامام الحافظ ابن كثير ان احسن طرق التفسير واصحها
ان يفسر القرآن بالقرآن فما اجمل في مكان فانه قد بسط في موضع آخر فان اعياك ذلك فعليك
بالسنة فانها شارحة للقرآن وموضحة له انتهى تبدیل سیئہ حسنہ کا مضمون مجمل جو ایک آیت مین ہے اوسکو
دوسرے آیات کثیرات نیز احادیث مرفوعات نیز آثار سلف نے بخوبی واضح ومفصل بیان کردیا ہے
یعنی وہ معانی وتفاسیر جو تبدیل سیئہ حسنہ کے متعلق سلف سے منقول ومروی ہین پایۂ ثبوت کو پہونچگئی
اور روشن تر از آفتاب ظاہر ہوگئے اور اون سب معانی کا مرجع طرف دو قول کے ہوا جنکو
حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر مین لاے جنکا ذکر بالا ہوچکا ہے پہلا معنے تغیر حالات قبیحہ کا طرف حالات

حالات حسنہ کے جیسے کہ عبادۃ اوثان کی ساتہ عبادۃ رحمن کے اور قتال مسلمین ساتہ قتال مشرکین کے اور
نکاح مشرکات کا ساتہ نکاح مؤمنات کے اور شرک کا ساتہ اخلاص کے اور کفر کا ساتہ اسلام کے بدل گیا اور
یہ تبدیل اگرچہ دنیا مین ہوئی مگر جناب حافظ صاحب کا کچھہ مطلب برآمد نہ ہوا بلکہ اوس کا رد ہوا۔ اور تبدیل
کا معنے بھی تبدیل فی الصفات کا لیا گیا جسکو جناب حافظ صاحب معنی حقیقی بتلاتے ہین یہ معنے سلف سے
خصوصًا ابن عباس سے جو صحابی جلیل القدر و حبر الامہ ہین مروی و منقول ہے اور صحابی کی تفسیر حکما
مرفوع ہوتی ہے علی ما ہو الحق المحقق اور یہ معنے حدیث الاسلام یہدم ما کان قبلہ کے موافق ہے بہرطور
سلف کی تفسیر موجود ہوتے ہوے پچھلون کی تفسیر جو مخالف لتفسیر السلف ہو غیر صحیح و غیر معتبر ہوتی ہے
کما سلف فی المقدمات الاربعۃ دوسرا معنے یہ کہ سیئات صحائف اعمال مین مکتوب رہنگی اور مکتوب علیہ اونکو
حرفًا حرفًا پڑہیگا پہر اوسکے صحیفہ مین جو ہی وہ سیئات حسنات ہو جاوینگی کیفیت اس تبدیل و انقلاب
کی خدا صاحب کے علم کیطرف سپرد ہے اور تاویل ظاہر مناسب جسکی تائید دوسرے حدیثون سے ثابت
ہوتی ہے یہ ہے کہ سیئات کو محو کر کے اونکی جگہہ حسنات لکہی جائینگی۔ اور یہ تبدیل آخرت مین ہوگی اور
یہ معنے تبدیل فی الذات کا ہوا جس کا حقیقی ہونا فیما مر مفصلًا ثابت ہو چکا ہے اس معنے ثانی سے بھی اونکی
حاجت نہ برآئی کیونکہ یہ تبدیل آخرت مین ہوگی اور جناب حافظ صاحب کی صنعت کاری و باریک کرداری
تبدیل سیئہ حسنہ کی جو بہت بڑے عجیب غریب آلات اس صنعت سے کی گئی ہے یعنے عمل بد کے نیک بنانیکا
فن نادر جو خاص آپکو دیا گیا ہے جسکے ذریعہ سے سیئہ سے سو کو دور کر کے وصف حسن کو حسنہ سے
منفک کر کے اوسکے ساتہ لگاتے اور سیئہ کا حسنہ کس ترکیب عجیب سے بناتے ہین دنیوی کارروائی
ہے اور یہ ثانی معنے احادیث و آثار نبویہ سے بلکہ آیات کثیرات سے ثابت ہے کہ خدا صاحب بروز
قیامت مغفرت ذنوب و عفو عن السیئات و تکفیر آن کریگا بہرطور پہلا معنے ہو یا دوسرا اوسکو تغییر
فی صفات اعمال سے کہ عمل بد کی بدی تو دور ہو جاوے اور موصوف بہ بدی باقی رہے اور حسنہ کی وصف
حسن اوس موصوف بہ بدی کے ساتہ ملکر عین سیئہ عین حسنہ ہو جاوے جیسا کہ جناب حافظ صاحب
فرماتے تھے کچھہ ذرہ بہی لگاؤ نہ ہوا۔ یعنی آخر بات نکلی تو یہ کہ جناب حافظ صاحب نے محض اپنے
خیال و وہم و زعم سے ایک معنے گھڑ لیا جسکے سبب سے آپکو بڑے بڑے امتحانات و بلیات کا سامنا ہوا
اور تاویلات رکیکہ و تقریرات واہیہ عاطلہ کو جا بجا کام مین لانا پڑا مگر بقول جون جون دوا کی مرض
بڑھتا گیا آپکا کچھہ کام نہ نکلا بلکہ بگڑتا ہی گیا اور آخر بعونہ تعالے حق ظاہر و غالب آگیا افسوس کہ
جناب حافظ صاحب گروہ اہلحدیث پورب احداث طرز استدلال و نہج تقریر و مقال اور اختراع

مسئلہ تحلیل ما حرمہ اللہ علی لسان رسولہ صلی وسلم اللہ المتعال علیہ وعلی آلہ ما دام الایام واللیال کے خفرہ خطا وزلۃ وغلط خیال مین ایسے گر پڑے ہین کہ ساحل نجات اعتراف بخطاے خود پر پہونچنا دشوار ہو گیا ہے فاللہ خیر حافظا وہو ارحم الراحمین - اب بعونہ تعالے اس کلام کا فذلکہ واضح ولائح ہو گیا اور مقصود اصلی از بحث طویل وعریض ہویدا و پیدا ومنکشف غیر محتجب ہو گیا کہ اعمال عباد کی حقیقت جو دنیا مین ہے اور ہمارے مدارک فہم مین آنیوالی ہے وہ یہی ہے کہ اعراض ہین اور انکے آثار بر دلہاے ابرار واخیار وکفار وفجار واشرار بہ کیفیات عجیبہ غریبہ ظاہر ونمودار ہوتے اور کیا کیا رنگ دکھلاتے ہین اور صحائف واعمال ناموں مین جو شیطان وملائکہ کے پاس رہا کرتے ہین توبہ وحسنات کی برکت سے اونمین دنیا مین اور آخرت مین محو واثبات ہوتا رہتا ہے اور ان اعراض کی آخرت مین کیا حقیقت وکیفیت ہو جاویگی سو موکول ومفوض الی علم اللہ ہے اور ہمارے اذہان ومدارک فہم سے خارج ہے اور جو کچھ کتاب وسنت مین وارد ہوا اور جو کچھ کہ آخرت مین ہونیوالا ہے کل من عند ربنا آمنا بہ صدقنا اب حافظ جی صاحب ہی فرمائین کہ آپکے استدلال علی استحلال المال الحرام بلا مقال کی وجہ اس مضمون مدلل مسلم کے کس لفظ اور اوسکے معنے سے ہے یا آپکا صرف خیال ہی خیال ہے جس کا ابطال بخوبی ہو چکا ہے کیا اعمال کے اعراض ہونے سے ہے یا اونکے آثار دلون پر طاری ہونے سے یا نورانیت و برکات وظلمات بڑہنے سے یا کم ہونے سے یا اونکے ردو بدل ہے یا صحائف ملائکہ اور صحائف شیطان مین محو واثبات فی الدنیا یا فی الآخرۃ سے کسی سے بھی نہین بات تو یہ ہے کہ آپسے خطا رہین صادر ہو چکی ہے پس اگر جناب اپنی خطا وزلۃ سے رجوع فرمالین اور اقرار اپنی غلطی کا کرلین فبہا ونعمت والا کوئی دوسری دلیل مثبت مدعا ومسکت للخصام پیش کرین کیونکہ یہ دلیل تو پارہ پارہ ہباءً منثورا ہو چکی ہے غرضکہ اب ان ادلہ قویہ واضح وروشن تر از آفتاب سے جناب حافظ جی کے معنے مخترع ونہج استدلال مبتدع کا غلط اور بالکل غلط اور باطل وعاطل ہونا بخوبی پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا اور ادنے شعور والے کو بھی معلوم ہو گیا کہ جناب حافظ صاحب نے صرف اپنی خیالی ومحض وہمی معنے پر جو شرعی ثبوت ودلیلی اثر ورائحہ سے خالی اور دور ہے استدلال قائم کیا اور حرام بلا کلام کو حلال بلا شبہ وبلا شک بنا دیا ہے اور سلف صالحین و تابعین اور ائمہ دین کی تفاسیر ومعانی مستندہ وواضحہ سے بالکل پہلوتہی کرنے اور انکی ذرا بھر پیروی نکرنیکا نتیجہ بیکار محض ظاہر ہوا بھلا کوئی اہل علم بھی تقریر مذکور مدلل بالدلیل سے واقف ہو کر اپنے ایسے قول باطل و ساقط معری از شائبہ دلیل کو علم بلکہ دلیل شرعی قرار دیگا ہرگز نہین ہرگز نہین سلف کی تفاسیر کہان اور جناب حافظ صاحب کی تفسیر وتقریر وتحریر کہان بینہما کما بین السماء والارض یعنی جناب حافظ صاحب

نے تمام طرق تفاسیر تفسیر القرآن بالقرآن تفسیر القرآن بالاحادیث المرفوعۃ تفسیر القرآن باقوال الاصحاب الکرام
تفسیر القرآن باقوال التابعین العظام سب کا خلاف کیا اور جمیع انواع تفسیر مذکور پر اپنی محض رائی غلط کو مقدم کیا
کما مر مراراً والی اللہ المشتکی والیہ المصیر والرجعی -

جناب حافظ صاحب کی دلیل ثانی کا جواب باصواب

جناب حافظ صاحب کے ادعا و افتا باستحلال مال حرام بلا کلام پر جو اونکی دلیل ثانی تھی وہ اور وجہ استدلال
بآن شروع رسالہ مین گذر چکا ہے پہر بھی اسکا ملاحظہ کر لین جس کا خلاصہ یہ کہ آپنے اپنی اس دلیل فمن
جاءہ موعظۃ من ربہ فانتھی فلہ ماسلف مین جاءہ کے بعد اور فانتہی کے قبل بلغہ یا بلغتہ فی وقت
من اوقات قبول التوبۃ ای قبل الموت بطور اقتضاء النص مقدر کرتے ہین کما یدل علیہ کلامہ فی اثناء بیان
وجہ الاستدلال یا جاءہ کا معنے بلغہ فی وقت من اوقات قبول التوبۃ ای قبل ان یحضرہ الموت کا کرتے ہین
کما یدل علیہ بعض کلامہ غرضکہ جناب حافظ صاحب جامع مال بوجہ حرام بالتراضی من الجانبین زانیہ بکسب زنا
ہو یا سود خوار ہو یا شراب فروش ہو یا رشوت خوار ہو یا اور کوئی کسب حرام سے بالتراضی من الجانبین مال
اکٹھا کرنے والا ہو ایسے سب لوگون کے ایسے گندے ناپاک حرام مالون کو انکے توبہ کر دینے سے
حلال بلاشک و بلاشبہ فرماتے ہین بلکہ ایسے لوگون مین سے باوجود انکے مسلمان
کھلانے اور مسلمانون کی بستیون اور اونکے محلون مین رہنے کے جس کسی کو مثلاً ایک کسبن مسلمان کو اوسکو
بوڑہے ہونے اور لاکھون روپے کمانے تک کسی مولوی یا واعظ نے بہی اس کسب کی یا حرمت ایسے مال
کی خبر نہین پہونچائی تو اوس کا ایسا مال بغیر توبہ کے حلال ہے یعنے حرام ہوا ہی نہین اور اگر مرنیکے پہلے پہلے
کسی وقت مین مثلاً مرض موت مین قبل حالت نزع موت و جان کندن کے کسی واعظ صاحب نے پہونچادی
اور وہ اپنے کسب سے توبہ کر لی اور باز آگئی تب بھی اوس کا مال از ابتدا تا انتہا حلال طیب ہی رہا حرمت
اوسکو عارض ہوئی ہی نہین ہان بہی اوسکو پہونچی اور باز نہ آئی اور وہی کسب کرتی رہی اور پہر کسی زمانہ مین
جاکر توبہ کی تو نہی پہونچنے کے قبل کے زمانہ کا مال تو حلال رہیگا اور بیچ کے زمانہ یعنی از ابتدا بلوغ نہی تا زمان
توبہ کے اندر کا مال کمایا ہوا البتہ حرام رہیگا مگر توبہ کر دینے سے وہ بھی حلال طیب ہو جاویگا یعنی تین صورتون مین
سے صرف ایک صورت کا مال کمایا ہوا حرام ہو جاویگا اور باقی دو صورت کا مال حلال پاک طیب طاہر بلاشک
رہیگا اسیطرح شراب فروش ورشوت خوار و سود خوار کے مال کا بھی حال ہے کہ ایک صورت مین حرام اور دو صورت
مین حلال رہیگا یہ سب مضمون جناب حافظ صاحب کا ہے گویا اونکی دلیل و وجہ استدلال کا اعادہ ہے یا اسکی

تفصیل و شرح ہے اور انکی اس دلیل کی بھی یہ سب تقریر غلط اور بالکل غلط ہے اور اوہن من بیت العنکبوت
ہونے کی وجہ سے اگرچہ ہر اہل علم ذی فہم کے پاس اغنی من ان یرد علیہ ہے مگر عوام کے اغترار کے خوف سے
اسکا جواب بھی مرقوم ہوتا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب آیت زیر بحث کے متعلق حاشیہ فتح الرحمن میں لکھتے
ہیں یعنی سود یکہ قبل آیۃ تحریم گرفتہ باز گردانیدنش لازم نیست اور من عاد کی نسبت لکھتے ہیں یعنی بعد از تحریم
حضرت شاہ عبد القادر صاحب موضح القرآن میں فرماتے ہیں یعنی منع سے پہلے جو لیا دنیا میں پھروانا نہیں
پہونچتا اور آخرت میں اللہ کا اختیار ہے چاہے بخشے باقی بعد منع کے جو کوئی لیوے وہ دوزخی ہے اور خدا
کے حکم کے سامنے عقل کی دلیل لائے اوسکی یہی سزا ہے جو فرمائی انتہی تفسیر جلالین میں ہے فلہ ما سلف
قبل النہی ای لا یسترد منہ انتہی کمالین میں ہے لانہ اخذ قبل نزول التحریم جامع البیان میں ہے فلہ ما سلف
من المعاملۃ ای لہ ما کان اکل من الربوا زمن الجاہلیۃ تفسیر کبیر للامام الرازی میں ہے قال السدی لہ
ما سلف ای لہ ما اکل من الربا ولیس علیہ رد ما سلف فاما من لم یقبض بعد فلا یجوز لہ اخذہ وانما لہ راس
مالہ فقط کما بینہ بعد ذلک بقولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم انتہی تفسیر ابو السعود میں ہے (فمن جاءہ موعظۃ)
ای فمن بلغہ وعظ وزجر کالنہی عن الربا وقری جاءتہ (من ربہ) متعلق بجاءہ اوبمحذوف وقع صفۃ لموعظۃ
والتعرض لعنوان الربوبیۃ مع الاضافۃ للاشعار بکون مجیئ الموعظۃ للتربیۃ (فانتہی) عطف علی جاءہ ای
فاتعظ بلا تراخ وتبع النہی (فلہ ما سلف) ای ما تقدم اخذہ قبل التحریم ولا یسترد منہ انتہی۔ تفسیر
ابن کثیر میں ہے ای من بلغہ نہی اللہ عن الربا فانتہی حال وصول الشرع الیہ فلہ ما سلف من المعاملۃ لقولہ
عفا اللہ عما سلف وکما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ وکل ربا فی الجاہلیۃ موضوع تحت قدمی
ہاتین واول ربا اضع ربا العباس ولم یامرہم برد الزیادات الماخوذۃ فی حال الجاہلیۃ بل عفا عما سلف
کما قال تعالی فلہ ما سلف وامرہ الی اللہ قال سعید بن جبیر والسدی فلہ ما سلف ما کان اکل من الربا
قبل التحریم وفیہ خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع فقال الا ان کل ربا کان فی الجاہلیۃ موضوع
عنکم کلہ لکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون واول ربا موضوع ربا العباس بن عبد المطلب موضوع
کلہ انتہی تفسیر ابن جریر میں ہے یعنی بالموعظۃ التذکیر والتخویف الذی ذکرہم وخوفہم بہ فی ای القرآن
واوعدہم علی اکل الربا من العقاب یقول جل ثناؤہ فمن جاءہ ذلک فانتہی لعن اکل الربا وارتدع
عن العمل بہ وانزجر عنہ فلہ ما سلف یعنی ما اکل واخذ فمضی قبل مجیئ الموعظۃ والتحریم من ربہ فی
ذلک انتہی وفیہ وذکر ان ہذہ الآیۃ (وذروا ما بقی من الربا) نزلت فی قوم اسلموا ولہم علی قوم
اموال من ربا کانوا اربوہ علیہم فکانوا قد قبضوا بعضہ وبقی بعض فعفا اللہ جل ثناؤہ لہم عما کانوا قد قبضوہ

قبل نزول ہذہ الآیۃ وحرم علیہم اقتصار مابقی منہ الی ان قال قال کانت ثقیف قد صالحت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علی ان مالہم من ربا علی الناس وما کان للناس علیہم من ربا فہو موضوع فلما کان الفتح استعمل عتاب بن اسید
علی مکۃ وکانت بنو عمرو بن عمیر بن عوف یاخذون الربا من المغیرۃ وکانت بنو المغیرۃ یربون لہم فی الجاہلیۃ
فجاء الاسلام ولہم علیہم مال کثیر فاتاہم بنو عمرو یطلبون رباہم فابی بنو المغیرۃ ان یعطوہم فی الاسلام ورفعوا
ذلک الی عتاب بن اسید فکتب عتاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت یا ایہا الذین آمنوا
اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ
ورسولہ الی ولا تظلمون فکتب بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عتاب وقال ان رضوا والا فاذنہم بحرب
انتہی وفیہ (وان تبتم فلکم رؤس اموالکم) یعنی جل ثناؤہ بذلک ان تبتم فترکتم اکل الربا وتبتم
الی اللہ عز وجل فلکم رؤس اموالکم من الدیون التی لکم علی الناس دون الزیادۃ التی احدثتموہا علی ذلک ربا منکم
انتہی قال فی الکشاف فمن جاءہ موعظۃ فمن بلغہ وعظ من اللہ وزجر بالنہی عن الربا فانتہی فتبع
النہی وامتنع فلہ ماسلف فلا یؤاخذ بما مضے منہ لانہ اخذ قبل نزول التحریم انتہی حاصل مطلب اسکا
اور ابطال تقریر باطل جناب حافظ صاحب اور احقاق حق اور ایضاح اوس کا اس طور سے ہے کہ قرآن مجید
فرقان حمید نے موافق اپنی عادۃ کے کہ تبیین حق باوضح تقریر وابین بیان وافصح وابلغ کلام ونظام ہے
اور مطابق حدیث خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین الحدیث کے آیۃ زیر بحث (دلیل ثانی)
کا بیان یون کیا ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی حکمت بالغہ سے اکل ربا کی مذمت اور اکل ربا کے
حق مین وعید شدید بیان فرمائی کما قال الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کما یقوم الذی
یتخبطہ الشیطن من المس یعنی بیاج کہانے والے پاگل آسیب زدہ کیطرح قبرون سے کھڑے ہونگے
اور اس سخت عذاب کا سبب یہ بیان کیا کہ کافرون نے نہی عن اکل الربا پر اعتراض کرنے مین ایک خاص شرارت
کی ہے کہ معاملہ ربا اور معاملہ بیع مین برابری کر کے بتلائی ہے اور فرق بین الربا والبیع کو بالکلیہ اٹھا دیا ہے
بلکہ معاملہ ربا کو اصل اور معاملہ بیع کو اوسکی فرع قرار دی یعنی نص شرعی کا مقابلہ ساتہ رای وقیاس کے کیا
کما قال ذلک بانہم قالوا انما البیع مثل الربوا تفسیر ابو السعود مین ہے ای ذلک العقاب بسبب
انہم نظموا الربا والبیع فی سلک واحد لافضائہما الی الربح فاستحلوہ استحلالہ بل جعلوا الربا اصلا فی الحل وقاسوا
بہ البیع مع وضوح الفرق بینہما انتہی تب حکیم علیم مطلق نے اس آیت واحل اللہ البیع وحرم الربوا
مین اون کا رد کیا تفسیر ابو السعود مین اس آیت کے تحت مین ہے انکار من جہۃ اللہ تعالی وابطال
للقیاس لوقوعہ فی مقابلۃ النص اور باحسن اسلوب واوجز واخصر الفاظ برعایۃ جمیع آداب ومطابقہ

مقتضیات حال کلام عرب پورا پورا اونکو جواب دیا اور بیع و ربا دونون مین اسم اور مسمے اور دلالۃً برحقیقہ
ہردو کے لحاظ و اعتبار سے فرق کرکے بتلایا اور سمجہایا کہ اللہ نے جو علیم حکیم خبیر ہے اور حقائق اشیا اور اونکے
منافع و مضار و مفاسد سے اوس سے بڑہکر کوئی واقف و آگاہ نہین ہے قال واللہ یعلم وانتم لا تعلمون
اور اسکی اعلمیت باشیارہ و احکمیت فی افعالہ و ارأفیت بعبادہ پر یہی بنا شرائع و احکام الٰہیہ کی ہے اور حلال و
حرام بتلانے اور انمین فرق کرنے کا مطلب اور اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ جس چیز مین ضرر و نقصان و زیان روح
کا یا بدن کا یا ہردو کا یا اور کسی طرح کا اور وہ بھی عالم دنیا مین یا عقبی مین یا ہردو مین ہوتا ہے اوس کا نام
حرام رکھا ہے اور اوسپر آگاہ کرتا ہے اور اسکی استعمال و ارتکاب و مباشرت سے روکتا ہے اور چونکہ
اوس کا حکم بہت بڑی قدر و عزت رکھتا ہے اور محض عنایت بغایت و توجہ خاص و لطف تام و کرم عام سے
اوس نے یہ فرق بتلایا اور شرع لطیف کو مقرر فرمایا ہے اور اوسکی حکم عدولی مین اوسکے حکم کی بیقدری و بےعزتی
پائی جاتی ہے لہذا مرتکب معاصی و مناہی و مباشر حرام کے لئے عتاب و عقاب کے طرق بھی مقرر فرمائے ہین
اور جس چیز مین وہ ضرر نہین ہے بلکہ نفع و فائدہ ہے اوسکو حلال کردیا ہے پس خود اللہ نے بیع کو حلال
اور ربا کو حرام کردیا ہے یعنی کسی کے رائے و قیاس سے تحلیل و تحریم کا کام نہین ہوتا ہے کہ اوسکا مقابلہ و
معارضہ ساتھ رائے و قیاس کے کیا جاوے بلکہ یہ تو صرف خالق اشیاء و عالم بحقائق الاشیاء و منافع و مضار
اشیاء کا کام ہے اور اوس کا کوئی کام بھی ہو منفعت و حکمت سے خالی نہین ہوتا ہے اور وجہ حرمت ربا و حلت
بیع پر بھی انکے اسماء سے ایک گونہ اشارہ فرمادیا ہے وہ یہ کہ بیع کا خلاصہ معنے لین دین کے ذریعہ سے
ایک دوسرے کی چیز و مقبوض پر بقانون شرع قابض ہونا اور اپنی حاجت و ضرورت کو جو دوسرے کی چیز
کے ساتھ تعلق رکھتی ہے پورا کرنا ہے یعنی ایسے لین دین سے بپابندی شروط مقررہ شرعیہ ایک دوسرے کو
ایک دوسری کی چیز سے نفع و فائدہ پہونچنا اور ہر ایک کی حاجت چلنا یعنی ایسی ضرورتون و حاجتون
اور فائدون کی وجہ سے بیع یعنی سوداگری و بیوپار و معاملہ مشروطہ بشروط شرعیہ کو خدا صاحب نے حلال
فرمادیا ہے اور ربا جس کا خلاصہ معنے برخلاف معنے بیع مذکورکے ہے یعنے دوسرے کے مال زائد کو بغیر
عوض کسی چیز کے لینا زید نے جو اوسکو مبلغ کثیر کی ضرورت ہے ایک گھوڑا ہزار روپیہ کا
ڈیڑھ ہزار سے بتراضی طرفین و دیگر شروط شرعیہ عمرو کے ہاتھ جو اوسکو اس گھوڑے کی ضرورت تھی بیچڈالا
اور خالد نے ہزار روپیہ بکر کو دیکر ڈیڑھ ہزار روپیہ اوس سے ایکسال کی مدت مین لینا ٹھہرایا تو پہلی صورت
جواز و حلال کی ہوئی خدا صاحب کی حکمت مین لوگون کی حاجت و ضرورت و فائدہ کیوجہ سے درست رکھی
گئی اور پانچسو کا فائدہ ایک بڑی ضروری چیز (گھوڑے) کے عوض مین آیا بخلاف دوسری صورت کے کہ وہ

حرام و ناجائز ہے اور اوسمین جو فائدہ لیا گیا ہے وہ کسی چیز کے عوض مین نہین ہے اور مدت اور مہلت تو
مال نہین ہے کہ اوسکے عوض مین کچھ آسکے اور کسی کا مال بغیر عوض دوسکر کے مال کے صرف وقت و مدت کے
عوض مین لینا بڑی نالائقی و نامردی و خساست و رزالت کا کام ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ اس مدت
مین مال کا لینے والا یعنے مؤکل ربا اس روپیہ سے معاملہ کر کے بہت کچھ کما لیتا ہے پھر اس دینے والیکو
مقرر کر کے دینے مین کیا خرابی ہے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ روپے دیکر مقرر کر کے مقاطعۃً دینا اسکا
نام تو بیاج ہے یعنی حرام و منع ہے اور اگر اتنی مدت مین اوس مال دئے ہوئے سے لینے والا مال کماتا ہے تو
مال دینے والا اوس مال کی آمد مین اور معاملہ مین شریک فی الربح ہو جاوے یعنی ربح مین حصہ مقرر کر لے
جسکا نام مضاربۃ ہے غرضکہ مال دیکر بالمقاطعۃ روپے مقرر کر کے لینا مثلاً ہزار روپیہ دیکر سہماہی یا ششماہی
کے بعد بیس روپے مقرر کر کے لیتے جانا عین الربوا عین الربوا ہے اگرچہ روپے لینے والا کہے اور حیلہ بناوے
کہ مین ان روپیون سے مال الگ منگاتا ہون اور پھر مین اوس مال کو نفع رکھکر دینے پر بیچدیتا ہون
اور مال والے کو نفع مقرر کر کے دیتا رہتا ہون کیونکہ اس کو شرع مین بیع نہین کہتے ہین۔ ایسا معاملہ
بعض سوداگر کیا کرتے ہین لہذا اس مسئلہ کے ضمن مین اسکا ذکر بھی آگیا اور مہلت و وقت کو بھی بالتاویل مال
مقرر کرنا اور اوس کے عوض مین مثلاً پانچسو روپے کو ٹھہرانا خدا صاحب پر اعتراض کرنا اور نص کا مقابلہ کرنا
ہے ساتھ رای و قیاس کے مطلب یہ کہ خدا صاحب نے جہال ضلال کو سمجھا دیا ہے کہ مین نے خود بیع و ربا مین
فرق کر دیا ہے کہ بیع کو جائز اور ربا کو ناجائز کر دیا اور دونو کی حقیقۃ مین مغایرت و مباینت کو کماکانت
مین اسمار ہا بیان کیا اور تغایر اسمی کو تو تم بھی مانتے ہو اور تغایر اسمی دلیل ہوتی ہے تغایر مسمی کی جبتک
کہ دلیل خارجی سے اتحاد مسمی کی باوجود تغایر اسمی کے ثابت نہ ہو پھر چہ جائیکہ تغایر اسمی کے ساتھ
تغایر مسمی اور تباین فی الحقیقۃ کا ثبوت بھی ہو جیسا کہ شارع نے تغایر بینہما ثابت کر کے بتلا دیا اور ربا
این خود اون پرانے سودخوارون سے لیکر ابتک کے سودخوارون تک تمام خوب جانتے اور سمجھتے
ہین کہ معاملہ سود کا تجارت و معاملہ سوداگری سے الگ ہے یعنی مین خود خدا عالم نفع و ضر رو عارف
حقیقۃ اشیا رہو کر ان دونو مین اسوجہ سے فرق کرتا اور ایک (بیع) کو حلال اور دوسکر (ربا) کو حرام
ٹھہراتا ہون اور بعبارۃ النص اس حلت و حرمت کو بیان کرتا ہون تو پھر کون ہے کہ عبارۃ النص خدائی
کا مقابلہ کرے اپنی قیاس سے اور اپنی رائے سے یہی قیاس بمقابلہ نص تو مصداق ہے
اس قول شعبی رحمۃ اللہ تعالی کا جو فرمایا اول من قاس ابلیس یعنی نص شرعی کے مقابلہ و معارضہ مین قیاس
کرنیوالو نکا پیشوا اول رستم کا اور سردار اول نمبر کا ابلیس ہے یعنی ان کفار نا ہنجار کا بیع و ربا مین

فرق نکرنا خدا کا مقابلہ کرنا ہے۔ المرام انکہ جبکہ خدا صاحب نے بعبارۃ النص فرق درمیان بیع و ربا کے بحلت اول و بحرمت ثانی بیان فرما دیا تو اس جگھہ چند شبہے پیدا ہوتے تھے (پہلا) یہ کہ اس بیان حلت بیع و حرمت ربا پر عمل کرنے والے اور نہی سے باز آنے والے اس سے پہلے جو کچھہ سود و بیاج دے لے چکے ہین اوسکو بھی واپس کرنا ضروری ہے یا نہ (دوسرا) تحریم ربا کے قبل جسقدر مبلغ ربا کا مربی کے ذمہ پر نکلتا تھا بعض تو قبل تحریم ربا کے ادا کر چکا تھا اور بعض ادا نہین کیا تھا کہ تحریم ربا کی آیت نازل ہوگئی پس اس بعض باقی کا بعد تحریم ربا کے سود خوار کو وصول کرنا درست ہے یا نہ (تیسرا) یہ کہ نزول تحریم ربا کیوقت جو تائب ہوا یعنی متعظ و منتہی عن اخذ الربا ہوا تو اوسکو راس المال بھی ملیگا یا سود دادہ قبل از تحریم ربا کے عوض مین کل یا بعض راس مال محسوب ہوگا۔ پس اللہ عز و جل نے ہر ایک شبہہ اور توہم ناشی کا ازالہ و رفع کیا اور جواب باصواب دیا۔

شبہہ اولیٰ کا جواب

قال اللہ تعالیٰ فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتھیٰ فلہ ما سلف اہل علم پر مخفی نہین کہ اس جملہ کا ترتب و تعلق جملہ اولیٰ مبینہ حکم بیع و ربا اعنی احل اللہ البیع و حرم الربوا کے ساتہ ہے کما تدل علیہ فا فمن پس جسطرح کہ لہ ما سلف کا ترتب مجیئ وعظ و انتہا پر ہے اسیطرح اس ساری جملہ کا ترتب حکم حلۃ بیع و حرمتہ پر ہے یعنی سیاق کلام واسطے بیان حکم ماکول و ماخوذ قبل از تحریم کے ہے تو اس جملہ لہ ما سلف کا حکم بھی بعبارۃ النص ثابت ہوا حسامی مین ہے اما الاول (عبارۃ النص) فما سیق الکلام وارید بہ قصدا کما فی قولہ تعالیٰ للفقراء المہاجرین الذین الآیہ سیق الکلام لبیان ایجاب سہم من الغنیمۃ لہم انتہی۔ اب اسکی تفسیر باحسن طرق التفسیر و اصحہا وہو تفسیر القرآن بالقرآن کیجاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء الا ما قد سلف وقال وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف یہ دونون آیتین نظیر ہین آیت زیر بحث کی اعنی فمن جاءہ موعظۃ الآیہ کی ان دونون مین بھی رسم جاہلیت سے منع کیا گیا اور ما قد سلف سے ما تقدم تحریم نکاح ما نکح الآباء و الجمع بین الاختین بالاتفاق مراد لیا گیا ہے پس بحکم تفسیر القرآن بالقرآن جو احسن طرق التفاسیر ہے یہی معنے آیت زیر بحث کے ما قد سلف کا متعین ہوا یعنی حکم تحریم ربا سے پہلے جو کچھ مال ربا اکل ربا لیچکا ہے وہ اوسکا ہوچکا ہے معاف ہے عفا اللہ عما سلف اور تحریم ربا کے بعد جو کچھ لیا ہے وہ معاف نہین اب اس جملہ قرآنیہ کی تفسیر ساتہ سنت صحیحہ کے جو شارحہ و موضحہ قرآن ہے اور یہ تفسیر تفسیر کے دوسرے مرتبہ مین ہے

کھجاتی ہے سو واضح ہوکہ بالاتفسیر ابن کثیر سے مرفوع حدیث منقول ہوی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے
دن فرمایا کہ تمام بیاج جاہلیۃ کی میری ان دو قدمون کے نیچے رکھی گئی یعنی مٹائی گئی اور موقوف کی گئی ہے اور
سب سے پہلے حضرت عباس کی بیاج موقوف کرتا ہون صحابی کھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون
مالون کو جو ربا کیطور پر جاہلیۃ مین لئے گئے تھے واپس نہین کروایا بلکہ چھوڑ دیا اور معاف کر دیا جیساکہ خدا صاحب نے
اونکے چھوڑنے اور معاف کرنیکا ارشاد فرمایا ہے اور سُنیئے کہ صحیح مسلم کی حدیث طویل متضمن خطبۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در مقام عرفات مین ہے الا کل شیئ من امر الجاهلیة تحت قدمی موضوع ودماء الجاهلیة موضوعة
الی ان قال وربا الجاهلیة موضوعة واول ربًا اضع ربانا ربا عباس بن عبد المطلب فانه موضوع
کله الحدیث شرح امام نووی مین ہے معناه الزائد علی راس المال کما قال اللہ تعالی وان تبتم فلکم رؤس اموالکم
والمراد بالوضع الرد والابطال انتہی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع مین ربا کا جو جاہلیۃ مین جاری تھی
رد و ابطال فرمایا اور سب سے پہلے حضرت عباس کا بہت سا مال ربا جو لوگون کے ذمہ پر تھا سب کو ضائع و باطل کر دیا اور
راس المال کے سوا انکو اور دوسرونکو کچھہ ندلایا یعنی تحریم ربا کا حکم سُناکر جو کچھہ مال ربا کسی کے ذمہ پر باقی تھا اوسکو باطل
فرما دیا اور جو کچھہ پہلے لیچکے تھے اوسکو واپس نکروایا بحکم قول حق سبحانہ وتعالی کے جو فله ما سلف ہے جس سے صاف
صراحۃ بلا شک و بلا شبہہ حدیث مرفوع سے مطلب فله ما سلف کا معلوم ہوگیا کہ تحریم ربا سے پہلے وصول کیا ہوا تو
معاف اور پہلے کا جو باقی بر ذمہ ہے اوسکا لینا اور وصول کرنا باطل و حرام و ناجائز ہے پس جبکہ تحریم ربا کی قبل جو مال ربا
مقبوض ہے صرف وہی معاف ہے اور جو باقی بر ذمہ ہے باوجود واجب الادا برسم جاہلیت ہونیکے بھی منہی الاخذ و حرام
الطلب ہے تو تحریم ربا و نہی عنہ کے بعد جس سے ابطال رسم جاہلیت بھی ہوچکا اور اعتبار تقرر جاہلیت کا بھی اُٹھایا گیا تو اسکے
بعد اگر کوئی آکل ربا معاملہ ربا کا کریگا تو مال ربا مقبوض بھی بعد تائبیت اوسکے اوسکے حق مین حلال و جائز و معاف نہ ہوگا
اور برابر اوسکو واپس کرنا ہوگا اور دفع مال ربا مقبوض الی موکل الربا داخل فی التوبة وتتمه وتکمله آن ہوگا معہذا اوسپر
آیہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون دال ہے وجہ یہ کہ تحریم کے بعد اخذ ربا
ظلم ہے اور اس مال کے سوا اوس کا کچھہ حق نہین ہے۔ اور رد مظالم تو ضروری ہے باین واضح ہوکہ اگر کوئی
معاملہ ربویہ خطاءً جہالت سے بہی کر دیگا عمدًا تو کجا تو اوسکو فسخ کراکر ہر ایک کا مال واپس کر دیا جاویگا
چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث مین ابو سعید خدری رض سے مروی ہے یقول جاء بلال بتمر برنی فقال له
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من این ہذا فقال تمر کان عندنا ردی فبعت منه بصاعین بصاع
لمطعم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک اوه عین الربا لا تفعل ولکن اذا اردت ان تشتری التمر فبعه
ببیع آخر ثم اشتر به۔ اسی مین اسکے بعد دوسرے طریق سے ہے عن ابی سعید الخدری رض قال اتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمر فقال ما ہذا التمر من تمرنا فقال الرجل یارسول اللہ بعنا تمرنا صاعین بصاع من ہذا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الربا فردوہ ثم بیعوا تمرنا واشتروا لنا من ھذا۔ اس حدیث کے تحت مین شرح امام نووی مین مرقوم ہے۔ ہذا دلیل علی ان المقبوض ببیع فاسد یجب ردہ علی بائعہ واذا ردہ استرد الثمن فان قیل فلم یذکر فی الحدیث السابق انہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بردہ فالجواب ان الظاہر انہا قضیۃ واحدۃ وامر فیہا بردہ فبعض الرواۃ حفظ ذلک وبعضہم لم یحفظہ فقبلنا زیادۃ الثقۃ ولو ثبت انہما قضیتان لحملنا الاولی علی انہ ایضا امر بہ وان لم یبلغنا ذلک ولو ثبت انہ لم یامر بہ مع انہما قضیتان لحملناہا علی انہ جہل بائعہ ولا یمکن معرفتہ فصار مالا ضائعا لمن علیہ دین بقیمتہ وہو الثمن الذی قبضہ عوضا فحصل انہ لا اشکال فی الحدیث۔ وللہ الحمد۔ اس حدیث کی نسبت فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے واما سکوت من سکت من الرواۃ عن فسخ البیع المذکور فلا یدل علی عدم الوقوع اما ذہولا واما اکتفاء بان ذلک معلوم وقد ورد الفسخ من طریق اخری کانہ یشیر الی ما اخرجہ مسلم من طریق ابی نضرۃ عن ابی سعید نحو ہذہ القصۃ فیہ فقال ہذا الربا فردوہ قال ویحتمل تعدد القصۃ وان القصۃ التی لم یقع فیہا الرد کانت قبل تحریم الفضل واللہ اعلم وفی الحدیث قیام عذر من لا یعلم التحریم حتی یعلمہ۔ پس جبکہ معاملہ بیع مین تفاضل کے وجہ سے فساد واقع ہونے سے یعنی بیع فاسد[۱] مین مقبوض کا بائع پر رد کرنا واجب ہے تو خاص معاملہ ربا مین جسکی صورت بیع مروج کی (جو مبیع و ثمن کا لین دین ہوتا ہے) صورت پر بہی نہین ہے۔ مثلاً ہزار روپیہ دیکر فیصدی ایکروپیہ یا آٹھ آنہ لینا مقرر کیا ہے مال مقبوض یعنے ربا جو قبض کر چکا ہے واپس کرنا عند التوبۃ بطریق اولی ضروری و واجب ہوگا قد انعقد علیہ اجماع الامۃ وکیف لا وقد ثبت رد المال المقبوض ای الربا فی الحدیث المذکور من نبی الامۃ علیہ صلوات اللہ وسلامہ بکرۃ وعشیۃ اب فلہ ما سلف کی تفسیر سلف سے کیجاتی ہے سو بالا بحوالہ تفسیر ابن کثیر گذرا ہے کہ قال سعید بن جبیر والسدی فلہ سلف ما کان اکل من الربا قبل التحریم اور یہی تفسیر بالاتفاق تمام تفاسیر اہل سنت وجماعت مین موجود ہے۔ وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی۔

شبہہ ثانیہ کا جواب

قال اللہ تعالی۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین تفسیر جامع البیان مین ہے۔ اترکوا ما لکم علی الناس من الزیادۃ علی رأس المال بعد الانذار ان کنتم مومنین بشرع اللہ کان بین ثقیف وبین بنی مخزوم ربوا فی الجاہلیۃ فلما جاء الاسلام طلبت ثقیف فتشاجروا فنزلت

[۱] اگرچہ یہ بھی ربا ہے مگر صورۃ تو بیع ہے لہذا اسکی تعبیر ساتہ بیع فاسد کے کیگئی ہے ۱۲ منہ

وفی تفسیر ابن کثیر فقالوا نتوب الی اللہ ونذر ما بقی من الربوا فترکوہ کلہم انتہی فان لم تفعلوا ولم تذروا

ما بقی من الربوا فاذنوا فاعلموا بحرب من اللہ ورسولہ یقال یوم القیامۃ لاکل الربوا خذ سلاحک للحرب

ولا بد للامام ان یستتیبہم فان تابوا والا وضع فیہم الحرب والسلاح انتہی بالا تفسیر ابن جریر سے منقول ہوا کہ یہ

آیت ایک نومسلم قوم کے مقدمہ مین نازل ہوی ہے انکے اموال ربا ایک قوم کے زمہ پر تھے کچھ تو وصول کر چکے تھے

اور کچھ باقی بر زمہ تھے پس اللہ عزوجل نے مقبوض قبل نزول ہذہ الآیہ کو تو معاف فرمادیا اور باقی کے تقاضا کو حرام

کردیا نیز تفسیر ابن جریر سے منقولاً گذرا ہے کہ قبیلہ ثقیف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسباب پر صلح کی

تھی کہ جسقدر ہماری بیاج لوگون پر ہے یا اونکی ہمارے پر ہے سب یک لخت موقوف ہوجاوے پس جبکہ فتح مکہ کے بعد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب بن اسید رضا کو مکہ مین تحصیلدار مقرر کیا تو بنو عمرو اور بنو مغیرہ کا بیاج کے بارے

مین جھگڑا ہو کر عتاب کے پاس اسکا مرافعہ ہوا تو اوسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو یہ آیت نازل

ہوی پس آپ نے عتاب کو یہ آیت لکھ بھیجی اور فرمایا کہ اگر بنو عمرو اس آیت کے موافق بیاج چھوڑ ڈالین تو بہتر

ورنہ اونکو جنگ کا پیغام اور الٹیمیٹم بھیجا جاوے غرضکہ قبل تحریم ربا کے جو مال ربا مقبوض ہوچکا ہے صرف وہی

معاف ہے اور فلہ ما سلف سے وہی مال ربا جاہلیۃ کے زمانہ کا وہ بھی مقبوض مراد ہے اور وہی معاف ہے

اور یہ بات مرفوع حدیث مذکور سے جسپر اجماع امت اولین وآخرین وتمام مفسرین ہوچکا ہے ثابت ہے یعنے قبل نزول

تحریم ربا کے مال ربا جاہلیۃ کا غیر مقبوض اور بعد تحریم ربا کے مال ربا کا مقبوض وغیر مقبوض واجب الرد ہے جیسا کہ بیع فاسد مین مال

مقبوض بھی واجب الرد ہے وہذا ہو المراد والحمد للہ علی ذلک۔

شبہہ ثالثہ کا جواب

قال اللہ تعالیٰ۔ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لاتظلمون ولا تظلمون بالا تفسیر ابن جریر سے

منقولاً اسکی تفسیر گذر چکی ہے۔ وہو ہذا یعنی جل ثناؤہ بذلک ان تبتم فترکتم اکل الربا وانبتم الی اللہ عزوجل

فلکم رؤس اموالکم من الدیون التی لکم علی الناس دون الزیادۃ التی احدثتموہا علی ذلک

ربا منکم انتہی۔ وفی تفسیر ابن کثیر رح لاتظلمون ای باخذ الزیادۃ ولاتظلمون ای بوضع رؤس الاموال ایضاً بل

لکم ما بذلتم من غیر زیادۃ علیہ ولا نقص انتہی۔ اگرچہ وان تبتم کے مخاطبین اولین وہی لوگ ہین جو وذروا ما بقی

من الربوا کے مخاطبین تھے لیکن زمان نزول تحریم ربا کے مخاطبین سے لیکر قیامت تک کے مؤمنین مراد ہین تو

اس آیت کا مفاد یہ ہوا کہ جو ایماندار اخذ ربا سے توبہ کرے اوسکو سوائے اوس مال کے اور کسی چیز مین مال ربا مین سے

مقبوض ہو یا غیر مقبوض کسی طرح کا حق نہین ہے یعنی ظاہر اس کا اسکو مقتضی ہے کہ نزول تحریم ربا کے پہلے جو ربا مقبوض

ہو چکی ہے وہ بہی واپس کرنی چاہئے کیونکہ اسمین اوسکا کچہ بہی حق نہین ہے اور راس مال کے ماسوا ہے اور اس کا اخذ ظلم منفی مین جسکا معنے اخذ زیادۃ علی راس المال ہے داخل ہے بیشک اس آیت کا اطلاق تو اسکو مقتضی تہا مگر چونکہ اس سے پہلے کی روایۃ فلہ ماسلف اور وذروا ما بقی من الربوا سے یہہ بات بالاولٰی بوجہ اتم و باحسن بل بجمیع طرق تفسیر بایہ ثبوت کو پہونچ چکی اور اظہر من الشمس ظاہر ہو چکی ہے کہ نزول تحریم ربا کے قبل جس قدر ربا مقبوض ہو چکی تہی وہ معاف ہے اوسکا واپس کرانا ضروری نہین اور جو ما بقی من الربا تہا اوسکا طلب و اخذ و وصول کرنا ناجائز و حرام ہے یعنے انتہاء عن ارتکاب النہی حین نزولہ کالاسلام ہادم ماکان قبلہ من ارتکاب ذلک النہی ہو جاتا ہے کما مر من معنے فلہ ماسلف وکما قال اللہ جل وعلا فی حق الکفار ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف وغیرہا من الآیات الکثیرات التی سمعناہا معنے الاسلام یہدم ماکان قبلہ پس اون روایت کے مفاد اور مقصود کو اس آیت مطلقہ کے ساتھ ملایا گیا یعنی مطلق کو مقید پر حمل کیا گیا اور اس آیت کا مطلب یہ ٹہیرا کہ زمان نزول تحریم ربا کے قبل ربا مقبوض اور اسلام لانیکے قبل ربا ماخوذ و مقبوض ہر دو معاف ہین اور زمان نزول تحریم ربا کے بعد اسلام مین ہو کر آکل ربا و سود خوار اکل ربا و سود خواری سے توبہ کرے تو ربا مقبوض قبل از توبہ و بعد از اسلام اوسکے حق مین معاف و جائز و حلال نہ ہوگی۔ وہو المراد و المطلوب الذی کنا بصدد اثباتہ و الحمد للہ حق حمدہ و صلاتہ و سلامہ علی اسعد خلقہ کلہ و افضلہ و اکملہ و اجلہ و علی صحبہ و آلہ۔ اب اہل علم کے خدمت مین عرض ہے کہ ذرا تکلیف گوارا فرما کر جناب حافظ صاحب کی دوسری دلیل کی تقریر کو جو صدر رسالہ مین بعینہ حرفاً حرفاً مذکور ہو چکی ہے۔ بعد ملاحظہ ثانیہ اوسکے اس جواب باصواب مستند بسند کتاب و سنت پر عرض کرکے حق فرق بین المحق و الباطل ادا کرین۔ بعونہ تعالیٰ اب تو ہر ذی علم و ذی فہم متبع کتاب و سنت و سالک مسلک سلف امت و ناہیج منہج اہل سنت و نافر و فار از روش و چال اہل بدعت و ضلالت پر روشن تر از آفتاب ہو گیا ہے کہ جناب حافظ صاحب نے دلیل ثانی کی طرز تقریر و نہج استدلال مین بہی ائمہ دین فقہاء و محدثین و مفسرین کا سراسر خلاف کیا اور صرف اپنی خیال و رای اور اپنے ذاتی اجتہاد و فہم و استعداد پر اعتماد کرکے تفسیر بالرای سے تحلیل حرام و فتار بے دلیل کے اجرام پر بہت کچہ جرأت و جسارت کردی ہے جو اہل سنت و صاحب خشیۃ کا کام نہین ہے فانا للہ و انا الیہ راجعون۔ غرضکہ جناب حافظ صاحب کی دلیل ثانی کی تقریر بہی غلط اور سراسر غلط ہے اوسکو بہی دلیل شرعی کی بو بہی نہین لگی ہے بلکہ آزادمنشی و علیحدگی از راہ سلف امت پوری پوری ظاہر کرکے بتلا دی ہے۔ اب اس اجمال کی تہوڑی تفصیل بہی کر دیتا ہون جناب حافظ صاحب نے فلہ ماسلف کی تفسیر بالقرآن و بالحدیث المرفوع و بآثار سلف سے جسپر تمام مفسرین کا اتفاق و اجماع ہے کما مر تفصیلاً عمداً انحراف کیا ہے۔ بہر باین جمیع مفسرین کی تفسیر اتفاقی کے فاہم کو قاصر و غلط فہم فرمایا جس سے در پردہ مفسرین کو غلط فہم مخطی فی ہذا

التفسیر کہنا مقصود ہے کیونکہ درحالت توبہ حرمت ماسلف بعد تحریم ربا پر مفسرین کا اجماع ہے اور اونکی تصریحات
اسپر موجود ہین اور یہی مطلب صاف کہلا ہوا ہین قاصرین ہی سمجہتے ہین پہر در پردہ غلط فہم وغیرہ مفسرین ہی
ٹہیرے پہر با این اپنی تفسیر بالرای و غلط محض کو صواب و صحیح موافق لقول اللہ اور تفسیر سلف کو جو تفسیر بالقرآن
و بالحدیث المرفوع ہے خطا و قول بخلاف ما قال اللہ لکہدیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین فالقول بحرمۃ ماسلف
فی ہذہ الصورۃ (وہی التوبۃ من اکل الربا بجمیع الربا بعد نزول تحریم الربا) قول بخلاف ما قال اللہ تعالیٰ الی ان
قال فالاقتصار منہم (من المفسرین) اقتصار مخل بفہم المعنے الصحیح (وہو تحلیل الحرام) للآیۃ الکریمۃ (فلہ ماسلف)
فی اذہان بعض القاصرین انتہی غرضکہ جناب حافظ صاحب کے صنیع تمسک و طرز استدلال و احداث فی الدین اختراع
و ابتداع مسئلہ تحلیل حرام بر خلاف روش سلف کرام دال ہے اس بات پر کہ آپ اہلحدیث کی چال (اتباع سلف) کے
برخلاف چلتے ہین اور اپنی خود رائی سے بے مبالاۃ فتوی دیتے اور طبعزاد خیال اور قیاس کو تفسیر سلف پر مقدم
جانتے ہین خدا صاحب خوب جانتا ہے کہ آپ کا مذہب کیا ہے اور اتباع سلف کے چہوڑنے اور اعجاب برایہ کے اختیار
کرنے پر آپ کو کونسا باعث ہے واللہ اعلم اب سنئے کہ آپ کا مذہب مسئلہ زیر بحث مین یہ ہے کہ خرچی زنا کی اور مال بہاج
کا اور روپیہ شراب فروشی کا اور مال رشوت کا اور بیوع فاسدہ وغیرہا تمام معاملات ناجائز و اکساب باطلہ خبیثہ و مشتبہا
حرام کے جن مین اموال بتراضی طرفین معاملہ ہوتا ہے وہ سب غرغرہ نزع موت و جان کندن کے پہلے پہلے کسیوقت
مین توبہ کر دینے سے حلال ہوجاتے ہین بلکہ جبتک کوئی واعظ کسبن وغیرہا کو نہی کسب حرام کی نہ پہونچا یا تو اونکے
اموال مکتسبہ از وجہ باطل و کسب حرام ناجائز و حرام ہوتے ہی نہین ہان جب نہی کی خبر اونکو پہونچائی اور وہ باز نہ آئی
تو تب حرام ہوتے ہین پہر جب حرام ہوگئے تو جہٹ پٹ اوسیوقت یا بعد ازان کسیوقت توبہ ازگناہ کر ڈالے تو اسکے ساتہ
مال حرام بہی حلال ہوجاتا ہے اور اگر پہر وہ گناہ کر کے مال کمایا تو پہر توبہ کرنے سے وہ بہی حلال ہوگیا یعنے نیا گناہ
کر کے مال کمایا ہے تو توبہ بہی نئی اوسکے ساتہ ہوتی جاتی ہے اور مال حرام نیا کمایا ہوا بہی ساتہ ساتہ حلال ہوتا جاتا ہے
یعنے تمام لچے بدمعاش اور کنچنیان اور رشوت خوار و سود خوار و شراب فروش جب تہا اوٹہا کر توبہ توبہ استغفر اللہ
استغفر اللہ کہدین اور کلون پر ہاتہ مار کر بچون کی سی توبہ کر دین تو بس مال حرام کمایا ہوا حلال ہوجاتا ہے یہ فتوی
جناب حافظ صاحب کا ایسا ہتہکنڈا اور ترت کا حیلہ دینا ہے کہ بدمعاشون فاسقون بدکارون حرام مال کمانے والونکو
ملا ہے کہ انکا ایسا مال حرام تہوڑے دیر مین کمانے کے بعد حلال ہو جاتا ہے گویا ایک اکسیر ہے یا دہوبی کی بہٹی ہے یا حلال
بنانیکے لئے ایک انجن ہے یا کل ہے کہ اودہر سے کمایا ادر ادہر ہاتہ اٹہایا اور کسی کے طعن و طنز و اعتراض کیوقت مین۔

ملہ یعنے جو توبہ کہ عاسدہ و ماحیہ ذنوب ہے وہ توبہ صادقہ مستقبلہ ہے اور حسب زعم جناب حافظ صاحب ایسی ہی توبہ کی برکت کہ سیئہ بعینہا حسنہ ہوجانا چاہئے
بس ایسی جہوٹی توبہ و حیلہ سے کیونکر گناہ معاف ہوگا یا سیئہ حسنہ ہوگا اور کیونکر اوس کا مقبول ہونا معلوم ہوا تا کہ اوسپر ترتب حلت مال حرام کا
ہووے غرضکہ یہ سب آخرت کا معاملہ ہے جسکی حقیقت و کیفیت ہمین معلوم نہین مگر جناب حافظ صاحب صرف زبردستی کر کے توبہ اور اوسکی قبولیت کو متعین جانکر اوسپر بنا حلت مال حرام کی کرتے ہین

اتنا لکھدیا کہ مال تو بیشک حرام تھا مگر مین نے توبہ کردی تھی اور وہ حلال ہوگیا اب پہر شامت نفس و حرص مال سے دوسرا
گناہ کرکے مال حرام کمایا ہے اور اب اس سے بہی تمہارے سامنے توبہ کرتا ہون کہ پہر ایسا برا کام نکرونگا جس سے یہ مال
حرام بہی حلال ہوگیا یعنے کسی کو لب کشائی و بیان برائی کی گنجائش نہ رہیگی یہ بیان ہے جناب حافظ صاحب کے مذہب
وفتوی اور اسکے لوازم کا اگر جناب حافظ صاحب فرمائین کہ ہمنے تو امام نووی سے بارہا نقل کردیا ہے کہ توبہ کے تین ارکان ہین اقلاع
عزم علی عدم العود ندامت علی الفعل پس جب توبہ بار کا نہا ہوگی تو کیون ایسے اعتراضات و لوازمات اوسکے وارد
ہونگے سو یہ عرض ہے کہ ایسی توبہ سچی تو آخرت مین کام آیگی دنیا سازون دغا بازون بہانہ جو لوگون کے لئے امام نووی
کا یہ قول (فان تاب من ذنب ثم عاد الیہ لم تبطل توبتہ) بہانہ کے لئے بس نہین ہے؟ اور ہر دن ستر بار گناہ بہی کر
توبہ کرے تو مقبول ہے بات بنانیکے واسطے کافی نہین ہے؟ ہر ایک کنجنی اور ہر ایک سود خوار کہ سکتا ہے کہ مین ہر دن
مین ستر ستر بار سے زیادہ توبہ کردیا کرتا ہون اور جب توبہ کرتا ہون تو مال حرام کمایا ہوا حلال ہوجاتا ہے یعنے جسطرح
کہ ہر توبہ سے ہر گناہ کے معاف ہونیکا قاعدہ ہے ویسا ہی میرے مال حرام کے حلال ہوجانیکا بہی قاعدہ ہے ہر کنجنی
اور ہر سود خوار ویسی تقریر کرکے اپنا مال حرام حلال بنوالیگا جس سے امتیاز بین الحرام والحلال بہت مشکل ہوجاویگا.
اور بہت سی خرابی فساد انتظام دین دنیا مین شروع ہوگی اور انتظام عالم مین من حیث الحلال والحرام بہت کچہ
خلل واقع ہوگا اور اسکی وجہ کیا ہوگی؟ فتوی جناب حافظ صاحب کا۔ علاوہ امام نووی وغیرہ ائمہ دین کے اقوال
سے بلکہ مرفوع حدیث کے ذکر سے بلکہ تفسیر آیت بالقرآن کے بیان سے بہی جناب حافظ صاحب کو کیا فائدہ اور انسے احتجاج
کیسا کیونکہ جناب حافظ صاحب اپنے دعوی غلط و فتوی فاسدہ کی اصلاح کیواسطے تو اپنے خیال سے یہ سب کچہ نقل ادہر
اودہر سے کرلیتے ہین اور دلیل سے اوسکو ثابت کرکے بہی نہین بتلاتے ہین اور اگر دوسرا جو انکا خصم ہے ایسا کام
(احتجاج بطریق مذکور) بنقل اقوال ائمہ کرے تو آپ اوسکو نہین مانتے اور اوسپر ایراد دلیل کا مطالبہ کرتے ہین
جنانچہ بالا بہت کچہ اسکے متعلق گذر چکا پس اگر انکو تحقیق حق منظور ہو اور سلف کی چال پر چلنا مقصود ہو تو ایسا
کیون کرین تصدیقا لہذا معادًا دمکررًا عرض ہے کہ جناب حافظ صاحب نے خلاف ماسلف کی تفسیر بالقرآن و بالحدیث
المرفوع و بآثار السلف کا ہو فی تفاسیر المفسرین من اہل السنۃ سے کما مر مرارا اعراض و انحراف کرکے اپنی خالی خیال کر
تفسیر بالرای کو اوسپر مقدم کیا اور نزول تحریم ربا وغیرہ منہی عنہ کے ماتقدم کے معفو عنہ اور ماتاخر کے ماخوذ ہونیکی حدیث
مسلم فیما بین السلف والخلف در آوردہ در تفاسیر اہل سنت مین تفرقہ و خلل ڈالا اور اس کا اعتبار نکیا جس سے انکا ہی علیہا
جا تا رہا امید کہ اپنی اس طرز استدلال پر رہین اور اپنے اغلاط سے رجوع نفرمائین اگر آپ سچے اہل حدیث ہوتے تو ائمہ
اہل حدیث کا ہرگز خلاف نکرتے اور اپنی رای مجرد غلط پر اعتماد نکرتے اور ایسا غلط فتوی تحلیل حرام کا ندیتے ای اہل علم
ناظرین اب ذرا توجہ سے سنیئے کہ جناب حافظ صاحب فمن جاءہ موعظۃ من ربہ کی تفسیر بیان فرماتے ہین جس

عورت کے بارے مین سوال ہے اوس عورت نے جس فعل بد (زنا) سے مال کمایا تہا اوس فعل بد سے نہی جو اوسکے رب کیطرف سے آچکی ہے اوسکے پاس پہونچی اور وہ باز آگئی تو اس امر مین کہ مال مذکور بحکم آیۃ کریمہ اوسکا اور حلال ہوگیا کونسا شبہہ باقی رہگیا انتہیٰ بالفاظہ قولہ "آچکی ہے" جاءہ کا معنے ہوا اور قولہ "اوسکے پاس پہونچی" آپکا مقتضی النص ہے

اور مقتضی النص کی تعریف اصول مین یہ لکہی ہے واما مقتضی النص فزیادۃ علی النص ثبت شرطاً لصحۃ المنصوص علیہ لما لم یستغن عنہ فوجب تقدیمہ لتصحیح المنصوص فقد اقتضاہ النص اور اسکی مثال اعتق عبدک عنی بالف کے ساتھ دیگئی ہے فانہ یقتضی معنے البیع کانہ قال بع عبدک عنی وکن وکیلی بالاعتاق۔ پس اب جناب حافظ صاحب اس تعریف مقتضی النص اور اسکی مثال کے مطابق آیت زیر بحث مین اپنا مقتضی نکالا ہوا ثابت کرکے بتلادین اور اپنے مذہب جدید و مسئلہ ناشنید کی یہ دلیل (خیالی) صحت کو پہونچادین والی لہم ذلک و دونہ خرط القتاد فعلیہم ان یرجعوا من خطاءہم ویسد واباب الفساد مقتضی النص تو اوسکو کہتے ہین کہ اوسکی تقدیر کے سوا معنے نص کا صحیح نہ ہوسکے اسکی تصحیح کیواسطے ہی تو تقدیر اسکی شرط صحت معنے نص کی ٹہیرائی گئی ہے پس اب جناب حافظ صاحب فرمائین کہ آپکی تقدیر پر کیا دلیل اور اسکی کیا ضرورت اور اوسکی تقدیر کے سوا کیونکر معنے نص زیر بحث کا صحیح نہین ہوسکتا ذرا اسکی وجہ وجیہ ثابت از دلیل شرعی تو بیان فرماتے آپ کے مذہب جدید و معنے مخترع و مسئلہ مبتدعہ کی دوسری دلیل کی بناء اور دار و مدار فقط اسی تقدیر پر ہے پس اب اور یہ خیال آپکا بالکل غلط اور سراسر غلط و فاسد اور بناء الفاسد علی الفاسد کے سوا اور کوئی صحیح معنے و مآل و نتیجہ درست آپکی دلیل کا نہین ہے آپکا مقتضی النص اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے تو فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتہی فلہ ماسلف کی عبارۃ النص کے ساتھ جسکو مین بالا ثابت کرکے آیا ہون آپکے مقتضی النص کا مقابلہ و معارضہ پڑتا ہے کیونکہ اسکی عبارۃ النص سے مع اوسکے مابعد کے نزول تحریم ربا کے ماقبل کے ربا مقبوض کے سوا کوئی ربا آکل ربا کے لئے حلال اور معاف نہین ہے اور آپ اپنے مقتضے پر بناء کرکے زمان نزول تحریم ربا کے مابعد کی ربا کے معاف بعد توبہ ہونیکی جگہ زمان بلوغ تحریم ربا الی کل واحد واحد من المکلفین فی زمان من ازمنۃ الاسلام وفی مکان من امکنۃ الانام الی یوم القیام کے ماتقدم کی ربا بعد توبہ کے معاف ہونیکے قائل ہین اور تین صور بنا کر صرف ایک صورت کی ربا کو حرام بتلاتے کما سبق اور سارے مفسرین کو غلط فہم و قاصر کما مر تفصیلہ ٹہیراتے ہین پس عبارۃ النص کو آپکے مقتضی النص پر ترجیح ہوگئی اور آپکا مفہوم ساقط الاعتبار ٹہیرا علاوہ آپکے اس خیال مذکور کی فرض تسلیم سے تمام امت کا اجتماع علی الضلالہ لازم آتا ہے واللازم باطل فالملزوم مثلہ علاوہ آپکے اس خیال کی فرض تسلیم پر لازم آتا ہے کہ جتنے اوامر و نواہی شرعیہ ہین انکی تبلیغ جس جس شخص کو نہین ہوئی اور کوئی واعظ اوسکو انکے ساتھ موعظۃ نہین کیا جیسے کہ کفار من الیہود والنصاریٰ والمجوس والہنود وغیرہم بلکہ اکثر مسلمانون مین ہی شہرون اور قریون مین اور جنگلون مین بہتیرے ایسے ہین کہ عمر بہر اونہون نے احکام الٰہیہ بلکہ توحید کا بیان اور وعظ نہین سنا بلکہ آواز توحید کی بہی اونکے کانون مین

نہین پہونچی ہے اور ویسے ہی مرگئے ہین اور نیز جہال مسلمین جو بعض احکام شرعیہ مثلاً نماز ہی گاہی ماہی پڑھ لیتے ہین بہت سی
مناہی و معاصی واوامر الٰہیہ سے بالکل ناواقف ہین بلکہ اچھے اچھے نمازیون مین بھی بعض بعض ایسے ہوتے ہین عمر بھر کسی منع کا اور
تنبیہ کرنیکے احکام اونہون نے سنے ہی نہین اور ویسے ہی مرگئے اور ترک اوامر وارتکاب نواہی کل یا بعض غیر مسموعہ وغیر مبلغہ
پر مداومت کرتے رہے نیز بہت سی کسبینین اور سودخوار نام کے مسلمان ایسے ہین کہ انہون نے بالغ ہونے سے مرنے تک اسلام
کے احکام نہین سنے اور نہ کسی مولوی و واعظ نے اونکو وعظ سنایا اور نہ حساب کتاب اور عذاب و ثواب سے خبردار کیا خصوصاً
زمان فترت مین مثلاً حضرت عیسیٰ اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ وسلم علیہما وعلی سائر الانبیاء کی پیغمبری
وہدایت کے درمیان مین جو لوگ گذرے ہین اور اونکو کوئی ہادی ہدایت و توحید واحکام کی تبلیغ وموعظت نہین کیا اور ویسی
ہی جہالت اور شرک وکفر پر مرگئے غرضکہ ان تمام مذکورین کو جناب حافظ صاحب کے مذہب اعتقاد اور قاعدہ واصل کے
موافق آخرت مین معذب بشیٔ من العذاب نہ ہونا چاہیے خصوصاً کسبینین مذکورات اور مسلمین مذکورین کو تو بالکل
نجات ومخلصی ورہائی چاہیے اور انکے اموال مکتسبہ از زنا کی حلت پر تو آپ تصریح فرما چکے ہین پس تعجب نہین کہ جناب حافظ
صاحب ایسا ہی فرماوین کہ ہان بلاشک وبلاشبہ سب مذکورین کو نجات ورہائی ہو جاویگی کیونکہ بقول آپکے فعل بد سے
نہی جو اونکے رب کیطرف سے آچکی ہے اونکے پاس نہین پہونچی ویسا ہی امر الٰہی بھی جو اونکے رب کیطرف سے آچکا ہے
اونکے پاس نہین پہونچا ہے تو ایسے سب لوگ بھی جناب حافظ صاحب کے فتوی مستلزمہ لوازم باطلہ کے رو سے تمام اجرام وآثام کے
مرتکبین بہ سبب عدم بلوغ امر ونہی الٰہی کے انکے کانون مین تمام عقوبات سے بچکر ہین اور معذب وماخوذ وسزایاب وہی
لوگ ہون جنکو امر ونہی جو اونکے رب کیطرف سے آچکی تہی انکے پاس پہونچ جائے اور اسکو نہ مانین یا اوسپر عمل پیرا نہون
اور ایسی ہی حالت مین بغیر توبہ کے مرجاوین اب تصدیقاً لہذا المضمون المذکور المنسوب لوازمہ الی جناب الحافظ
اون کا قول سطور نقل کرتا ہون آپ فرماتے ہین واضح ہو کہ یہ آیت (فمن جاءہ موعظۃ من ربہ) الآیہ
بھی عام ہے اس مین بھی کسی خاص شخص کی تخصیص نہین ہے نہ کافر کی نہ مومن کی نہ مرد کی نہ عورت کی اور اس آیت مین
اس عموم کے علاوہ ایک اور عموم بھی ہے وہ یہ کہ اس آیت مین جو لفظ موعظۃ واقع ہے وہ بھی عام ہے اوس مین
بھی کسی خاص موعظۃ یعنے نہی کی تخصیص نہین ہے کہ وہ نہی فلان فعل بد سے ہو یا فلان فعل بد سے بلکہ موعظۃ
مذکورہ ہر ایک نہی کو شامل ہے جو کسی فعل بد سے بھی ہو انتہیٰ انہون نے فقط نہی کا ذکر کیا ہے اور مین نے امر بھی ساتھ
لگایا ہے کیونکہ الامر بالشئ یقتضی النہی عن ضدہ لوکان لہ ضد واحد کے مسئلہ کے رو سے امر بھی داخل فی النہی
ہوگیا علاوہ موعظۃ کی تفسیر ساتھ نہی کے جیسا کہ جناب حافظ صاحب فرماتے ہین اگر اون کا ارادہ اس سے تخصیص موعظۃ
بالنہی ہے تو تخصیص بلا مخصص وقول بلا دلیل ہے اور نا منتہی کو قرینہ اس تخصیص کا ٹھیرانا بھی قاطع اس حکم کا
نہین کیونکہ اوامر مین نہی بھی ہوا کرتی ہے کما یعنی ان الامر بالشئ یقتضی النہی عن ضدہ ہوا کرتا ہے گو اونہین

اوامر کے بارہ مین ہو جنکی ضد واحد ہے نیز بغیر لحاظ اس قاعدہ کے بہی فانتہی کا معنے فانتہی عن ترکہا بہی ہو سکتا ہے
اور اگر اونکا ارادہ اس تفسیر سے فقط تمثیل و توضیح کے طور پر ہے تو مراد ما حاصل ودل ماشاد غرضکہ جناب حافظ صاحب
کے مقتضی النص مذکور کے فرض تسلیم پر یہہ لازم مذکور لازم آیا کہ ایسے کفار و فجار و مسلمین مذکورین موصوفین پر کچہ
بہی مواخذہ و عتاب آلہی نہ ہو واللازم باطل فالملزوم مثلہ اب جناب حافظ صاحب کے شانعالی کا یہی مقتضی ہے کہ
آپ اپنے غلط خیال و غلط فتوی خصوصًا غلط سراسر غلط مقتضے النص سے رجوع فرمائین ورنہ اس لازم باطل مذکور
کا جواب باصواب مدلل بدلیل شرعی دین اور اگر اس لازم مذکور کو بہی صحیح جانتے اور تسلیم کرتے ہین تو یک نشد دو شد کی
مثل صادق آئی تب تو اور بہی عجیب گل کہلا اور اگر باطل جانتے ہین تو پہر لامحالہ اپنے بناوٹی اقتضاء النص موصوف
سے اور اوسپر تفریعات سے رجوع کرین اب جناب حافظ صاحب اسمین غور و تدبر فرمائین۔ صحیح مسلم مین ہے عن انس ان
رجلا قال یارسول اللہ این ابی قال فی النار قال فلما قفی دعاہ فقال ان ابی واباک فی النار
شرح امام نووی مین اسکے تحت مین مرقوم ہے وفیہ ان من مات فی الفترۃ علی ما کانت علیہ العرب من عبادۃ الاوثان فہو
من اہل النار ولیس ہذا مؤاخذۃ قبل بلوغ الدعوۃ فان ہؤلاء کانت قد بلغتہم دعوۃ ابراہیم وغیرہ من الانبیاء
صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہم۔ انتہی قال اللہ تعالی لتنذر قوما ما انذر اباؤہم جامع الابیان مین ہے
ای قوما غیر منذر اباؤہم الادنون قیل لتنذرہم الذی انذر بہ اباؤہم الاقدمون۔ دونو توجیہ پر اونکے آباء ادنون
کے پاس کوئی نذیر نہین آیا حالانکہ وہ سب کما قال الامام النووی دوزخ مین ہین قال اللہ تعالی۔ وکنتم علی
شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا قال الامام ابن جریر فی تفسیرہ یعنی جل ثناؤہ کنتم یا معشر المؤمنین
من الاوس والخزرج علی حرف حفرۃ من النار وانما ذلک مثل لکفرہم الذی کانوا علیہ قبل ان یہدیہم اللہ للاسلام
یقول تعالی ذکرہ وکنتم علی طرف جہنم بکفرکم الذی کنتم علیہ قبل ان ینعم اللہ علیکم بالاسلام انتہی عن علی قال سألت
خدیجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ولدین ماتا فی الجاہلیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہما فی النار الحدیث عن عائشۃ
قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ورقۃ فقالت لہ خدیجۃ انہ کان قد صدقک ولکن مات قبل ان تظہر فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیتہ فی المنام وعلیہ ثیاب بیض ولو کان من اہل النار لکان علیہ لباس غیر ذلک رواہ
احمد والترمذی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبل ظہور نبوت و دعوت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے لوگ جاہلیۃ
کے زمانہ مین بغیر تصدیق رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرگئے ہین وہ سب دوزخ مین ہین وہذا کما مر من النووی
ایسا مضمون آیات واحادیث کثیرہ مین موجود ہے بخوف طوالت اتنے پر اکتفا کیا جاتا ہے پس جبکہ اصل اصول ایمان
وہو التوحید الالہی ورد الشرک فی الالوہیۃ کے بارہ مین اتنے ازمان مین جو صدہا سال کی مدت ہوتی ہے تبلیغ رسول آلہی
کی یا اوسکے نائب صادق ہادی کی الی کل واحد واحد من الناس بل الی جماعۃ من الجماعات بل الی ملک من العالم کا

انتظام واہتمام نہین ہوا اور پہلے رسولون اور ہادیون کی ہدایت وبلاغ پر جو وقوع مین آچکا اور اسکا اثر تھوڑا بہت ہر زمانہ مین چلا آیا دار مدار کفر وایمان کی رکہی گئی اور ان زمانون کے مشرکین وضالین کو جہنم رسید کیا گیا گو کہ اونکے رب کے طرف سے موعظت آئی ہوی اونکے کانون تک نہ پہونچی اور جو انمین سے بعض توحید والے اور بعض پیغمبر آخر الزمان کی مبعوثیت ورسولیت کی پیشین گوئی کی صادقیت کیوجہ سے اوس سید الرسل پر ایمان لاکر اس اعتقاد پر مرگئے اونکو داخل جنت کیا گیا اور جناب حافظ صاحب کے خالی خیال بے بنیاد یا قانون طبعزاد یا اصلاح انتظام رب العباد پہ نہ خدا صاحب نے ہی کچھ توجہ فرمائی اور نہ خدا کے سچے رسول نے اور اسکے نائبین صادقین آئمہ دین وعلماء ربانیین نے ہی کچھ نظر التفات ڈالی اور اسکے برخلاف تصریح فرمادی۔ کما مر فیما مر من انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابی واباک فی النار وغیرہ من الاحادیث الکثیرات ومالم یمر ومن قول الامام النووی من مات فی الفترۃ علی ماکانت علیہ العرب من عبادۃ الاوثان فہو من اہل النار وغیرہ اور اگر انکو اس خیال آیندہ کا علم نہ تہا تو انکے رب عالم الغیب سے تو یہ بہول چوک ہونے والی نہ تہی وہ تو جانتا تھا کہ جناب حافظ صاحب ایسی انتظامی بات نکالینگے اور دوزخ سے بے شمار وبحساب مشرکین کو بچانیکی تجویز کرینگے اور دوزخ کا بہت سا حصہ خالی کرا دینگے خصوصًا ایسکی ہمبون اور سود ورشوت خوارون اور شراب فروشون کو جنکو عمر بہر کبہی کوئی امر ونہی نہیں پہونچا اونکے اموال محرمہ مذکورہ مخصوصہ حلال بنادینے کے سوا بطریق اولی اونکو رہائی ومخلصی دلا دینگے وما کان ربک نسیا پس جبکہ اصل اصول ایمان مذکور کی تبلیغ الی کل واحد واحد کا ہونا جو جناب الحافظ کا اعتبار شرع وقدر الہی مین نہین کیا گیا تو فروع واحکام شرعیہ مین سے ہر ایک امر ونہی کی تبلیغ الی کل واحد واحد کیونکر معتبر ہوگی اور اسپر ترتب احکام حلال وحرام کی بناء کیونکر ڈالی جاویگی پہر جہ جائیکہ خیر البشر مرسل الی الناس کافۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ توحید کی واحکام کی عالم دنیا تمام وربع مسکون ومساکن انام مین بوجہ ابلغ وطریق اتم ہوچکی ہے جتنے ملل ونحل ومذاہب وادیان دنیا مین ہین سب کا رد وقلع وقمع بالحجج العقلیۃ والنقلیۃ الواضحۃ وبالبراہین القاطعۃ والادلۃ الساطعۃ والبینۃ الحقۃ الظاہرۃ الباہرۃ والسیفیۃ والقلمیۃ والحکمیۃ بالواسطۃ وبلا واسطہ بالاصول وبالتراجم والنقول من کل وجہ ہوچکا جسنے ظاہر امر اللہ بصدق قول اللہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون مرفوع حدیث مین ہے۔ لا یبقی علی وجہ الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز وذل ذلیل۔ الحدیث لہذا جبکہ اتمام حجت والبلاغ موعظت کا حق ادا ہوچکا تو فرمایا گیا۔ لا اکراہ فی الدین۔ جامع البیان مین ہے قد تمیز الایمان من الکفر بالحجج والآیات فلا یحتاج الی الاکراہ ولہذا قال قد تبین الرشد من الغی الآیہ قال اللہ تعالی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ آپ تو ساری دنیا کی طرف مبعوث ومرسل تہے اور حکم تبلیغ ما انزل الیہ کی تاکید شدید متضمن وعید بہی ہوچکی ہے حالانکہ آپنے ملک عرب سے باہر دوسرے ممالک کیطرف تبلیغًا للرسالۃ الالہیۃ والاحکام الشرعیۃ قدم مبارک نہین رکہا اور مادر ا

چین وماوراء سد ذی القرنین وغیرہ وجبال ومحال سائر کفار سائر ارض کیطرف نہ خود تشریف ارزانی فرماہوے اور نہ کسیکو روانہ فرمایا اور نہ خصوصاً اصحاب کی وصیت فرمائی کہ قوم یاجوج وماجوج کیطرف جاکر کسی کسی وقت مین دعوت الی الایمان کیواسطے جانا حالانکہ وہ لوگ یقیناً کفار ہین اور یقیناً وہ دوزخ مین جائینگے کما ورد بہ النصوص المعلومۃ المشہورۃ حالانکہ آپ اعلم واعمل بکتاب اللہ واتقی واخشے مطلقاً تھے اور با این آپ باربار برملا فرماچکے ہین اللّٰہم ھل بلغت پس صاف معلوم ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک حق تبلیغ احکام الی تمام الدنیا وجمیع الانام پورا پورا ادا کیا اور تبلیغ کا معنے ومطلب آپکو بخوبی سبسے زیادہ معلوم تھا اور آپنے کچھ بھی قصور ادائے پیغام آلہی مین نہین کیا یعنے دنیا کے تمام کفار واشرار وجمیع اتباع اداخیار کو دعوت آپکی ولو حکماً پہونچ چکی ہے اور کسی کا عذر باقی نہین رہا اور لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل اور عذراً اندزا کا حق ادا ہوگیا اور ماکنا معذبین حتے نبعث رسولا کے موافق ہر زمانہ رسول الی الانس والجان کے پہلے زمانہ فترۃ مین یعنی زمانہ عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک بھی ہوچکی اور آپکے بعد قیامت تک بھی ویسی ہی ہوگی یعنے ان تمام ازمان مین جمیع کفار دنیا مین جہان جہان تھے اور ہین اور ہونگے سبکو ہر ایک کو دعوت پہونچ چکی ہے تو خدا پر کچھ الزام باقی ہے اور نہ پیغمبران خدا پر اوسکے قانون حکمت وحجت بالغہ کو وہ اور پھر اوسکے پیغمبر خوب جانتے ہین حدیث متفق علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ وینصرانہ اویمجسانہ کما تنتج البہیمۃ بہیمۃ جمعاء ہل تحسون فیہا من جدعاء ثم یقول فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم اس حدیث سے اس مضمون کی تائید ملتی ہے کہ خداوند حکیم علیم قدیر بصیر نے بحکم حکمت بالغہ خود ومصلحۃ درسورۂ ھود لقد حق القول منی لاملأن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین کفار کے آباء اقدمون اولون پر تو بارسال رسل وانزال کتب حجت قایم کردی اور وہ دلائل ومعجزات دیکھکر ایمان نہ لائے اور مقابلہ ومقاتلۂ اہل حق مین سعی تمام بجان ومال کرتے رہے جن مین یاجوج وماجوج کے آباء کبار جو قبل سد ذی القرنین کے تھے اور تمام جبال وبواری وبراری کے کفار کے آباء اول بھی آگئے اور ان کفار کبار نے اپنی اولاد صغار کو جو انکے سامنے تھے موافق خبر حدیث مذکور الصدر کے بگاڑا اور اونکی فطرۃ کو خراب کیا پھر انہون نے اپنی اولاد کو اسی طرح پشت در پشت کتنے زمانون تک بگاڑتے چلے آئے یعنے جسطرح کہ کفار اقدمین نے پیغمبرون کے زمانہ مین اپنی اولاد کو اپنا شاگرد برائی وکفر وشرک کی تعلیم دیکر بنایا اسی طرح انکے ان شاگردون نے سلسلہ کفر ورسم شرک کو شاگرد بناکر جاری کیا اور من سن سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہ ومثل وزر من عمل بہا من[۲] اوزارہم شیئ کے موافق سب کا گناہ انکے بڑے اوستادون وپیرون نے سر پر لیا اور ضال ومضل ہونیکا لقب حاصل کیا اور خود بھی ہلاک ہوے اور دوسرونکو بھی ہلاک کیا یعنے انکے بڑے انکے حق مین شیاطین ہوگئے اور اغوا واضلال کا سبق اپنے اولاد کو پڑہاکر انکو بھی شیاطین پشت در پشت

یعنی [illegible]

من غیر ان ینقص ۲

کیلئے بنائے گئے اور شیاطین تو دو قسم ہوتے ہین۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وکذٰلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا ولو شاء ربک ما فعلوہ فذرھم وما یفترون۔ باین انکے بڑون کے مقابلے جو پیغمبرون وہادیون کے ساتھ ہوے اور اونمین بحث وتکرار ہوی اور جنگ وجدال وقتال کے واقعات اور سوالات وجوابات ودیگر حادثات گذرے اونکے تذکرے وقصے بطور کارنامون وسیر وتاریخون کے ان پڑہون کے حق مین زبان بزبان وسینہ بسینہ اور پڑہے لکہے لوگون کے حق مین کتابون اور جنگ ناموَن مین پشت درپشت چلے آئے اور اسکے ساتھ ساتھ تہوڑے بہت اہل توحید کم سے کم ایک دو بہی برابر چلے آئے جنکا وجود نمونۂ ہدایت تہا یعنے اس طریق سے پیغمبرون کی ہدایتین بہی اگرچہ ردکے طور پر ہی سہی چلی آئین تو گویا پچہلے لگ بہی اس طریق سے تبلیغ انبیاء علیہم السلام کے آثار واخبار سنتے چلے آئے اور بڑی بڑی قومین ہلاک شدہ کے اسباب ہلاکت وموجبات عذاب کے اونکے کانون مین پہونچتے رہے اور بہتیرون کو آثار نمودار مکانات ویران شدہ کو دیکہنے مین آتے رہے یعنے آیات کونیہ لگاتار برابر ہر زمانہ مین دیکہتے سنتے چلے آئے لہذا خداوند کریم کفار مکہ کو امم سالفہ واقوام سابقہ معذبہ کے آثار دیکہنے بتلاتا اور انکے قصص مسموعہ مشہورہ دراز مان کے حوالے دیتا جاتا ہے پہر رفتہ رفتہ جب یہ طور انذار وتبلیغ آثار واخبار اخیار مندرس وموقوف ہو جاتا ہے تو دوسرا پیغمبر یا ہادی یا مجدد بہیجا جاتا ہے یا جو طریق اتمام حجت کا خدا صاحب کو منظور ہو اوسکو جاری کرتا ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم واتم اس مضمون کی تائید لتنذر قوما ما انذر آباؤھم فہم غافلون کے ایک معنے سے کہ ما مصدریہ ہے اور آبا سے مراد اقدمون ہین برابر نکلتی ہے غرضکہ اس تقریر سے بہونہ قالی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کا معنے خوب سمجھ مین آجاتا ہے اور نہ رسول سے عقل مراد لینے کی ضرورت رہتی ہے کما فسر البعض اور نہ ساکن شاہق جبل کی صورت پیش کردہ سے تاویل کی حاجت پڑتی ہے اور نہ کوئی اعتراض باقی رہتا ہے اور باین جناب حافظ صاحب کے وہمی خیالی گہڑنتی طبعزاد معنے کا بہی رد وقلع وقمع ہو کر اوسکی بیخ کنی بخوبی ظہور مین آجاتی ہے اور حق واضح اور مطلب لائح ہو جاتا ہے نیز توضیحاً لہذا المضمون واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل ملک الروم کو خط لکہا تہا اما بعد فانی ادعوک بداعیۃ الاسلام اسلم تسلم واسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین وان تولیت فعلیک اثم الاریسیین۔ الحدیث۔ یعنے بس اتنا خط لکہنے سے ہرقل اور اوسکی تمام رعایا کو تبلیغ ہو گئی جب وہ اسلام نہ لایا تو اوسکو مع رعایا کے مواخذہ ہوا اگرچہ ہر ایک کافر کو حقیقۃً ہدایت ودعوت نہین ہوی مگر حکماً وہ بہی مدعو وماخوذ بحکم وحکمت حاکم حکیم ہو گیا اسیطرح آپ طائف مین دعوت کے لئے تشریف لیگئے تہے اور اونکے سردار عبد یالیل سے فرمایا کہ تمہارے ذریعہ سے خدا کا کلام پہونچانا چاہتا ہون اوسنے نہ مانا اب اگرچہ لوگون کو حقیقۃً تو ہدایت نہ پہونچی مگر حکماً عذراً تو ہر ایک کو پہونچگئی اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے کفار کو خطوط لکہے تہے

اور عرب کے سوا زمانہ نبوت مین تمام ملکون مین عموماً بلکہ کل کفار تھے اور اسوقت مین تمام ملکون مین ہدایت نہ پہونچ
سکی بلکہ عرب مین بہی ہر ایک بستی بلکہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین بھی ہر ایک کافر کو اگرچہ الگ الگ ہدایت نہین کیگئی
اور اونکے رب کیطرف سے جو موعظۃ آچکی تھی اوس کے کان تک نہین پہونچائی گئی مگر چونکہ تبلیغ کے ملک یا علاقہ یا شہر
یا محلہ مین وہ شخص رہتا ہے اور ہدایت کا چرچا اور بحث و تکرار وہان ہوا کرتا ہے اور چراغ ہدایت وہان سلگا یا گیا اور
ستارہ محمدی و ماہتاب احمدی دنیا مین چمک اور چڑہ چکا ہے سو جسکا جہان مین ستارہ محمدی ہلا لکہو ہوی یہود و نصاری
محمدی۔ تو ازل کے بدبخت دل کے اندہے وہ پہر اوسکی طرف سر اٹہا کر نہ دیکہین اور حق بات نہ سنین تو پہر کس کا
قصور ہے اب ذرا جناب حافظ صاحب کے کمال علم فتوی و تقوی کا حال سنین اور سود خوار و رشوتخوار و شراب فروش
وغیرہ وغیرہ رہکر اور مسلمان بہی کہلا کر خرچی زنا و رشوت و سود وغیرہ وغیرہ کی حرمت سے اونکے واقف و خبردار نہونیکا
عذر اعتبار کیا جاوے اور اونکے اموال مکتسبہ از کسب حرام پر حلت کا فتوی گھسیٹا جاوے کہ انکے رب کے طرف سے
جو نہی آچکی ہے انکے پاس نہ پہونچنے کی صورت مین انکے اموال حلال ہی رہینگے اور اگر نہی تو پہونچی تہی مگر باز نہین آئی تھے
پہر خوب مال جمع کر کے جب گناہ سے توبہ کر ڈالے تو تب بہی مال حرام انکے توبہ کی برکت سے حلال ہو جاوینگے تیسری
صورت یہ ہوی کہ نہی پہونچتے ہوے باز آگئے تب بہی اونکے اموال مکتسبہ از کسب حرام حلال ہی رہینگے سبحان اللہ یہ
کیسی تحقیق ہو اور کیسی تصویر مسئلہ نعوذ باللہ من العلم والفہم المعارض لکتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ ولجمیع امۃ رسول
اللہ بہلا کسی ادنے ذی تقوی و ذی علم و ذی عقل کے خیال مین بہی یہ تجویز و تدبیر و رائی زنی احکام حلال و حرام
مین آسکتی ہے پہر تعجب بالاے تعجب یہ کہ جناب حافظ صاحب اپنی تحریر متعلق باین مسئلہ کی نسبت باین الفاظ بعینہا
فرماتے ہین "اور قرآن مجید مین کوئی بات رائی سے نہین کہی گئی ہے بلکہ خود قرآن کریم ہی سے کہی گئی ہے لیکن تدبر شرط
ہے" انتہی واہ کیا کہنا ہے جناب حافظ صاحب کی اس تقریر کا یہ بات آپکی تو قریب قریب ڈنگ بیگ اون باتونکے
ہے جو اہل قرآن کی (بر عکس نام والے جلیسے کہ قدریہ بر عکس نام والے ہین اور بر عکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق
ہین) زبانون پر جاری ہین افسوس آپ پورپ کے اہل حدیث کے سرگروہ اور عالم نامی ہو کر ایسی باتین کرتے اور
ایسی تقریرین چہانٹتے اور ایسی تاویلین کرتے ہین جس سے سخت درد دل پیدا ہوتا ہے اور نہایت رنج و غم رینی کی
وجہ سے بالکل لاچار و مجبور ہو کر محض رعایت حق حقیق و صرف نصح آن مشفق شفیق کیواسطے نہایت ادب سے
قلم اٹہانا اور عرض معروض کرنا پڑا آپ اتنا بہی خیال نہین فرماتے ہین کہ حدیث ماضی اہل جاہلیۃ و اہل فترۃ
اور جہلا و کفار معاصرین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فی العالمین کے علاوہ اسلام خیر ملل انام کے احکام خصوصاً
حلال و حرام پہر خصوصاً کسب زنا و ربا و رشوت وغیرہا اموال محرمہ کی حرمت و برائی ساری دنیا مین شائع و ذائع
ہو چکی ہے حتی کہ دنیا بہر کے کفار و اشرار بہی انکی برائی اکثر عموماً بلکہ کل واقف و آگاہ ہین یہانتک کہ خود مباشرین

ومرتکبین ان گناہون کے بہی دل سے جانتے اور زبان سے بہی اقرار کرلیتے ہین کیف لا وقد شاع الاسلام واحکام الاسلام الی اقاصی الارض وجوانبہا ومشارقہا ومغاربہا وصدق قولہ تعالیٰ (ومن اصدق من اللہ قیلا) لیظہرہ علی الدین کلہ خصوصًا خرچی زانیہ کی اور ربا کی اور سور کی اور رشوت کی خباثت ونجاست وقباحت پہر خصوصًا ربا کی برائی وحرمت کا بیان واظہار واعلان تو بہت کچہ سب حرامون وناجایز کامون کی اشاعت حرمت سے بڑہکر ہوا کیونکہ اوسکی حرمت اون آیات مین آئی ہے جو وہ نزولا آخر آیات قرآن شریف ہین اور وہ ایسا وقت اشاعت کا تہا کہ بڑے بڑے محافل ومجامع کا اتفاق پڑا تہا چنانچہ عہد سعادت مہد نبوت مین علی روس الاشہاد دو بڑی مجمع انام ومحفل ہونا دی خواص وعوام مین ربا کی حرمت کی تلاوت واشاعت کیگئی ہے ایکبار فتح مکہ کے دن جو وقت نزول تحریم ربا تہا اتنے بڑے مجمع مین اسکی تحریم سنائی گئی جسکی خبر تمام عرب مین پہونچ چکی کیونکہ فتح مکہ کے مجمع مین اطراف واکناف عرب کے لوگون مین سے کوئی نہ کوئی حاضر تہا اسکے سوا تمام عرب کے لوگ فتح مکہ کے منتظر تہے اور اس واقعہ کی خبر ونکی طرف کان لگائے ہوے تہے اور جنگون کی خبرین وماجری کی باتین تو ساری دنیا مین پہونچتی اور دنیا کے ختم ہونے تک عجایب غرایب جنگون کے جنمین سے اعجب واغرب فتح مکہ ہے کیونکہ وہ صرف معجزہ وکرامت ہے جنگ تاریخ کے ذرایع سے ہمیشہ تازہ ہوکر باقی رہتے ہین تو بحکمت الہیہ ایسے بڑے مجمع عام مین ہی النہی عن الربا کی تبلیغ ضروری تہی کیونکہ یہ بلاء عظیم اخذ ربا کی عالمگیر تہی اور ہے لہذا اسکی تبلیغ کا اعادہ لزیادہ الاشاعۃ والافادہ ولتجدید الاعلام لجمیع الانام من الخواص والعوام دوسری بار موسم حجۃ الوداع مین جو ساری دنیا کا مجمع نہین تو سارے عرب کے چیدہ چیدہ مسلمانون کا تو مجمع تہا ایک لاکہ سے بہت زیادہ صحابہ کرام حجۃ الوداع مین رفقا سید الانبیاء علیہ وعلیہم وعلی آل کلہم صلی اللہ وسلم تہے ہوا اور تحریم ربا کی مع دوسرے اوامر ونواہی ضروری البلاغ کی حدیث خطبہ مین سنائی گئی لمعات مین بحجۃ الوداع کی حدیث کے جملہ فقدم المدینۃ بشر کثیر کے تحت مین لکہا ہے ورد فی بعض الروایات انہم کانوا اکثر من الحصر والاحصار ولم یعینوا اعدادہم وقد بلغوا فی غزوہ تبوک التی ہی آخر غزواتہ صلی اللہ علیہ وسلم مائۃ الف وحجۃ الوداع کانت بعد ذلک ولا بد ان یزدادوا فیہا ویروی مائۃ واربعۃ عشر الفا فی روایۃ مائۃ واربعۃ وعشرون الفا واللہ اعلم انتہی پس تحریم ربا کی اتنی بڑی تبلیغ عام تام الی جمیع فرق الاسلام من الخواص والعوام بل الی تمام الکفار والفجار اللئام کے بعد بہی جناب حافظ صاحب صرف اپنی رای سے تقریر بالا مذکور واختراع وابتداع تحلیل حرام مسلم ومشہور کی اشاعت کرین اور اسکا فتوی دین تو کتنا بڑا غضب ہوگا اور اس کا رد کتنا بڑا ضروری ہوگا جسکی وجہ سے نصرۃ للحق الصریح وابطالا ورفعا للباطل القبیح ونصحا للخلق بالادلۃ الجلیۃ القویۃ السالفۃ المعادۃ والمکررۃ مرۃ بعد اخری الواضحۃ الکافیۃ باعادۃ التقریر باوضح البیان والتوضیح یہان تک جناب حافظ صاحب کی دوسری دلیل کا جواب باصواب دیا گیا اسکے سوا تہ الحلال بین والحرام بین الحدیث کی تقریر سابق وماضی فی جواب الدلیل الاول اور دوسرے توجیہات

ماضیہ ثمہ مین سے کسی توجیہ کے ملانے وضم کرنے سے اور بہی اوس کا رد ابین واضح ہوجاتا ہے پس اب جناب حافظ
صاحب کو بغیر رجوع عن الخطاء والزلۃ کے اور کوئی عذر وچارہ باقی نہین ہے والتوفیق للرجوع الی الحق بید اللہ ایکبات
ضروری البیان رہگئی ہے وہ یہہ ہے کہ شاید جناب حافظ صاحب کو اپنے مقتضے النص یعنی مجیئی موعظۃ من الرب کی بعد
بلوغہا الی کل واحد واحد من المکلفین کے نکالنے واعتبار کرنے اور اسپر بناکر کے عدم بلوغ النہی عن کسب الزناکی
صورت مین اونکے اموال مکتسبہ کے حلال ہونیکے ساتھ فتوی دینے وغیرہ مین اور نزول تحریم ربا کے وقت کے اعتبار نکرنے
مین وقدم تفصیلہ فیما سبق مرارا اس تقریر سے جو آیۃ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کے متعلق
کیگئی ہے شبہہ ہوگیا اور اسپر بناکر کے انتا کا کام کر ڈالا ہے وہ تقریر کما فی تفسیر جامع البیان وغیرہ یہ ہے وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا یبین لہ ما یجب علیہ فلا یدخل احد فی النار الا بعد ارسال الرسل الیہ کما
قال اللہ تعالی کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الآیہ فعلی ہذا الظاہر ان یقال ان من نشا فی شاہق جبل ولم
یسمع رسولا فہو معذور وکذا المجنون الدائم المطبق وکذا الاطفال مطلقا ولکن الشیخ الاشعری ذہب الی انہم یمتحنون
یوم القیامۃ بان یامرہم اللہ بدخول النار فمن اطاع نجا ودخل الجنۃ وانکشف علم اللہ فیہ لسابق السعادۃ ومن عصی
دخل النار داخرا وانکشف تقدم شقاوتہ وحکاہ عن اہل السنۃ والجماعۃ وہو مختار البیہقی ومحقق العلماء والنقاد وعلی
ہذا احادیث منہا ما ہو صحیح ومنہا ما ہو حسن ومنہا ما ہو ضعیف انتہی سو اس کا جواب فیما مضے بالتفصیل والتطویل
گذر چکا ہے باین واضح ہو کہ یاجوج وماجوج کے بارے مین بعث نار کی حدیث متفق علیہ مین وارد ہے قال (آدم) ابعث بعث
النار قال من کل الف تسعمائۃ وتسعۃ وتسعین الی ان قال قالوا (اصحابہ الکرام) یا رسول اللہ واینا ذلک الواحد
قال ابشروا فان منکم رجلا ومن یاجوج وماجوج الف الحدیث حدیث خروج یاجوج وماجوج مین ہے فیقولون لقد قتلنا من
فی الارض ہلم فلنقتل من فی السماء فیرمون بنشابہم الی السماء الحدیث اگر جناب حافظ صاحب کا ماخذ استدلال یہی آیۃ
کریمہ یا یہ بہی ہے تو اسکا جواب دین کہ یاجوج وماجوج جنکا کافر ودوزخی ہونا نص سے ثابت ہوچکا ہے حالانکہ یہ شیاطین
انس شاہق جبل تو کیا رواسی شامخات وجبال مرتفعات محیطات بہم من کل جانب کے ماوراء مین شیاطین جن
کیطرح کما قال تعالی وآخرین مقرنین فی الاصفاد محبوس ومسدود ومقید ومحدود ہوچکے ہین اور وہ بہی ذوالقرنین
جیسے ہادی اور سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام جیسے باقدرت وباتمکین وباتسلیط مبعوث الہی نے انکو ایسی
سجن ومحبس مین مسجون ومحبوس کیا کہ کسی ہادی کی وہان تک گذر بہی نہ ہوسکے اور عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ
والسلام جیسے نبی جو اولو العزم مین سے ہین اونکے خروج سے پہلے اپنے تابعدارون کو لیکر پہاڑ کیطرف بہاگ جائین
کما ورد فی حدیث خروجہم فبینما ہو کذلک اذ اوحی اللہ الی عیسی انی قد اخرجت عبادا لی لا یدان لاحد بقتالہم فحرز
عبادی الی الطور الحدیث پس ان عباد اولاد آدم علیہ السلام کیطرف کون رسول ونذیر ہادی بہیجا گیا اور نہ بہیجنے کی

تقدیر پر زرہ کیون معذب و بعث النار بلا تکرار ہونگے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے دقت سے
آپ کے ارتحال و انتقال من الدنیا تک جتنے کفار و اشرار غیر ملک عرب مین رہنے والے کفر پر مرتے تھے اور اب تک
بہی کتنے کافر کتنے ملکون اور شہرون اور جنگلون مین رہنیوالے کفر پہ مرتے جاتے ہین حالانکہ اونکی عمر بہر مین کوئی ہادی
و نذیر و رسول اونکو ہدایت و توحید کی بات نہین سنایا کیا ایسے لوگ معذب فی النار نہین ہونگے پس اسکا جو جواب جناب
حافظ صاحب دینگے وہی جواب اس ناشی فی شاہق جبل و ساکن سہل کا ہوگا جنکے پاس کوئی رسول و نذیر اونکی عمر
بہر مین مرنے تک نہین پہونچا غرضکہ اسکا جواب باصواب تو مین ماسبق مین دیکر آیا ہون بعونہ تعالی وہ کافی وافی
شافی ہے علاوہ ناشی فی شاہق جبل کی صورت سے تو یہ معلوم ہوا کہ جو لوگ آباد جگہ مین شہرون یا اور کسی ایسی جگہ مین
رہتے ہین جہان ہدایت والے رہتے ہین اور بحث و تکرار مذاہب کی ہوا کرتی ہے اور وہ باوجود اسکے جہل و شرکت
وضلالت و کفر مین مبتلے ہین اور ہدایت کیطرف سر بہی نہین اوٹہاتے ہین اور ہدایت کا تذکرہ کان مین نہین لیتے ہین
اور موعظت و نصیحت سے کوسون دور بہاگتے ہین کانہم حمر مستنفرہ فرت من قسورۃ اور ایسی ہی
حالت مین مرجاتے ہین ایسے لوگ ضرور معذب ہونگے اب رہا ناشی فی شاہق جبل و مجنون وغیرہ سوا وسکا حال
اور اسکا جواب بہی وہی ہے جو قوم یاجوج و ماجوج وغیرہم کا ہے یعنی اپنے آباء اقدمین ضالین مضلین شیاطین الانس
غاوین مغوین کے تابعین و مریدین ہونیکی وجہ سے ہم من آبائہم ہین یعنے جیسے کہ اصحاب فترۃ و دیگر کفار معاصرین
مرسلین کا حال ہے کہ انہون نے زمانہ نبوت کا پاکر دور ملکون مین رہنے کے سبب سے پیغمبرون کی دعوت انکو پہونچی
اور جب اونکے ملکون مین دعوت نبوت پہونچی بہی تو اونکی اولادون کو پہونچی اور وہ لوگ اوسوقت مرچکے تھے یعنے
ایسے تمام کفار من اصحاب النار ہین یا ناشی فی شاہق الجبل کا امر مفوض و موکول الی اللہ سمجہ لین یا شیخ اشعری کے
قول (وہو قول اہل السنۃ والجماعۃ وہو مختار البیہقی ومحققی العلماء والنقاد وعلیہ الاحادیث کما مر) کیموافق
اونکا مآل و انجام خیال کرلین بہر طور آباد مقامات کے کفار و اشرار مین تو وہ تقریر جس سے دہوکہ کہانے والے دہوکہ
کہاتے ہین جاری نہین ہوسکتی بہر خصوصا اہل اسلام کے بارے مین وہ بہی احکام اسلام مین وہ بہی حلال و حرام مین
وہ بہی خرچی زانیہ و رباو کسب زنا و رشوت مین جسپر ہر خاص و عام مطلع ہے کیونکر جاری ہوسکتی ہے یعنی کیونکر
یہ کہا جاسکتا ہے کہ جناب حافظ صاحب نے جس زانیہ تائبہ کے بارے مین فتوی دیکر گہسیٹا اور سکو تو اسکے رب کیطرف
سے جونہی آچکی تہی اوسکے پاس پہونچتے ہی وہ باز آگئی اور توبہ کرڈالی ہے اور اگر توبہ نکرتی تو نہی پہونچنے کے بعد کا
ایسا مال حرام ہوجاتا اور یہ دوسری صورت ہوی جس مین مال حرام ہوجاتا ہے یعنی نہی پہونچکر باز نہ آئی اور پہر
ایسا مال کمائی تو یہ حرام ہوا اور اسکے پہلے کا حلال کیونکہ جونہی اوسکے رب کیطرف سے آچکی ہے اوسکے پاس پہونچی
ہی نہین یعنے مسلمانون کے شہرون مین رہکر اور خود بہی مسلمان کہلاکر بڑے ضروری شغل دن و شب کی بدکاری

مین بہمہ تن مشغول ومصروف ہونیکی وجہ سے بیچاری کو اصلاح آخرت کی فرصت وفراغت نہ ملی اور کوئی واعظ صاحب
بھی اوسکے زر دولت عصمت تک قدم رنجہ فرماکر تبلیغ نہی خاص مذکور کی بھی نہین کیا جسکی وجہ سے ناشی فی شاہق
جبل (مقیس علیہ) پر قیاس کرنے سے بیچاری مجبورہ معذورہ کو کم فرصتی کے عذر معقول کے مقبول ہونیکی وجہ سے مقیسہ
بنا یا گیا اور اس کا ایسا مال کمایا ہوا بھی حرام نہ ہوا بلکہ حلال طیب ہی رہا اور اگر غرغرہ کے پہلے پہلے کسیوقت بازار جاتے
ہوے یا اوسکے مکان عالیشان مین ہی کوئی اوسکو نہی پہونچا دیا اور وہ باز بھی آگئی جسطرح کہ زانیہ جس کے بارے مین جناب
حافظ صاحب کا فتوی دیا گیا ہے اپنے رب کی نہی سنتے ہی باز آگئی تو وہ مال کمایا ہوا حلال ہوگیا یہ بیان ہے جناب حافظ
صاحب کی صورۃ اولی من الصور الثلث کی تقریر بے نظیر کا فسبحان اللہ الذی لا الہ غیرہ یہ کیسا اجتہاد ہے اور
کیسا فتوی اگر یہ تقول علی اللہ وتفسیر بالرای الباطل نہین ہے تو پھر خدا جانے تقول علی اللہ کس چیز کا نام ہے اب جناب
حافظ صاحب کی عبارت بعینہا صورۃ اولی کی جسپر فتوی دیا گیا ہے ہدیۂ ناظرین ہوتی ہے آپ فرماتے ہین" جس عورت
کے بارے مین سوال ہے اوس عورت نے جس فعل بد (زنا) سے مال کمایا تہا اوس فعل بد سے نہی جو اوسکے رب کیطرف سے
آچکی ہے اوسکے پاس پہونچی اور نہی مذکور کے اوسکے پاس پہونچ جانیکے بعد وہ عورت اوس فعل بد سے باز آگئی اور جب
عورت مذکورہ مین بھی یہ دونون (نہی کا پہونچنا اور اوسکا اوس سے باز آنا) امر پائے گئے تو اس امر مین کہ مال مذکور بحکم
آیۂ کریمہ اوسکا ہوگیا اور حلال ہوگیا کونسا شبہہ رہگیا ہے انتہی واہ کیسا ہی فتوی عجیبہ ہے کہ حرام بحت وناجائز صرف
کو مکروہ بھی مشتبہ بھی نہین بلکہ حلال بلاشبہہ بنا ڈالا ہے اور دلیل خاک بھی نہین کما مر تفصیلہ پس صد افسوس وہزار
حسرت کہ جناب حافظ صاحب نے بالکل اتباع ہوی وانصراف عن الھدی والانحراف عن سبیل اہل الحق کا کام کیا اور سبیل
مومنین وطریق سلف صالحین کے برخلاف وادی ضلالت مین گام رکھا ہداہم اللہ المتعال ووفقہم للتوبۃ عن الضلال
بڑی عبرت کا مقام ہے بات یہ ہے کہ جو شخص صراط مستقیم سے جسپر صحابہ کرام وائمہ دین عظام ہے اور جس کا نام روش
سلف صالحین ہے منہ موڑتا اور اونکے طرز استدلال کو بدلتا ہے تو وہ ضلالت تقریر وغوایت تحریر مین پڑکر ایسے عجائب
وغرائب بیان کرتا ہے جو اضحوکۂ صبیان ولعبۂ طفلان ہوجاتے ہین۔

جناب حافظ صاحب کی تیسری دلیل استحلال مال حرام کا جواب باصواب

جناب حافظ صاحب فرماتے ہین من اکتسب مالا بوجہ باطل شرعا لم یتعلق بہ حق ذی حق من الآدمیین بل الدافع انما
دفعہ لہ برضاہ کما فی الربا والزنا فان تحقق ہناک الامران المذکوران فی الکریمۃ مثاد ہما مجیئی موعظۃ اسے نہی
عن ذلک الوجہ الباطل من ربہ ایاہ وانتہاؤہ عنہ ای عن ذلک الوجہ الباطل بعد مجیئی تلک الموعظۃ اباہ فی وقت من
اوقات قبول التوبۃ تبعا للتوبۃ فالمال الذی اکتسبہ بذلک الوجہ الباطل حلال لہ ولغیرہ وکذا (ای المال المذکور حلال لہ

ولغیرہ) ان لم تحقق شیئ من الامرین بان لم یجئہ موعظۃ من ربہ حتی ینتھی۔ لقولہ تعالیٰ وما کان اللہ
لیضل قوماً بعد اذ ھدٰھم حتی یبین لھم ما یتقون فان الطاعۃ والمعصیۃ انما یکونان
من المامور والمنھی فامامن لم یومر ولم ینہ فغیر کائن مطیعاً او عاصیاً فیما لم یومر بہ ولم ینہ انتھی یعنے جناب
حافظ صاحب ایک قاعدہ اپنا طبعزاد ایجاد کرتے گویا تشریع من عند نفسہ بیان فرماتے ہین کہ جو مال بوجہ باطل یعنی
بغیر وجہ شرعی کے بتراضی طرفین کمایا جاوے جیسے ربا و کسب زنا اور سرنے کے پہلے پہلے کسی وقت مین اوسکو نہی عن
ذلک الکسب پہونچ جاوے اور وہ باز آجاوے تو اوسکا تمام مال اس قسم کا عمر بہر کا کمایا ہوا اوسکے اور سبکے لئے حلال
ہے اور اگر اوسکو نہی پہونچی ہی نہین کہ باز آوے جیسی کہ بی بی تمیزہ پالدامن جو کنچنیون مین پیدا ہوئی اور انہین
مین اوسکا نشو و نما ہوا اور پہر ہوش سبنہالتے ہی رنرات بڑے ضروری کار خدمت رجال و مروت برخستہ گان
حال (زناکاری) مین ایسی ڈوبی کہ اوسکو حلال و حرام و جایز و ناجایز مین فرق و امتیاز نرہا اور نہ کسی نے اوسکو اسکے
رب کیطرف سے کچھ نہی آجکی تہی پہونچائی اور نہ اوسکو ضروری شغل سے کچھ فرصت ہی ملی کہ اوسکو نیک و بد مین امتیاز
کا علم حاصل ہو ویسا ہی سود خوار و رشوت خوار کا بہی اگر یہی حال ہے تو تب بھی ویسا ہی پہلی صورت کیطرح مال
مذکور حلال ہے اوسکے لیئے بہی اور غیر کے لئے بھی یعنے اونکے تین صور مخترعہ مین سے دو صورت کا یہ حکم ہے کہ ایسا
مال کمایا ہوا حلال ہے اور دوسری صورت کا کہ نہی پہونچکر باز نہ آئی اور پہر کمائی یہ حکم ہے کہ نہی پہونچنے کے پہلے کا
مال حلال اور نہی پہونچکر باز نہ آنیکے بعد کا مال کمایا ہوا حرام ہوگا مگر کسی وقت توبہ کر دینے سے وہ بہی حلال ہوجاویگا
اسپر آپ نے آیہ کریمہ مذکورۃ الصدر دلیل بیان فرمائی ہے مگر اپنے مدعا پر اس کی وجہ استدلال بیان کرنے سے
سکوت اختیار کیا ہے اور مطابقت بین الدعوی والدلیل سے کچھ بہی تعرض نہین کیا ہے ہان تفسیر ابن جریر کی
تفسیر جو اس آیہ کریمہ کے متعلق تہی اوسکو چہوڑ دیا ہے اور اسکے آخر کے دو جملے جس سے اونکا وجہ استدلال معلوم نہین
ہو سکتا یعنی انکا مطلب اوس سے نہین نکل سکتا بیان کر دیا ہے اب اسکے جواب کی نسبت یہ عرض ہے کہ
بالتفصیل والتطویل اسکا جواب باصواب مدلل بدلیل السنۃ والکتاب ماسبق مین گذر چکا ہے کوئی بات اس دلیل
ثالث مین نئی نہین ہے جسکا جواب دینا چاہئے بااین عرض ہے کہ اس آیت کی تفسیر تفسیر ابن کثیر مین یون وارد
ہے یقول تعالیٰ۔ مخبرا عن نفسہ الکریمۃ وحکمہ العادل انہ لایضل قوماً الا بعد ابلاغ الرسالۃ الیھم حتی یکونوا قد قامت
علیھم الحجۃ کما قال تعالیٰ واما ثمود فھدینا ھم الآیہ انتہیٰ اس تفسیر کے روسے یہ آیۃ اور آیۃ وما
کنا معذبین حتی نبعث رسولا ہم مطلب وہم مقصد ہوئین ہدایت سے مراد اراۃ الطریق
ہوا اور اس مضمون کے متعلق بیان بشیع ہوچکا ہے فلا حاجۃ الی اعادتہ والکلام فی کفایتہ واعادتہ دوسری
تفسیر سکی اس تفسیر مین یون لکہی ہے وقال مجاہد فی قولہ تعالیٰ وما کان اللہ لیضل قوماً بعد اذ

ھدٰیھم الآیہ قال بیان اللہ عزوجل للمؤمنین فی ترک الاستغفار للمشرکین خاصۃً وفی بیانہ لہم فی معصیتہ
وطاعتہ عامۃً فافعلوا او ذروا وقال ابن جریرؒ یقول اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیقضی علیکم فی
استغفارکم لموتاکم المشرکین بالضلال بعد از رزقکم الہدایۃ ووفقکم للایمان بہ وبرسولہ حتی یتقدم الیکم
بالنہی عنہ فتترکوا فاما قبل ان یبین لکم کراہتہ ذلک بالنہی عنہ فلم تضیعوا نہیہ الی ما نہاکم عنہ فانہ لا
یحکم علیکم بالضلال فان الطاعۃ والمعصیۃ انما یکونان من المامور والمنہی واما من لم یومر ولم ینہ فغیر
کائن مطیعًا او عاصیًا فیما لم یومر بہ ولم ینہ عنہ انتہی جامع البیان مین ہے وما کان اللہ لیضل
لیحکم علیہم بالضلال ویؤاخذہم بعد اذ ھدٰیھم للاسلام حتی یبین
لھم ما یتقون ای ما یجب اتقائہ والغافل غیر مکلف فلا نؤاخذکم باستغفارکم ابویکم المشرکین قبل
ان تعلموا انہ خطر حرام لکن لما بینت حرمتہ ان عدتم الیہ لیتحقق الضلال قال بعضہم نزلت فی قوم عملوا
بالمنسوخ قبل ان یعلموا النسخ انتہی افسوس کہ جناب حافظ صاحب اپنے طبعزاد قانون یا تشریع من عند نفسہ
اعنی اتباع ہوی کی ایسی رعایت وخدمت کرتے ہین کہ اپنے مطلب کے ہم شکل کو دیکھتے ہی اوسکو اپنی دلیل سمجھکر
نقل کر دیتے ہین اور آگے پیچھے کی پوری بات نقل نہین کرتے ہین اور اپنے خلاف مطلب پر نظر ہی نہین ڈالتے
ہین گو کہ حدیث ہی ہو وہ بہی مرفوع ہو یا موقوف یا تفسیری ہو نبوی یا سلف صالحین کی اور یہ بات محقق مناظر
طالب حق کے داب سے بالکل خارج ہے نیز جس آیت یا حدیث کو اپنی مدعا باطل کی دلیل سمجھکر پیش کرتے ہین
اوسی مین اونکار وخاحش ہوتا ہے مگر آپ تدبر فی القرآن سے تو کام لیتے ہی نہین پہر لطف یہ کہ آپکا مقولہ ہے
وقد مرت وہی ہذہ بعینہا بالفاظہا "اور قرآن مجید مین کوئی بات رای سے نہین کہی گئی ہے بلکہ خود قرآن کریم ہی سے
کہی گئی لیکن تدبر شرط ہے" انتہی قولہ واہ چہ خوش کہ یہان سے وہان تک آپ نے اپنی تحریر مین خلاف سلف صالحین
ومفسرین اس قدر کیا ہے کہ اوسکی نمبر شماری وفہرست کی تیاری کیواسطے کتنے قرطاس طویل عریض کی تسوید
چاہئے اور وہ خلاف سلف کیا؟ تفسیر بالرائی ہے۔ کما مر اراً اسکے سوا آپنے صاف نصوص شرعیہ کی معارضت
ومصادمت ومخالفت کی ہے کما مر غرضکہ جناب حافظ صاحب نے اس دلیل ثالث کے بیان وجہ استدلال کی طرز
پر تفسیر ابن جریر کی عبارت فان الطاعۃ سے لیکر لم ینہ تک اپنے مفید مطلب سمجکر نقل کی ہے اور حوالہ بہی نہین
دیا جس سے ناظرین غیر مراجع الی التفسیر کو برابر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عبارت جناب حافظ صاحب کی ہے آپکی
گویا یہ عادت ہو چکی ہے کہ کسی کتاب کی عبارت نقل کر لینا اور اسکا حوالہ نہ دینا کئی جگہ ایسا کیا ہے مگر یہ صنیع
غیر حسن آپکی وہان ہوا کرتی ہے جہان بعض مضمون موافق مطلب ہوا اور بعض مخالف اگر ایسی جگہ کا حوالہ دین تو
ہر ایک آپکے اس بے انصافی پر مطلع ہو جاویگا اور جو مضمون مفید مطلب ہے اوسکی خوبی لفظ ومعنے کیوجہ سے چہوڑ

بھی نہین سکتے ہین و من جرب تجربتی عرف معرفتی - چنانچہ عدم رد مال زانیہ تائبہ الی الزانی الدافع کے بیان مضمون مین آپنے زاد المعاد کی عبارت نقل کی ہے اور اوس کا حوالہ نہین دیا ہے اور طرفہ یہہ کہ یہ مضمون تو زاد المعاد سے لے لیا اور باقی مضمون اوسکا جو اونکے برخلاف مطلب ہے کہ زانیہ کے توبہ کرنے سے مال اوسکا حلال نہین ہو سکتا ویسا ہی ناپاک و حرام رہتا ہے سب چھوڑ دیا اور اوسکی مخالفت پوری پوری کی ہے یعنے تمام سلف و خلف کے برخلاف و ضد پر آپ نے کمر ہمت جرأت و جسارت باندہی ہے مگر وہ کہان تک اور کبتک کیونکہ آپ اہلسنت و اہل حدیث کے عالم کہلاتے ہین اور اتباع قرآن و حدیث کا آپکا دعوی ہے اور یہہ دعوی ہرگز ہرگز کبھی بجز اتباع سلف صالحین و سلوک مسلک ائمہ دین فقہا و محدثین و مفسرین کلام رب العلمین کے سچا و درست نہین ہو سکتا اسواسطے کہ قرآن و حدیث کے مطالب و مقاصد و مفاہیم و مدارک و اشارات و دلالات کے اعلم و افہم ساری امت الی یوم القیامہ سے وہی لوگ ہین جو حضور پر نور نبوی مین حاضر تھے اور اونکے سامنے وحی آسمانی و حکم ربانی نازل ہوتا تھا اور انکو تعلیم علمی و عملی دیجاتی تھی اور بلا واسطہ مہبط وحی و مخزن علوم آسمانی و مجمع برکات و خیرات و سعادات دو جہانی و معدن فیوضات و اسرار شرع حقانی و مجمع مکارم اخلاق و محاسن لاثانی اشرف نوع انسانی رسول ربانی افسر اطبا روحانی محمد مصطفی و احمد مجتبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روز و شب مستفیض و مستفید ہوتے تھے اور تحصیل علوم وحی کے ایسے تشنہ و مشتاق تھے کہ اسکے برابر انکو دنیا مین کسی نعمت و لذت کا شوق نہ تھا حتی کہ اکل و شرب ضروری غذا و طعام و لباس پر بھی اوسکو مقدم جانتے اور مارے فقر و فاقہ و جوع کے ناطاقتی سے حالت نماز مین قیام سے گر پڑتے تھے اور اکثر کو ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا میسر نہ تھا وہ بھی پیوند در پیوند سے خرقہ درویشانہ تھا جس سے اندام ضروری کا ستر بھی دشوار تھا اصحاب صفہ کی جو خواص طلباء علم نبوی مدرسہ نبویہ مین جو مسجد نبوی تھی رہا کرتے تھے یہی حالت تھی جس کیوجہ سے جہلا و سفہا انکے حق مین کہا کرتے تھے هؤلاء المجانین غرضکہ بتکالیف شدیدہ و مصائب نادیدہ و ناشنیدہ اونہون نے علم نبوی حاصل کیا اور اوسکے موافق عمل کرکے تہذیب اخلاق اسلامیہ و فضایل دینیہ کے اعلی مدارج و اقصی مراتب پر صعود کیا و لہذا اللہ تعالی قرآن شریف مین جو اصدق و افضل کتب منزلہ ہے جو اوصاف و محامد و فضائل و مناقب مومنین کے بیان کیا اور انکی ثقاہت و عدالت و صداقت و دیانت و امانت کے متعلق جو مضمون ذکر کیا ہے اوسکے مصداق اولی اصحاب کرام ہین یعنی خداوند کریم نے انکی تعدیل و توثیق کی ہے اور بعد انبیا علیہم الصلوۃ و السلام کے انکو تمام بہترون سے بہتر اور تمام معتبرون سے بڑہکے معتبر بنایا اور انکے اقوال و افعال کو پسندیدہ اور انکے اوضاع و اطوار و عادات و سجایا و شیم کو سنجیدہ کیا اور اپنے نبی مطاع کا وارث صادق و نائب ارشد و ہادی و صالح مصلح و ناصح مخلص ناصح للاسلام و الانام بنایا اور انکی اتباع و انسلاک مسلک کو واجب ضروری کیا ہے و لہذا حضرت عبد اللہ بن

مسعودؓ نے اصحاب کرام کبار ذوی الغر والوقار کے شان عالی مین بعد بیان اونکی افضلیت من ہذہ الامۃ وابریت قلوب واعمقیت علم واقلیت تکلف اونکے کے فرمایا۔ اختارہم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوالہم فضلہم واتبعوہم علی اثرہم وتمسکو بما استطعتم من اخلاقہم وسیرہم فانہم کانوا علی الہدی المستقیم یعنے جیسے کہ انکے استاد معلم خیر وسداد وہادی سبیل رشاد افضل وخیر واشرف عباد واعلم وافہم واہدی واتقی واقوم واعظم وافخم واکرم واعزوا وقر وارشد واسد علی الاطلاق تمام مرسلین ونبیین وہادین سے تھے ویسے ہی آپکے شاگرد اور آپ سے ہدایت وتربیت یافتہ بھی تمام امم سالفہ وخیر امم سابقہ یعنے اس امت اور تمام امت سے فضل شرف وخیر وبرکت اور تمام خوبی ونیکی لازمی ومتعدی مین بڑھگئے قال اللہ تعالیٰ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد لہم جنات تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا ذلک الفوز العظیم تفسیر معالم التنزیل للامام البغوی مین ہے قال ابو صخر حمید بن زیاد اتیت محمد بن کعب القرظی فقلت لہ ما قولک فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنۃ محسنہم ومسیئہم فقلت من این تقول ہذا فقال اقرأ قول اللہ تعالیٰ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار الی ان قال رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ وقال والذین اتبعوہم باحسان شرط فی التابعین شریطۃ وہی ان یتبعوہم فی اعمالہم الحسنۃ دون السیئۃ فقال ابو صخر وکانی لم اقرأ ہذہ الآیۃ قط انتہی اس آیت سے تمام اصحاب کرام کبار وصغار کی عدالت وثقاہت اور اونکی مقبولیت شہادت ومعتبریت روایت اور اونکے افعال واقوال کی حجیت بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ خدا صاحب کی خوشنودی ورضامندی اونسے اسی سبب ہوی کہ اونکے افعال واقوال کو پسند فرمایا ولہذا اونکو جنت کا وارث بنایا اور جنت کی خوشخبری اونکو سنایا وقال اللہ تعالیٰ وتلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب کرام مین سے ہر ایک تقی یعنے متقی ہے اور متقی ہونا مستلزم ومقتضی ہے اونکے اقوال وافعال کے معتبر وپسندیدہ خدا ہونے اور سیئات سے بچنے وپرہیز کرنے کو اور جن سے خدا صاحب خوش وراضی ہوا یعنے اونکا قول وفعل منظور جناب الٰہی ہوگیا تو پھر اونکے قول وفعل کو بے سند وساقط الاعتبار جاننا اور اونکی مخالفت پر کمر باندہنا یعنے حضور نبویؐ کے حاضرین ومستفیضین از سر چشمۂ فیض انجناب فیضمآب رسالتمآب وتلامذہ آن خیر المعلمین کے فتادی وتفاسیر واقوال وافعال کو موجود صحیح پاکر اونکے برخلاف اپنی رای ناقص وقیاس ردی کو معتمد علیہ جاننا اور اسپر دار ومدار فتوی کی رکہنا کب جائز ودرست ہوگا بلکہ بدعت وضلالت کا کام ہوگا اور خدا صاحب کی توثیق وتعدیل وتوصیف وتعریف وتفضیل کو جو صحابہ کرام کے بارے مین آیات کثیرات واحادیث بسیار در بسیار مین وارد ہے اور اونکے جمع وتالیف کیلئے ایک دفتر عظیم

وکتاب فہیم پر اکتفا نہ ہوسکیگا غیر صحیح وغیر معتبر ٹہیرا تاہے لہذا اونکی اور انکے تلامیذ کاملین تابعین کی تفسیر موجود رہوتے ہوے اونکے برخلاف تفسیر کرنا ابتداع وضلال کا کام ہوگا کما مر من قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ فی المقدمات الاربع فی اول الرسالۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم بہلا سالفین عمائدین دحامین وخادمین وناصرین ومفسرین وشارحین لکتاب رب العلمین وسنۃ سید المرسلین وحافظین وعالمین للوحی المنزل علی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فی العالمین کے علم وفہم وفتوی وتقوی اور تفسیر وتقریر کے سامنے اوسکے برخلاف کسی پچہلے کو اپنے رای سے کچہ فتوی دینا اور مسئلہ ایجاد کرنا ہرگز درست نہیں ہے اور اوس کا ایسا قول وفتوی ومسئلہ واجتہاد طبعزاد بالکل ساقط الاعتبار اور القا فی الحش وضرب بالجدار کے لائق وسزاوار ہے حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اقتضاء الصراط المستقیم مین فرماتے ہین وہم (الصحابہ) کانوا اعلم بالدین واتبع لہ ممن بعدہم ولیس لاحد ان یخالفہم فیما کانوا علیہ الی ان قال لم یکن لنا ان نخالفہم فی ذلک وان کان بعض من جاء بعدہم من اہل الفضل والدین فعل الخرسہ العلم قال اللہ قال رسولہ قال الصحابۃ لیس خلاف فیہ۔ یہ پاک واشرف واقدس علم وفن اعلی کتاب عزیز وسنت مطہرہ کا ہے جو منقول از لوح محفوظ ومنزل من السماء علی سید الانبیاء ومروی عن جبریل علیہم الصلوۃ والسلام عن ربہ تبارک وتعالی ہے جس مین کسیکے رای وقیاس کو کچہ بہی دخل نہین ہے یعنے کسیکے مجرد رای خالی از دلیل یا مخالف دلیل کو دلیل شرعی ومدار احکام نہین بنایا گیا پس ایسے مقدس علم کے اعلم وافہم واعمل بہ اور اسکے رموز واشارات سے واقف تر وہ لوگ ہونگے جو معلم اول منزل علیہ سے بلا واسطہ اونکے حضور پرنور اعلی مین حاضر ہوکر پاس بیٹھکر آپ سے بوجہکر شبہات وشکوک کو حل ورفع کرواکر زیادہ تر شوق ومحنت وحاجت کے ساتھ جس کا شمہ حال ونبذہ از مقال بالاگذرا سیکہے پڑہے سنے اور حضور اعلی کے محضر انور مین اوسپر عمل بہی کئے ہین اور باین وہ عربی وان مادری زبان رکہتے ہین اور اوسکے اوس وقت کے محاورات سے خوب ہی واقف اور علم بلاغت وفصاحت کے فطرتی وطبعی طور پر اعلم واستاد بہی تہے پہر انکے[م] شاگرد بہی جو تبع تابعین مین اونکی چال وچلن وفہم واعتقاد وطریق عمل وروش واستدلال پر رہے اور کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہا وکتب تفسیر ائمہ دین وکتب فقہ فقہاء ومحققین وشروح شارحین ربانیین مین وہی علم وعمل وفہم وطرز استدلال مذکور مکتوب ومسطور ہوگیا جسکی تعبیر ساتھ ما انا علیہ واصحابی کے ساتھ کیجاتی ہے اور اوس کا نام اتباع سلف صالحین رکہا جاتا ہے اور یہی اتباع سلف صالحین ہی مابہ الامتیاز ومابہ الفرق بین اہل حق واہل ہدایت واہل سنت والجماعت وبین اہل ضلالات فرق ضالہ ہے یعنے اتباع سنن نبویہ وآثار سلفیہ واجتناب از ہوی وبدعت شعار سچے اہل حدیث واہل سنت کا ہے اور جو طرز مذکور پر نہین ہے وان صلی وصام وسمی نفسہ اہل الحدیث واہل السنۃ واہل القران وزعم انہ ذو اسلام وہ سچے اہل سنت

م اکثر شاگرد کہ تابعین ہین پہر انکے

والجماعت سے خارج ہے من این کان ومن کان وحیثما کان وعلی ما کان غرضکہ کیا صحابہ کرام اور اونکے اتباع جو
تابعین عظام وتبع تابعین وائمۂ دین سالکین مسلکہم اعلم وافہم وافقہ علم کتاب وسنت مین ہونگے یا وہ لوگ جو قرون
ثلثہ مشہود لہا بالخیر کے بعد وہ بھی کتنی صدیون کے بعد غیر ملک عرب مین پیدا ہوئے اور علم فہم عمل تقوی وغیرہا تمام
صفات مین جنکو فہم مطالب وحی مین دخل ہے ادنی وانقص ہین اور بڑے مشکلات سے عربی کے کچھ قاعدے سیکھکر
اور محاورات عرب اول سے ناواقف وناآشنا ہوکر اتباع ہوی مفسرین بنگئے اور زندقہ والحاد وتفسیر بالرای سے
اپنی نام کی تفسیرون کو پر کردیا اور کیا کچھ فتنہ وفساد در دین رب العباد پہیلا دیا یہانتک کہ یہ بلاء عظیم ملک ہند
مین گھسگئی اور پرانے ملحدین وفرق ضالین مضلین کی کتب سے منقول ہوکر ہندوستان مین جاری ساری ہوگئی
اور سب سے پہلے پیر نیچر نے تحریف القرآن بنائی اور تخریب الاخلاق کی بنا ڈالی پہر انکی ریس کرکے صاحب قادیان نے
اصول کفریہ پر تفریعات ضلالات کی شروع کی اور صدہا مسلمانون کو مرتد وبے ایمان بنایا اور کیا کیا تاویلات
باطلات سے آیات واحادیث کو تحریف یہود سے بڑہکر محرف ومصروف عن مواضعہا وظواہرہا کیا والنصوص من
الکتاب والسنۃ تحمل علی ظواہرہا مالم یصرف عنہا صارف قطعی وصرفہا عنہا الی معان یدعیہا اہل الباطن وغیرہم
من سائر الملاحدۃ زندقۃ والحادیہ سلسلہ اہل سنت وجماعت ہے ابہی انکی تفییض وتسلیط علی العباد وتخریب
بلاد کا دور دوران ختم نہین ہوا تھا کہ انکا ایک تیسرا بہائی پیدا ہوگیا اور اسنے بھی اپنے دونون پیرون کے اصول الحادیہ
واعتقادیہ کفریہ کی پٹڑی پر ریل گاڑی زندقہ کی چلائی اور تفریعات الحادیہ جدیدہ کی ہوا گندی ناپاک دماغونمین
پہونچاکر آزاد منش طبائع والون کے خیالات فاسدہ کی اور بہی تائید کردی اور اس سراسر گمراہی کا نام عمل بالقرآن اور
اپنا لقب اہل قرآن رکہا پہر اسنے بہی اپنے پہلے دو پیرونکی طرح ایک جماعت اہل ضلالت کی قایم کی غرضکہ ان دجاجلہ
ثلثہ نے اس مقولہ صادقہ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وتحیۃ کی جو اشراط ساعت وعلامات قیامت کی پیشین
گوئیون مین سے ہے وہی ہذہ ولعن آخر ہذہ الامۃ اولہا مصداقیت وصداقت وواقعیت کو خوب ظاہر کیا یعنے
انہون نے سلف صالحین وائمۂ دین ومفسرین کلام رب العلمین کی عزت وعظمت ومقتدائیت واعلمیت وخیریت
است وافضلیت ممن بعدہم پر خوب ہاتھ صاف کیا اور مسلمانون کے اتنے بڑے پیشواؤن وہادیون واستادون کی
خفت عزت وکسر شان کی باتین اونکے کانون مین پہونچائین اور جہلاء وعوام کو خوب بہکایا پہر سانہ اسکے احادیث
مرفوعہ صحیحہ کو بہی اڑا دیا یعنے پیغمبری کی ضرورت کو اٹہا دیا پہر اسکے بعد خود مفسر وشارح قرآن کے بن بیٹھے اور وسواس
شیطانیہ اور خطرات وتوہمات ابلیسیہ سے لگے تفسیر بنانے کلام ربانی کی یعنے گویا کہ وہ خود پیغمبر بنگئے بلکہ بعض نے تو
بتصریح بر ملا رسولیت ونبویت کا دعوی بہی کرلیا اور اشتہار دیدیا اور آیات قرآنیہ بہی بناکر شایع کرڈالین چنانچہ
ایک دجال نے ان دجاجلہ سے انا انزلناہ قریبا من القادیان وغیرہ اور کتنے آیات بناکر درج فی کتبہ التی ملأہا ضلالۃ

وکفر اگین اور کیا کیا فتنہ وفساد درعباد و در بلاد قایم کیا اگرچہ دجاجلہ صاف یہ کہدیتے کہ ہم کتاب وسنت وآثار سلف
امت کو نہین مانتے تو یہ کفر وجحود وانکار انکا ایک طور کا لازمی ہوتا اسکا وبال خود انہین پر عائد ہوتا مگر انہون نے
تو اپنی مسلمانی کا دعوی بہی کیا اور در دمندی اسلام کو منافقانہ خوب ظاہر کیا اور اس دام تزویر اور مکر کی تدبیر سے
عوام مسلمین کو گمراہ کر ڈالا یعنے اتباع سلف چہوڑنے چہوڑانے سے یہ بلایا ورزایا وفتن ومحن اس دار محن مین ظاہر ہوے
اتباع سلف کیا ہے گویا حصن حصین وقلعہ سنگین ہے کفر وضلالت واضلال واغوا ر شیطان سے بچنے اور ہدایت پر
قایم رہنے کے واسطے پس جس نے اس حصن الٰہی وقلعہ سلفی کو چہوڑا تو وہ شیطان کے پنجہ وشکنجہ مین گرفتار ہوگیا اللّٰہم
انا نعوذ بك من ابليس وجنوده غرضکہ ابہی یہ بلاء عالمگیر کم نہین ہوی تہی کہ کشمیری خاندان سے بولادت
یک بچہ عجوزہ ضلالت والحاد پیرزچہ ہوگئی اور اس مولود نے باوجود کم استعدادعلمی وبے بضاعتی ودبے فہمی کے بہت
کچہ شور وغوغا کیا اور آیات جن مین کرامات اولیاء اللہ ومعجزات انبیاء اللہ وتقدیر اللہ کا ذکر وبیان ہے صرف عن
ظواہرہا کر دیا اور تاویل باطل بہی جو تاویل یہود سے ابطل ہے کام لیا اور اصول موضوعہ ضلالت کے بارے مین تصنیف کیا
اور فرقۂ اہل حدیث کو اوسنے بہت کچہ خراب اور اونکے اعتقادات سلفیہ کو دگرگون کر دیا اس ملحد جدید کشمیری نے بہی طرز
استدلال سلفی کو چہوڑکر نہج استدلال اہل ضلال واہل اعتزال کو اختیار کیا اور اپنے اغلاط فاحشہ کثیرہ سے جس سے
اوسکی کتابین لبریز ہین ابتک رجوع وتوبہ نہین کیا اور نہ اہل حدیث لوگون سے کوئی ایسا غیور رہا ہے کہ اوسکو اوسکے
اغلاط سے پہیرے یا خود اوس سے پہر جاوے یہ لوگ تو بحکم حبك الشئ يعمى ويصم سلف صالحین کی جگہ اوسکو سمجہتے
اور اسکی تقلید کرتے ہین ورنہ اسکی ضلالات واغلاط فاحشہ عظیمہ پر کونسی دلیل ہے سه اذا كان الغراب
دليل قوم ؛ سيهديهم سبيل الهالكينا - اگرچہ اوسکا رد وقدح خوب ہوا اور اسمین کچہ لیاقت علمی
سعد بہا بہی نہ تہی کہ کسی ذی علم ذی حق کا مقابلہ کر سکے اسنے تو ڈر کر ضرور توبہ نامہ شائع کرنا تہا مگر اوسکو اندر اندر
کی بہت کچہ تائید وتحضیض وترغیب اس کام کی اوسکے ہم اعتقادون سے ملتی رہی جس کا اثر اب ظاہر ہو رہا ہے کہ
اسکے ہم اعتقاد مخالفین سلف صالحین ومفسرین اندر اندر چہپے تہے اور وہ اوسکے ظہیر ونصیر تہے یعنے اندرونی قوت
وطاقت غیر پر اور انکی تحسین پر یہ اثاثری کہیل رہا اور فرقۂ اہلحدیث کا اعتقاد سلفی بگاڑ کر انکو نام کا اہلحدیث بنا دیا

براهم الله تعالى وسددهم ورزقهم اتباع السلف الصالح وجنبهم ابتداع الخلف الطالح ليصدق عليهم لقب اهل
الحديث والمرام ان اتباع الكشميري المخالف للسلف الصالح اعتقادا والمظهر في الدين فسادا والحاد ا والغير التائب
والغير الراجع عن اغلاطه الفاحشة عنادا والمتبوعهم ليسوا من اهل الحديث الصادقين الناهجين منهج سلف الامة
وخيارها الصالحين من اصحاب القرون الثلاثة المشهود لها بالخير وهو منهج سيد المرسلين الذى دعا امته اليه وهو صراطه
العزيز الحميد الذى يهدى اليه من ينيب وهو الصراط المستقيم الذى اوجب على كل مصل ان يدعوه في كل ركعة هدايته

السمیع المجیب وہو صراط الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین فی الصحابۃ کلہم ومن
تبعہم باحسان اجمعون داخلون فیمن عطف علی النبیین من قرناہم الفرق الثلثۃ لان کل واحد واحد من
الصحابۃ لایخلو من ان یدخل اما فی ہؤلاء او فی ہؤلاء من الزمر والطوائف الثلثۃ وہذا دلیل
علی ان السلف الصالح واجب علی من خلفہم اتباعہم وواجب لدعاء من اللہ لہدایۃ صراطہم وطریقہم وطریقہم ہو سبیل المومنین
وصراطہم ہو صراط اللہ المستقیم الذی اوجب اتباعہ وعدم اتباع غیرہ من السبل الزائغۃ والطرق الجائرۃ علی کل احد
من المسلمین کما قال عز من قائل وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل
فتفرق بکم عن سبیلہ والغرض ان الملحد المذکور المتبوع واتباعہ لیسوا من اہل الحدیث فی شیئ لا فی
صدر ولا ورد ہداہ اللہ تعالیٰ وایاہم ووفقہ لاصلاح ماظہر منہ من الفساد واطلعہم علی ماصدر منہ من افساد الاعتقاد
الی الحق آمین ۔ غرضکہ اس فرخ کشمیری من افراخ الملاحدہ کے فتنے ابھی تروتازہ موجود ہیں کچھ بھی پرانے
نہیں ہوئے کہ اسکے ہم آغوش اور ایک فتنہ برپا ہوا جو طرز استدلال کے رو سے اسکی ایک شاخ ہے وہ یہی جس کا تذکرہ
ہو رہا ہے یعنے جناب حافظ صاحب نے پہلے اصحاب فتن (وفتنہم کقطع اللیل مظلما) کے طرز استدلال وطریق ضلال
کو اختیار کیا اور ائمہ ہدی بدور الدجی کی اقتدا اور سلف صلحا کی اتباع کو ناپسند کیا اور اگر اتباع کا نام ہی تقلید
ناجائز رکھتے ہیں تو پھر آپنے بہت ہی بڑا غضب ڈہایا ہے کہ صلحا اتقیا ربانیین صادقین وخلفاء انبیاء علیہم
الصلوۃ والسلام وعلماء ربانیین رعاۃ وحماۃ اسلام کی تقلید کو تو چھوڑا اور شیاطین رجالین کذابین ملحدین مفسدین
فی الدین جاہلین از کتاب عزیز وسنت مطہرہ ومخالفین جادۂ مقبولین بارگاہ رب العلمین اور ضالین مضلین
کی تقلید کو اونکی روش استدلال میں قبول کیا جس کا ثمرہ یہ ہوا کہ آپ نے محض اتباع ہوی وپیروی رای انقص [illegible]
سے من غیر حجۃ ودلیل استحلال حرام کی سبیل نکالی اور تاویل باطل کی ایسی تقریر کی کہ اوسکے تسلیم وجاری کرنے
سے اکثر مسائل منصوصہ کے دلائل ونصوص بھی بیکار ہو جاویں یعنی آپ کی تاویل جیسی تاویل دوسرا بھی شروع
کر دے اور ملاحدہ کو بھی خوب موقع اپنے مخترعات ومزخرفات کے درست وصحیح کرنیکا ملجاوے اور آپکی تقریر کو
سنداً واستشہاداً وتصدیقاً لمابایدیہم وعندہم من الباطل پیش کرنیکا حیلہ اونکے ہاتھ میں آجاوے افسوس
کہ آپ نے اہل حدیث کا عالم کہلاکر حدیث مرفوع صحیح صریح مہر البغی خبیث اور الحلال بین والحرام بین الحدیث
کا صریح خلاف کر دیا اور حرام کو حلال بنا دیا اور طرز استدلال میں شیاطین کی تقلید واتباع ہوی وتفسیر بالرای
کو اپنی دلیل خیالی بنا کر نص شرعی صریح کا مقابلہ کیا اور جب آپکو اپنے استدلال میں مشکلیں نظر آئیں تو پھر کہاں
کہاں آپ نے ہاتھ پاؤں مارے اور بقول الغریق یتشبث بالحشیش ایسی ایسی باطل تاویلیں کیں کہ اہل حق
کو شرم وحیا آوے اور اہل حدیث کا نام بد ہو جاوے آپ کہاں جا رہے ہیں اور تمام سلف وخلف امت کہاں

جارے ہین فانی توئے فکون سے سارت مشرقہ وسرت مغربا ہ شتان بین مشرق ومغرب ہ آپ کو
کیا ضرورت پڑی تہی کہ تمام ائمہ دین ومجتہدین امت جنکے اجتہاد مسلم ہین اوراونکی مقبولیت عامہ تامہ
ہوچکی ہے سب کا خلاف کرکے اپنا نیا اجتہاد جس کا نہ سر اور نہ پاؤن نکالین اور لوگون کو اپنا مقلد بنائین اور
خدا کے حرامون کو حلال بنا کر رہی سہی برکت زمین کی بہی دور کر دین اور تمام جہان کے لچون اور بدمعاشون
اور سود خوارون اور رشوت خوارون اور شراب وسیندہی فروشون اور کسبیون کو خوش کر ڈالین اور اونکی پوری
پوری مدد ونصرت ومعاونت کرین اور ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کا ذرا بہر پاس خاطر
ولحاظ نرکہین جبکہ ایسے ناپاکون کے ناپاک مال جنکی حرمت نصوص سے ثابت ہے اور آپ بہی تسلیم کرتے ہین۔
آپکے محض اجتہاد بے بنیاد سے پاک ہوگئے تو پہر انکو اور کیا چاہیے گویا تمام دنیا بہر کی عزت انکو ملگئی اور اونکے
ناپاک مال حلال ہوگئے کیونکہ اکثر ایسے بدمعاش تو عمر بہر خدا اور رسول کی بات سننے کو نہین آتے ہین اور اون کو
ہر ایک کو کوئی واعظ سنانے بہی نہین جاتا ہے تو آپ کے فتوی سے (جو بالکل غلط ہے) انکے مال حرام ہی نہ ہوے
اور جنکو کبہی نہی پہونچی اور باز آگئے تب بہی حلال ہی رہے اور اگر باز نہ آئے تو نہی پہونچنے کے پہلے کے کمائے ہوے
مال تو حلال رہے اور اوسکے بعد کے کمائے ہوے حرام ہونگے مگر کبہی توبہ زبانی کر دینے سے وہ بہی حلال
ہوجاوینگے واہ کیا ترکیب عجیب وغریب نکالی جسکے فہم سے پیغمبر صاحب اور ساری امت محروم رہی اور ایک آپ کو
یہ دولت فہم (تحلیل حرام) کی نصیب ہوئی ونعوذ باللہ من ہذا الفہم وقد ورد ان من العلم لجہلا وقدمر تفصیلہ
وتطویلہ فلا نعیدہ حالانکہ آپکے پاس سوائے خیال باطل ورای کاسد وو ہم فاسد کے اور کوئی دلیل شرعی محلل
حرام کی نہین ہے اور نہ کوئی امام از ائمہ سلف امت اور نہ کوئی عالم از علماء خلف اس مسئلہ مین آپکا امام وپیشوا
ہے اور کیون ہو آپ نے تو پہلے ہی سے ائمہ دین سے قطع تعلق تام کر رکہا ہے بہلا جو خود اپنے آپکو امام ومجتہد و
مفسر کلام ربانی سمجہتا اور طبعزاد خیال کو شرع قرار دیتا اور اوسکے حکم سے حرام کو حلال بناتا ہو تو اوسکو اب تفسیر
سلفی کی اور اقتدا بالائمہ کی کیا حاجت اور کیا ضرورت باقی رہی افسوس کہ تقلید ائمہ دین کے ترک ورد مین تو بڑے
مگر جارہے بڑہگئے جسکے عوض مین اب تقلید ہوئی کی اور شیطانون کی اور ملحدون کی کرنی پڑی۔ ناجائز تقلید ائمہ
ہدی کی تو اسیقدر تہی کہ کسی نص شرعی کے برخلاف اگر کسی امام ہدی کا قول بہ سبب عدم بلوغ نص شرعی کیطرف
اوسکے یا بہ سبب کسی دوسرے سبب کے اسباب مذکورہ فی الموضع والمحل سے نظر آوے تو اوس قول کو چہوڑ کر نص شرعی
پر عمل کیا جاوے بس بس نہ یہ کہ تفسیر قرآن وشرح حدیث وبیان سے اور فتاوی سابقین اولین اور اقوال وآثار
سلف صالحین وغیرہا تمام علوم متعلقہ بالدین سے قطع تعلق کیا جاوے اور سلف سے اور ائمہ دین سے کچہ سروکار
باقی نہ ہے جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ یہانتک بہی نوبت پہونچ جاوے کہ احادیث مرفوعہ صحیحہ کو بہی بمقابلہ اپنی رای

وہوی کے چہوڑ دیا جاوے چنانچہ جناب حافظ صاحب ایسا کر چکے ہین اور کیون نکرین جنکی طرز استدلال مین تقلید اختیار کئے ہین اونکا یہی مذہب اور اصل اصول موضوعہ ہے چنانچہ ملحد جدید کشمیری برابر ویساہی کر چکا ہے اور وہ تو جناب حافظ صاحب کا طرز استدلال مین پیر واستاد نا سدید ہے یا وہ آپکا در پردہ شاگرد رشید ہے انکی اعانت وتصدیق در پردہ سے تو وہ جری بہت سے کام کر ڈالا ہے ورنہ اوسکی کیا حیثیت تہی کہ اس قدر رقص وشب کرے اور اتباع سلف کے مسئلہ پر ہاتھ صاف کر کے بڑی تسلی سے بیٹھ جاوے اور توبہ نہ کرے اور کوئی اوس سے باز پرس نکرے اور فرقہ اہلحدیث کے عقائد سلفیہ کو جسکا نام ہے مذہب اہلحدیث بدل ڈالے اور اہل اللہ علماء باللہ متبعین سلف کا مقابلہ کرے ائمہ ہدی کی تقلید ناجائز کو تو خود ائمہ دین نے اپنے وصایا مین صاف ذکر کر دیا ہے کما قال الامام الہمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی ورضی عنہ وعن سائر ائمۃ الدین ورحمہم اجمعین اذا صح الحدیث فھو مذھبی وقال اترکوا قولی بخبر الرسول وبخبر الصحابۃ وہکذا ومثلہ قال الامام الشافعی وغیرہ من سائر ائمۃ الدین ان وصایا کو خود مقلدین ائمہ بہی اپنی تصانیف مین لا چکے ہین چنانچہ مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول فقہ مین ہے لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالی ورسولہ ولم یوجب اللہ تعالی ورسولہ علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ. میزان کبری مین ہے لم یبلغنا فی حدیث صحیح ولا ضعیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر احدا من الائمۃ بالتزام مذہب معین لا یری خلافہ ملا علی قاری کی شرح عین العلم مین ہے. ان اللہ سبحانہ وتعالی ما کلف احدا ان یکون حنفیا او شافعیا او حنبلیا او مالکیا بل کلفہم ان یعملوا بالکتاب والسنۃ ان کانوا علماء او یقلدوا العلماء ان کانوا جہلاء پس جبکہ صاحب مذہب اور مقلدین مذہب محققین نے متقدمین اور متاخرین نے سب نے اپنے اپنے زمانہ مین تقلید ناجائز وحرام کو جو مقابلہ مین نص شرعی صحیح کے کسی امام ہدی کے قول مخالف النص کو متعہدا لیا جاوے اور نص شرعی کو چہوڑ دیا جاوے یا مذہب معین کی تقلید وپابندی کو واجب سمجہا جاوے رد کر دیا اور ناجائز بتلا دیا ہے اور مذہب اور صاحب مذہب سے اعتراض کو اٹہا دیا اور مذہب کو پاک کر دیا ہے اور کتنے محققین نے اپنی تحقیق کے موافق عملی کارروائی بہی کر کے دکہلا دی ہے چنانچہ قاضی ابویوسف رح کے شاگرد عصام اونکے سامنے رفع الیدین کیا کرتے تہے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین علت ضب کو بسبب ورود حدیث صحیح بحلت ضب کے قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بکراہت ضب پر ترجیح دیدی ہے صاحبین نے کتنے مسائل مین جو قریب مقدار ثلث مذہب امام صاحب کے ہوگا اپنے مربی معلم استاد عالی مقام کا بسبب تحقیق واطلاع بر دلیل مخالف لقول الاستاد کے خلاف کر دیا ہے محقق ابن ہمام نے کئی جگہ ایسا کیا ہے مولانا بحر العلوم عبد العلی لکہنوی نے رد مین تقلید اور وجوب تعیین مذہب واحد کے بہت کچہ لکہدیا ہے ہمارے زمانہ مین جناب مولانا مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی مرحوم

نے مسئلہ مدت رضاعت مین مقدار مہر مین تقسیم وتسویہ بین الزوجات مین اور اخفا وجہر آمین مین رفع الیدین
اور اسکے عدم مین اور کتنے مسائل مین ماورد بہ الحدیث الصحیح کو قول امام صاحب پر ترجیح دیدی ہے چنانچہ آمین کے
مسئلہ مین یہاں لفظ لکھدیا ہے والانصاف ان الجہر قوی من حیث الدلیل نیز رفع الیدین مین ویسا ہی رقام
کیا ہے غرضکہ مقلدین مذاہب سے جو محققین ہین وہ نہ تو تقلید ناجائز کو جائز بولتے ہین اور نہ امام واحد معین کی
تقلید کو واجب کہتے ہین کما مر اور جو ضدی متعصب اسکے برعکس بولنے والے ہین اونکے کہنے کا کچہ اعتبار ہی نہین
اور اونکے غلط قول وغلط اعتقاد سے اصل مذہب اور صاحب مذہب اور مقلدین محققین مذہب پر کچہ اعتراض
ہی نہین جیسا کہ اہلحدیث نام رکہکر اور سلف صالح کی اتباع چہوڑکر شیاطین ملحدین کی تقلید کرنے والون کا کچہ
اعتبار نہین اور اصل مذہب اہلحدیث پر انکے برخلاف مذہب اہلحدیث چلنے اور اعتقاد رکہنے سے کچہ اعتراض نہین
بلکہ ایسے لوگ تو اہل حدیث صادقین کے زمرہ سے ہی خارج ہین تو ایسی صورت مین جو لوگ اتباع سلف کے منکر
ہین اور ملحد کشمیری کے پیرو وہم اعتقاد ہین اور نام کے اہلحدیث ہین اور غیر مقلدین کے لقب پر اونکو بڑا ناز ہے
حالانکہ وہ خود متبعین ہوی اور معجبین بالرای الفاسد ہوکر مقلدین اہل اعتزال واہل ضلال واہل الحاد مین چنانچہ
ملحد کشمیری نے اتباع سلف تو کجا اتباع امام سلف وخلف صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح مرفوع صریح کا بلکہ
آیات قرآنیہ دالہ بر معجزات انبیاء وکرامات اولیاء وتقدیر خدا کے ظواہر ومطالب بواہر مفسرہ بتفسیر نبوی م
وتفسیر سلفی کا خلاف صریح کیا ہے اگر کسیکو شک ہے تو اوسکے رد مین جو کچہ لکہا گیا ہے اوس کا مطالعہ کرکے تصدیق
کرلین ایسے نام کے اہلحدیث جو فی الحقیقۃ مقلدین شیاطین وملحدین ہین اور سلف صالحین وائمہ دین کی کچہ
بہی وقعت وعظمت دل مین نہین رکہتے ہین اور انکے آثار واقوال وفتاوی پر اپنے آراء اور ملحدین کی طرز
استدلال کو مقدم وراجح جانتے ہین انہین اور مقلدین ائمہ دین مجتہدین مین بہت بڑا فرق ہے مقلدین
ائمہ دین مجتہدین مین سے جس کسی نے حدیث صحیح مرفوع پر قول امام کو مقدم کیا اور قول امام پر عمل کیا اور
قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو چہوڑ دیا تو اوسنے غلطی سے شبہہ سے یا جہالت سے کیا اور جو کچہ کہ کیا
تقلیدی حیثیت سے کیا بات تو اون لوگون کی ہے کہ تقلید ائمہ دین کو صرف اسوجہ سے چہوڑا کہ قول رسولؐ پر قول
امام مقدم نہ ہوجاوے اور نص شرعی کا ترک لازم نہ آوے پس اب بتلائے کہ ایسی تقلید کے تارکین یعنے غیر مقلدین
کو یعنی ملحد کشمیری اور اسکے ہم اعتقادون کو کیا بلا اور آفت ضلالت کی گہیر لی اور انکی مت اور سمجہ ماری گئی کہ انہون
نے قول ومذہب ملحدین واتباع ہوی واعجاب بالرای کو صحیح حدیث مرفوع یعنے قول رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم پر مقدم کیا یعنے قول رسولؐ کو صاف چہوڑ دیا اور اپنے رائی ناقص ردی پر عمل کیا یعنے ائمہ دین کی تقلید
کو چہوڑکر شیاطین متبعین ہوی وضلالت کی تقلید کو اختیار کیا سچ فرمایا اللہ تعالی نے اپنی کتاب پاک مین بلکہ

للظٰلمین بدلا یعنے ظالمون کو رحمان کی جگہ شیطان ملا ویساہی ان ہواپرستون کو ائمہ دین کی جگہ
شیاطین و ملحدین ملے اگر کوئی اس بات کا انکار کریگا تو مین بعونہ تعالیٰ ملحد جدید کشمیری کی کتابون سے اوسکا
الحادیات کرکے بتلاؤنگا اوسنے تو الحاد کے قاعدے ہی گھڑ کر لکھہ مارے ہین جنکی وجہ سے کتنی احادیث صحیحہ
مرفوعہ کا ترک لازم آتا ہے انپر یہ مثل سائر صادق آئی فلان فر من المطر و قام تحت المیزاب فلا
یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا ایسے ملحد مزاج اور اوسکے ہم اعتقاد و اتباع و ہمخیال و اشیاع
پر اطلاق اہلحدیث کا یا اہل سنت کا جو متحد المعنے والمراد والافراد ہین ایسا ہے جیسا کہ اطلاق کافور کا زنگی پر ہے
سہ برعکس نہند نام زنگی کافور ٭ کیا اچھا نام رکھنا مستلزم ہے نامور کے اچھا ہونے کو اسیطرح نام اچھے کے چند
افراد کے برے ہونے سے تمام افراد بھی برے نہین ہوسکتے غرضکہ اس نام مبارک واحسن یعنی لفظ اہلحدیث یا اہل
سنت کے مستحقین صادقین متبعین للکتاب والسنۃ علی نہج سلف الامۃ یعنے سچے اہل حدیث و اہل سنت لوگ بھی
میرے بیان مذکور الصدر سے مستثنے ہین اور ایسے سچے اہل حدیث لوگ بھی ماشاء اللہ آجکل بہت ہین چنانچہ حضرات
غزنویہ کا خاندان عالیشان اور اونکے سرتاج اعلم العلماء بالکتاب العزیز والسنۃ المطہرۃ فی ہذا الحین و بقیۃ السلف
الصالحین جناب مستطاب مرشدنا و سیدنا و شیخنا مکرمنا مولانا مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی ادام اللہ تعالے
فیوضاتہم و برکاتہم و افاداتہم الی یوم الدین اور انکے مریدین اور دیگر علماء و فضلاء اور انکے اتباع جو ملحد کشمیری
کے اعتقاد و نہج کے برخلاف ہین ایسے سب لوگ اونسے الگ و علیحدہ ہین مکرر آنکہ وہ وہی لوگ ہین کہ موافق ما انا
علیہ واصحابی وھی الجماعۃ کے ہین یعنے صحابہ کرام و تابعین عظام و تبع تابعین ائمہ دین فخام اصحاب
قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر کی چال و چلن اور اونکے اعتقاد و عمل و فہم و علم کے دائرہ سے باہر قدم نہین رکہتے
ہین اور ان اسلاف و خیر امت کے اتفاقی یا اختلافی مسئلہ یا تفسیر و مذہب کے برخلاف اخلاف امت اہل بدعت
اہل الحاد و ضلالت کی ہوی و رای کے ہرگز تابع نہین بلکہ برکنارہ و علیحدہ و دور و مجتنب و مخالف اور پورے مخالف
ہین من کانوا و اینما کانوا کثرہم اللہ تعالیٰ و نصرہم علی من خالفہم و آذاہم و خذل من ناواہم و عاداہم من اہل الالحاد
والضلال و اہل الفساد والعناد الی الحق آمین اب فرقہ اہلحدیث کی خدمت مین عرض ہے کہ اگر آپ لوگ
سچے اہل حدیث ہین تو ملحد کشمیری کی اتباع و پیروی چھوڑ دین یا اوس سے توبہ لین اور اوسکے فسادات سے اوسکو
رجوع کرائین اور ائمہ حدیث کی روش پر جو اتباع سلف ہے اسکو آمادہ کرین اب یہی عرض جناب حافظ صاحب کی
خدمت مین بھی ہے کہ آپ اپنے طرز استدلال اور اپنی غلط فتوی سے رجوع فرمائین اور اہل حدیث کی طرز استدلال و
اتباع آثار سلف والاقوال کو جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ تمام کتب حدیث و فقہ ائمہ تحقیق و شرح حدیث و تفاسیر
سلف با توفیق مین ہے اختیار کرین اور جس مسئلہ مین کوئی امام از سلف تکلم نہین کیا ہے آپ بھی اوس مین تکلم نکرین

دایاک ان تتکلم فی مسئلۃ لیس لک فیہا امام من السلف قالہ امام اہل الحدیث۔ اور جیسی روش اور چال چلی
سلف کی موافق ما انا علیہ واصحابی کی چلی آتی ہے جو کتب حدیث و شروح مین موجود ہے اوس سے
خروج نکرین اور اگر رجوع نہین فرماتے ہین تو ہر ایک بات کا جواب باصواب لا بالقال والقیل بل بالدلیل دین
اور اپنا امام ومقتدی از سلف بتلائین ورنہ حق تو ظاہر ہو ہی جائیگا بعونہ تعالی وہو الحافظ لدینہ والناصر لسنتہ نبیہ

آمدم بر سر مطلب

جناب حافظ صاحب کی تیسری دلیل یہ آیۃ وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھدٰھم حتی یبین
لھم ما یتقون تھی اسکا دوسرا معنے جو نہی المومنین عن الاستغفار للموتے المشرکین تھا وہ بہی مفید
مطلب جناب حافظ صاحب ہرگز نہین ہے بلکہ مخل بمقصد جناب حافظ صاحب ہے کیونکہ اس معنے ثانی کا ماحصل تو یہی
ہے کہ خدا صاحب مومنون پر پہلے نازل کرنے نہی عن الاستغفار للموتی المشرکین کے بسبب اونکے استغفار للموتے
المشرکین کے گمراہی کا حکم نہین لگاتا کما مر من تفسیر ابن جریر فیما قبل پس کہان یہ دلیل جو معنے ثانی ہے اور کہان
جناب حافظ صاحب کا مدعا ومطلوب کہ نہی جو اوسکے (زانیہ) رب کیطرف سے آچکی یعنے نازل ہوچکی ہے بعد نزول
کے مدتون کے بعد مرنے تک اوسکے پاس نہ پہونچی تو اوسکا تمام مال زنا سے کمایا ہوا حلال ہے اور اگر کسی زمانہ مین۔
اوسکو نہی پہونچی اور باز نہ آئی تب بھی نہی پہونچنے کے قبل کا مال تو حلال اور مابعد کا کمایا ہوا حرام اور وہ بھی توبہ
کر دینے سے یعنے اوسکے کہدینے سے کہ مین نے تو توبہ کر دی ہے حلال ہوجاویگا پہر اسیطرح جب توبہ توڑ کر مال کمائیگی
اور پہر توبہ کریگی تو وہ مال بہی ساتھ ساتھ حلال ہوتا جائیگا یعنے گناہ تازہ تو توبہ بہی تازہ تو مال حرام کی حلت
بہی تازہ اسیطرح اگر ستر بار بلکہ بیشمار ایک دن مین گناہ کرکے توبہ کرتی رہیگی تو اتنے بار مال حرام بہی تازہ بہتر
طیب خوش مزہ حلال بلاریب وبلاشک ہوتا جائیگا انتہی مضمون مدعاہ بہلا کوئی ادنے سے ادنے صاحب علم صاحب
انصاف بہی اسمین شک کریگا کہ جناب حافظ صاحب کا یہ دعوی مذکورہ جسکا رد معقول بار بار ماسبق مین گذر چکا
اور اسکی حقیقۃ حال بہی بیان ہوچکی کہ یہ صرف خیال خالی از دلیل عقل ونقل ہونیکی وجہ سے ابطل الاباطیل
کے قبیل سے ہے اور وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون کا مصداق ہے اور اونکی اس تیسری دلیل در آوردہ
بر اثبات این مدعی مذکور کو بہی اس مدعی سے کچہ بہی مطابقت نہین ہے ولا بد نہا آپکے اس دعوی اور اس دلیل
مین تو وہ نسبت ہے جسکو شاعر نے ثریا اور سہیل کے درمیان مین بیان کیا ہے ؎ ایھا المنکح الثریا
سھیلا ؛ عمرک اللہ کیف یلتقیان ۔ ھی شامیۃ اذا استقلت ؛ وسھیل اذا
استقل یمان ۔ اس آیت سے تو خلاف مطلب جناب حافظ صاحب ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس آیت کے منطوق

مگر آپ بھی حلال ہے

(کہ اللہ تعالیٰ قبل انزال نہی عن الشیئ کے ارتکاب اوس شیئ سے مرتکب شیئے پر حکم ضلال کا نہین لگاتا اور مواخذہ نہین کرتا) سے یہ مفہوم ہوا کہ بعد انزال نہی عن الشیئ کے اوسکے مرتکب پر حکم ضلال لگاتا اور اوسپر جرم ثابت کرتا ہے وہو المطلوب اور یہی مطلب فمن جاءہ موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف کا بہی ہے کہ نہی عن الربا کے نزول کے ماقبل کا مال ربا لیا ہوا تو معاف ہے منتہی عن النہی کے حق مین اور بعد نزول نہی مذکور کے لین دین اوسکا معاف نہین بلکہ حرام وسخت ہے تمام مفسرین وامت کے علماء ربانیین نے یہی سمجہا اور آپ نے بے دلیل صرف قال قیل سے سب کا یعنی حق کا خلاف کیا اور یہی مطلب آپکی اس تیسری دلیل سے بہی معلوم ومفہوم ہوا یعنے جو آپکی حجت تہی وہی آپ پر اتمام حجت کا کام کر دی فہل انتم منتہون فالحمد للہ حق حمدہ کہ اوسکے عون ونصرت واعانت سے جناب حافظ صاحب کے دعوی باطلہ وفتوی لاطائلہ کا بطلان وخذلان اور اونکے ادلہ پیش کردہ غیر قائمہ غیر ناہضہ بر مدعی وغیر دالہ بر دعوی وغیر مفیدہ وغیر نافعہ ہونیکا شمس بیان طالع لمن له العینان ہوچکا اور حق وباطل مین اختیار بالبرہان اور حلال وحرام مین فرق بحجج الفرقان وباحادیث سید الانس والجان واضح ولائح لمن له الایقان والایمان ہوگیا اور پایۂ ثبوت کو پہونچگیا اور روشن تر از آفتاب ظاہر ہوگیا کہ کسبین کا مال کسب زنا سے کمایا ہوا اور سود خوار کا مال سود سے جمع کیا ہوا اور رشوت خوار کا مال رشوت سے حاصل کیا ہوا اسیطرح شراب فروش وسیندی فروش ودیگر حرام فروش وغیرہم معاملات غیر جائزہ سے اور اکساب منہی عنہا سے بتراضی طرفین مال کمانے والون کا مال وجہ باطل سے یعنے غیر وجہ شرعی سے مال ہاتہ مین آیا ہوا جیسا کہ ایسی کمائی کے وقت اور اونکے کمانے والون کی توبہ سے قبل اور ترک اس کسب ناجائز وحرام سے اول حرام ہے ویسا ہی انکے کمانے والونکے توبہ کرنیکے بعد بہی حرام ہے توبہ اگر قبول ہوگی تو فقط گناہ ہی معاف ہوگا نہ کہ مال حرام بہی توبہ کرنے سے حلال ہو جاویگا۔ جیسا کہ جناب حافظ صاحب نے نہایت سخت غلط فتوی دیدیا اور کتاب وسنت اور تمام سلف وخلف امت کا سراسر خلاف کر رہا ہے کوئی ایماندار انکے ازبس غلط فتوی سے دہوکا نکہائے سب دعا کرین کہ خدا صاحب جناب حافظ صاحب کو انکی بہت بڑی خطا وغلطی سے باز آنے اور رجوع کرنے اور تدارک مافات واصلاح ما افسد کی توفیق عنایت فرمائے آمین اب ضروری البیان یہ امر ہے کہ جب ایسے اموال مذکورہ اکساب خبیثہ مذکورہ سے کمائے ہوئے توبہ کے بعد بہی حرام وناجائز ثابت ہوئے تو انکے کمانے والے جب ایسے کسبون سے توبہ کرین اور ایسے ناپاک مالون سے خلاصی پانی چاہین تو ایسے مالون کو کیا کیا جاوے سو واضح ہو کہ امام ربانی شیخ الاسلام ابن تیمیۃ حرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اقتضاء الصراط المستقیم مین لکہا

ہے۔ البغی والمغنی والنائحة ونحوہم اذا اعطوا اجورہم ثم تابوا ہل یتصدقون بہا او یجب ان یردوہا علی من اعطاہم فیہا قولان اصحہما انا لا نردہا علی الفساق الذین یبذلونہا فی المنفعة المحرمة ولا یباح الاخذ بل یتصدق

بہا وتصرف فی مصالح المسلمین کما نص علیہ احمد فی اجرۃ حمال الخمر ومن ظن انہا ترد علی الباذل المستاجر
لانہا معقوضۃ بعقد فاسد فیجب ردہا علیہ کالمقبوض بالربا ونحوہ من العقود الفاسدۃ فیقال لہ المقبوض
بالعقد الفاسد یجب فیہ التراد من الجانبین فیرد کل منہما علی الآخر ما قبضہ منہ کما فی تقابض الربا عند من
یقول المقبوض بالعقد الفاسد لا یملک کما ہو المعروف من مذہب الشافعی واحمد انتہی۔ امام ابن القیم
رحمۃ اللہ علیہ زاد المعاد میں لکھتے ہیں فان قیل فما تقولون فی کسب الزانیہ اذا قبضتہ ثم تابت ہل یجب علیہا
رد ما قبضتہ الی اربابہ ام یطیب لہا ام تصدق بہ قلنا ہذا ینبنی علی قاعدۃ عظیمۃ من قواعد الاسلام وہی ان
من قبض مالیس لہ قبضہ شرعا ثم اراد التخلص منہ فان کان المقبوض قد اخذ بغیر رضا صاحبہ ولا استوفی
عوضہ ردہ علیہ قضی بہ دینا یعلمہ علیہ فان تعذر ذلک ردہ الی ورثتہ فان تعذر ذلک تصدق بہ عنہ فان اختار
صاحب الحق ثوابہ یوم القیامۃ کان لہ وان ابی الا ان یاخذ من حسنات القابض استوفی منہ نظیر مالہ وکان
ثواب الصدقۃ للمتصدق بہا کما ثبت عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم وان کان المقبوض برضا الدافع وقد استوفی
عوضہ المحرم کمن عاوض علی خمر او خنزیر او علی زنا او فاحشۃ فہذا لا یجب رد العوض علی الدافع لانہ اخرجہ
باختیارہ واستوفی عوضہ المحرم فلا یجوز ان یجمع لہ بین العوض والمعوض فان فی ذلک اعانۃ لہ علی الاثم والعدوان
وتیسیر اصحاب المعاصی علیہ واذا لم یرد الزانی وصاحب الفاحشۃ اذا علم انہ ینال غرضہ ویسترد مالہ فہذا مما تصان
الشریعۃ عن الاتیان بہ ولا یسوغ القول بہ وہو یتضمن الجمع بین الظلم والفاحشۃ والغدر ومن اقبح القبیح
ان یستوفی عوضہ من المزنی بہا ثم یرجع فیما اعطاہا قہرا وقبح ہذا مستقر فی فطر جمیع العقلاء فلا تاتی بہ شریعۃ ولکن
لا یطیب للقابض اکلہ بل ہو خبیث کما حکم علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن خبثہ لخبث مکسبہ لا للظلم من
اخذ منہ فطریق التخلص وتمام التوبۃ بالصدقۃ بہ فان کان محتاجا الیہ فلہ ان یاخذ قدر حاجتہ ویتصدق بالباقی
فہذا حکم کل کسب خبیث لخبث عوضہ عینا کان او منفعۃ ولا یلزم من الحکم بخبثہ وجوب ردہ علی الدافع انتہی
امام نووی علیہ الرحمۃ اپنی شرح میں صحیح مسلم کی حدیث بیع صاعین من التمر بصاع من التمر کے جملہ ہذا الربا
فردوہ کے تحت میں لکھتے ہیں ہذا دلیل علی ان المقبوض ببیع فاسد یجب ردہ علی بائعہ واذا ردہ استرد الثمن
انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ زانیہ کا مال زنا سے کمایا ہوا توبہ از زنا کے بعد بہی ویسا ہی حرام رہتا ہے جیسا کہ
قبل از توبہ حرام تہا اور اسکے حرمت کی دلیل بہی وہی ہے جس سے قبل از توبہ اسکی حرمت ثابت ہوئی تہی یعنی
مہر البغی خبیث اسیطرح نائحہ۔ مغنی۔ سود خوار وغیرہم نحوہم کا مال کسب حرام سے کمایا ہوا انکے توبہ کے بعد
بہی حرام ہے جیسا کہ قبل از توبہ حرام تہا اور اسپر تمام ائمہ ہدی سلف وخلف امت کا اجماع واتفاق ہے یعنی
انکے توبہ کے بعد انکے ایسے اموال کے حلال ہونیکا فرد واحد از سلف وخلف خیر امت قائل نہیں ہے اور یہ

فان تعذر ردہ علیہ

بہی معلوم ہوا کہ مال مقبوض ربا ورشوت وغیرہا عقود وبیوع فاسدہ کا دفع ورد الی الدافع والمالک یعنی زہندۂ ربا و رشوت وغیرہا چاہیئے ہان اس بات مین اختلاف ہے کہ زانیہ تائبہ کا مال زنا بعد توبہ اوسکے کسکو دینا چاہیئے سو اسمین دو قول یعنے دو مذہب ہین ایک یہ کہ دافع باذل مستاجر کیطرف یہہ مال دفع کیا جاوے کیونکہ یہہ عقد فاسد ہے اور عقود فاسدہ مین باذل مال پر مال کا رد کرنا واجب ہے دوسرا مذہب جو اصح ہے یہہ ہے کہ یہ مال ان لوگون کو جنہون نے منفعۃ معصیۃ کے عوض مین دیا ہے ندیا جاوے کیونکہ یہ لوگ یہہ مال فسق وفجور و بدمعاشی مین خرچ کرینگے جس سے تعاون علی الاثم والعدوان اور اصحاب معاصی کی تیسیر ہوگی یعنے معصیت کرنیوالونکو مال دیکر گناہ کو اونپر آسان کرنا اور گناہ کی طاقت دینا لازم آئیگا اور یہ حرام وناجائز ہے اسکے سوا جمع بین العوض والمعوض والغدر بہی لازم آئیگا اور یہہ بات اقبح القبیح سے ہے کہ اپنا عوض پورا بہی لے لیوے اور پھر اوس سے مال بہی واپس کرے اور یہہ تو تمام عقلا کی فطرتون وطبیعتون مین قبیح ہے اور شرع بہی اسکے ساتھ وارد نہین ہوی ہے اب رہی یہہ بات کہ عقود فاسدہ مین دافع و باذل پر مال رد کرنا واجب ہے سو وہ وہان ہے کہ عوض محرم کا استیفا نکیا ہو تب تو عوضین کو رد وبدل کیا جاویگا یعنے ہر ایک قابض اپنے مقبوض کو دوسرے پر رد کریگا پس طریق تخلص ورتمام توبہ کا یہی ہے کہ اس مال کو مصالح مسلمین مین لگایا جاوے اور فقرا مساکین پر خرچ کیا جاوے اور اگر صاحب توبہ مضطر وحاجتمند ہے تو وہ خود بہی بقدر دفع حاجت اضطرار اوس مال سے لے سکتا ہے یہانتک بیان تھا خلاصۂ تقریر واختلاف اس مسئلہ کا غرضکہ ایسا ہو تو کیا اور ویسا ہو تو کیا ؎ وللناس فیما یعشقون مذاہب ۔ بہر طور کیسا بہی ہو مال زنا و ربا و رشوت وشراب فروشی وغیرہا اکساب خبیثۂ محرمہ سے کمایا ہوا بعد توبہ کرنے انکے اصحاب کاسبین جامعین کے بہی حرام بالکلام ہے اور جناب حافظ صاحب کا افتا دوادعا باطل ومخالف لکتاب ربنا العلام وسنۃ رسولنا سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام ہے وہو المطلوب والحمد للہ الذی احق الحق وازہق الباطل فالحق حق رزین راسخ ثابت نافع للناس ماکث فی الارض غیر زائل کشجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء کما قال بہ عز من قائل والباطل باطل کزبد رابٍ ذاہبٍ جفاءً یفہمہ کل عاقل وکشجرۃٍ خبیثۃٍ اجتثت من فوق الارض مالہا من قرار ولا یخفی الاعلی غافل کذلک یضرب اللہ الحق والباطل وصلواتہ وسلامہ علی الذی ہو ساد اولاد آدم وبلغہم احکام ربہم غیر ہائب ولا ہائل وعلی آلہ وصحبہ الذین شاہدوا الوحی فکان کل واحد منہم مبلغاً ما شاہدہ کل غائب ومعلماً کل جاہل فصار افضل ممن جاء بعدہ من کل فاضلٍ وکاملٍ ۔

تذییل

جناب حافظ صاحب کا ایک دو مولوی صاحب کے ساتھ انکے مسئلہ مذکورہ مین تحریری مناظرہ ہوا ہے اور وہ تحریر آپکی میرے پاس موجود ہے گویا میرے سوال کے جواب مین آپنے وہ تحریر روانہ فرمائی ہے جس کا ذکر اجمالی شروع رسالہ مین بھی آچکا ہے جناب حافظ صاحب نے فتوی اور اوسکے اولہ کے غلط بیان کے علاوہ اس مناظرہ مین اور چند غلط باتین جواب الجواب مین ارقام فرمادی ہین لہذا نصرا للحق المبین ودمغا للباطل المہین ونہیا عن المنکر کما ہو داب المحققین ونصحا للدین المتین انکا ذکر اور جواب باصواب بعون اللہ الوہاب دیا جاتا ہے وہو عضدی ونصیری وظہیری فی کل باب والیہ ذہابی ومصیری للحساب۔ جناب حافظ صاحب فرماتے ہین کیا دلائل حدیثیہ وروایات فقہیہ مندرجۂ ذیل اسبات پر دلیل نہین کہ مال مذکور (خرچی زانیہ کی) زانیہ کے ملک مین داخل ہوجاتا ہے دلائل حدیثیہ (۱) بغیر اذن ولی کے نکاح کے باطل ہونیکی حدیث مین ہے فان دخل بہا فلہا المہر بما استحل من فرجہا الحدیث (۲) اصحاب غار ثلثۃ نفر کی حدیث مین ہے فلما قعدت بین رجلیہا قالت اتق اللہ ولا تفض الخاتم الا بحقہ وترکت المائۃ الدینار الحدیث (۳) کفل من بنی اسرائیل کی حدیث مین ہے فلما قعد منہا مقعد الرجل من امراتہ ارعدت وبکت الی ان قال فقال اذہبی بالد نانیر لک الحدیث واضح ہو کہ حدیث نمبر۲ ونمبر۳ اس بنا پر نقل کی گئی کہ شرائع من قبلنا تلزمنا اذا قص اللہ تعالی ورسولہ من غیر انکار علی انہا شریعۃ لرسولنا (منار) روایات فقہیہ (۱) الی ان قال (۱۰) وفی غرر الاذکار عن المحیط ما اخذتہ الزانیہ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند ابی حنیفۃ لان اجر المثل فی الاجارۃ الفاسدۃ طیب وان کان الکسب حراما (رد المحتار وحلبی باب مذکور) اس باب مین دلائل حدیثیہ اور روایات فقہیہ بکثرت موجود ہین مگر اسوقت بطور مشتے نمونہ از خروار کے اسیقدر پر بس کیا جاتا ہے واضح ہو کہ بیان پر ایک جواب طلب سوال ہے۔ وہ یہ کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ یہ قول کہ "زانیہ کا فعل بد سے کمایا ہوا مال مطلقا حلال" قابل اعتراض نہین اور یہ قول کہ "مال مذکور بعد توبہ کے حلال ہے" قابل اعتراض ہے کیا توبہ کی یہی خاصیت ہے کہ حلال چیز کو حرام اور طیب کو خبیث کردے انتہی تولہ مختصرا جناب حافظ صاحب کے اس استدلال عجیب و اجتہاد غریب کا جواب یہ ہے کہ درا الحدود بالشبہات کا مسئلہ جو ادرؤا الحدود بالشبہات کی حدیث منضم ومعتضد بالا حادیث الاخر مرویہ بمعناہ سے ثابت اور مسلم عند الکل ہے اور غالبا جناب حافظ صاحب بھی اسکو تسلیم فرماتے ہونگے نیز فقہا نے شبہہ کے تین قسم ٹھہرائے ہین جنکو جناب حافظ صاحب نے بھی اس مقام مین خود نقل فرمایا ہے مگر پھر اوسپر خط بھی کھینچدیا ہے واللہ اعلم بما فی ابقائہ نقلہ من المفسدۃ وبما فی محوہ من المصلحۃ فقہا لکھتے ہین الشبہۃ ما یشبہ الثابت ولیس بثابت وہی انواع شبہۃ فی الفعل وشبہۃ فی المحل وشبہۃ فی العقد

والتفصیل فی مقامہ نیز فقہانے لکھاہے جسکو جناب حافظ صاحب بہی تسلیم کرتے ہین تب ہی توانہون نے خود

اوسکو نقل کیاہے اور وہ یہہ ہے واذا امتنع الحد وجب المہر لان التصرف فی البضع المحترم لایخلوعن حدزاجر و مہر جابر غرضکہ جبکہ خود شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے نکاح بغیر اذن ولی مین حدزاجر کو جسکی ابتنا تقرر زنا پر ہے ساقط کردیا اور مہر جابر کو مقرر فرمادیا اور شبہہ فی العقد کو بہی خود بیان کردیاہے کہ ناکح بوجہ عقد مستحل اوسکے فرج کا ہوگیا جسپر بنا، تقرر مہر کی ہوئی یعنے شارع نے ایسے عقد مین جو مجامعت ہوی اسکو زنا قرار نہین دیا کہ اوسپر حد قایم ہو توایسے واضح امر سے جناب حافظ صاحب کا استدلال اپنے دعوی پر تعجب خیز وحیرت انگیز ہے دو وجہ سے ایک تو اسوجہ سے کہ آپ نے عقد پر گو باطل ہے اور اسی سبب سے حدزاجر کی جگہ مہر جابر مقرر کیا ہے غیر عقد کو جو سراسر بالکل زنا ہے اور اوسکے عوض مین جو کچھ اوسنے لیاہے شارع نے اوسکو خبیث حرام فرمادیاہے قیاس کیا جو سراسر قیاس مع الفارق ہے دوسرا مہر حلال پر جو خود شارع دلارہاہے مہر خبیث حرام کو جس سے نہی فرمارہاہے قیاس کیاہے اس سے اعجب یہہ کہ آپ نے اصحاب غار اور صاحب بنی اسرائیل کفل کی حدیث سے اپنے مدعی پر استدلال کیا حالانکہ اون دونون قصون مین صدور فاحشہ کا نہین ہواہے کما لایخفے علی من تامل فی حدیثیہما ادنے تامل فاللہ اعلم بوجہ استدلالہ وبماخطر ببالہ دونون قصون کے الفاظ صاف دال ہین اسبات پر کہ ہر دو نے ہر دو عورت کے خوف وخشیۃ وتقوی من اللہ اور نادم باعفۃ وعصمت رہنے اور ارتکاب معصیۃ سے کانپنے اور ڈرنے اور رونے کی حالت عجیبہ دیکھنے اور اپنی حالت رکوب بر مرکب معاصی روز وشب کی یاد کرکے عبرت گیر وپند پذیر ہونے اور غلبہ خضیۃ طاریۃ کے وجہ سے دفعۃً آتش شہوت فروختہ از مدت دراز کے بجہ جانیکی کرامت دیکہنے کے سبب سے وہ مال مدفوع مشروط بشرط وقوع وحصول مقصود معصیۃ بقاعدۂ اصحاب معاصی تہا اور اب اوس کا واپس کرنا بسبب انتفاء شرط کے ضروری تہا اوس کو ہبہ کردیا اور بطور عطیہ وشکریہ و نیز ایک قصہ مین اسکے

ساتھ اقتران صلہ رحم بہی تہا دیدیا فتح الباری مین ہے۔ ترک الذہب الذی اعطاہ للمرأۃ فاضاف الی النفع

القاصر النفع المتعدی ولاسیما وقد قال انہا کانت بنت عمہ فتکون صلۃ الرحم انتہی لفظ ترک اور از ہبی بالدنانیر لک سے جو دوسرے قصہ مین ہے یہہ مفہوم ہواکہ ذہب مذہوب بہ کا واپس کرنا ہوچکا تہا مگر واپس نکیا بوجوہ متعددہ محتملہ مذکورہ ورنہ ان لفظون کے کہنے کی کچھ ضرورت نہ تہی غرضکہ جناب حافظ ابن حجر صاحب نے اس حدیث کا مطلب وہی سمجہا جو بالا مذکور ہوا اور تمام اہل علم ویساہی سمجہینگے پس از بس تعجب کہ ہمارے جناب حافظ متدل صاحب نے کیا سمجہکر زانیہ کو عفیفہ پر اور مال خبیث حرام کو مال حلال طیب موہوب بہ برکۃ استعفاف واتقاء پر قیاس کیا اور اس خلوۃ معصیۃ سے جو ہر دو قصون مین مذکور ہے اپنے مدعی مذکور پر استدلال کیاہے یعنے خلوۃ مذکورہ کو حکم مین وطی بالزنا کے سمجہکر تملک مال مذکور گو اوسپر متفرع کیاہے اور غالبًا ایساہی کیاہے کیونکہ آپکی

اس مقام مین خلوۃ کا حکم بیان کیا ہے مگر اوسپر بہی لکیر کہینچدی ہے چنانچہ آپ نے منار کے حوالہ سے شرائع سن قبلنا تلزمنا کے بعد لکہا ہے اور اس بنا پر کہ خلوت وطی حکمی ہے اس سے بہی مثل وطی حقیقی کے پورا مہر واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ خلفاء راشدین رض اور ائمہ ثلٰثہ کا مذہب ہے قال ابن کثیر (صفہ ۱۹۹ ج ۲) متی کان قد سمی لہا صداقہا ثم فارقہا قبل دخولہ فانہ یجب لہا نصف ما سمی من الصداق الاعند الثلاثۃ انہ یجب جمیع الصداق اذا اخذ بہا الزوج وان لم یدخل بہا وہو مذہب الشافعی فی القدیم وبہ حکم الخلفاء الراشدون رض انتہی وقال فی الہدایۃ صفہ ۳۰۵ ج ا واذا اخلا الرجل بامرأتہ ولیس ہناک مانع من الوطی ثم طلقہا فلہا کمال المہر وقال الشافعیؒ لہا نصف المہر انتہی تو آپ نے سخت دہوکہ کہایا یا دیا ہے۔ ؎ ان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ ؛؛ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم ؛؛ تو ایسے فہم کی تقدیر پر بہی نہایت افسوس ہے کہ آپنے مسئلہ خلوت مین کچہ تدبر وغور نظر سے کام نہین لیا اور عبارات منقولہ متضمنہ حکم خلوت کا مطلب صحیح آپکے خیال شریف مین مرور وخطور بہی نہین کیا ہے یا مطلب صحیح سمجہکر آپ نے اجتہاد در اجتہاد سے کام لیا اور توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل بل بما لا یفہمہ فرد من افراد عاقل فضلاً عن الفاضل والکامل کا کام کیا ہے کیونکہ اول تو خلوۃ کی نائبیت مناب وطی حقیقی مین اختلاف ہے اور اس مین بہی شک نہین کہ خلفاء اربعہ راشدین مہدیین رضی اللہ عنہم اجمعین اور ائمہ ثلٰثہ بل اربعہ رحمہم اللہ کا باعتبار قول قدیم امام شافعی کے یہی مذہب ہے کہ خلوت حکم مین وطی حقیقی کے ہے مگر تعجب دامنگیر ہے کہ جناب حافظ صاحب نے اس مسئلہ مین حدیث صحیح مرفوع کو بناکر اتباع سلف کو کس وجہ سے اختیار کیا اور اس کو حجت سمجہکر اوسپر ترتب احکام کا شروع کیا ہے اور اگر یہہ کہا جاوے کہ یہہ استدلال الزاماً للغیر ہے لا لتحقیق الحق سو یہ بات اہل تحقیق واہل مناظرہ کے داب سے خارج ہے دوسرا اس خلوۃ سے مراد فریقین کی خلوۃ صحیحہ متزوجین ناکحین بنکاح شرعی صحیح کی ہے نہ خلوۃ معصیۃ عاصیین زانیین کی وہذا امر جلی لاخفاء فیہ ولا حاجۃ الی التصریح بہ شرح وقایہ مین ہے۔ وخلوۃ صحت ای الخلوۃ الصحیحۃ اسکے حاشیہ مین ہے احترز بہ عن الخلوۃ الفاسدۃ فانہا لیست فی حکم الوطی فی باب المہر انتہی پس جبکہ خلوۃ فاسدہ سے باوجود صحت نکاح کے مہر ثابت نہین ہوسکتا تو خلوت للزنا سے کیونکر مہر ثابت ہوگا اور جبکہ وطی بالزنا سے مہر ثابت نہین ہوسکتا تو اوسکی خلوۃ سے جو ذریعہ ووسیلہ اوسکا ہے اور بالفرض اوسکے حکم میں ہے کیونکر مہر ثابت ہوگا یہ فقط جناب حافظ صاحب کا خیال غلط اور بالکل غلط ہے شاید کہ جناب حافظ صاحب کو مصاہرۃ کے مسئلہ کے ساتہ جو وہ بہی اختلافی ہے کچہ اشتباہ ہوگیا ہے کہ مسیس امراۃ وقعود بین رجلیہا وغیرہ خالی مباشرۃ کو حکم مین وطی کے سمجہکر اوسپر ترتب احکام مصاہرۃ کی جگہ ترتب احکام مہر شروع کر دیا ہے یا سلف صالحین اور تمام امت کو اس مسئلہ مین بہی غلط فہم قرار دیکر خلوۃ معصیۃ کو بہی معتبر کر لیا یعنے صحت خلوۃ ونکاح شرعی کی قید اٹہا کر

سطلق خلوۃ پر اور مباشرۃ فاحشہ پر اور نکاح پر اور سفاح پر سب پر ایک ہی حکم ترتب مہر کا لگا دیا ہے یا کیا ہو
واللہ اعلم پھر اسپر تعجب بالائے تعجب یہ کہ آپ منار کی عبارت نقل کرتے ہین کہ شرائع من قبلنا تلزمنا الخ
خدا جانے شرائع من قبلنا کے بیان سے کونسی بات مفید مدعا مدعی ہوی جسکے تمسک بہ پر یہ عبارت صاحب
منار کی بے ضرورت لائی گئی کیونکہ دونون قصون مین کوئی بات مفید ومثبت مدعی جناب حافظ صاحب نہین
پائی گئی شاید کہ اپنے غلط فہمید مذکور پر لائی گئی ہو وقد مر ذکرہ فلا نعیدہ ولیس فیہ شیئی یفیدہ پس جبکہ جناب
حافظ صاحب کے پاس صرف خلوۃ معصیۃ وخالی مباشرت پر مال دیا ہوا ملک مین مریدہ زنا کے آگیا یعنے
اونکے حق مین حلال ہو گیا تمسکا بحدیث اصحاب غار وبحدیث کفل مار تو وقوع معصیۃ وفاحشہ کی صورت مین
انکے مذہب مین تو بطریق اولی زانیہ خرچی زنا کی مستحقہ ہوگی یعنے انکے مذہب مین خرچی زنا کی زانیہ کے حق مین حلال
ہو جاویگی تب تو بدولت آپکی اس زانیہ کا مال زنا سے کمایا ہوا حلال ہی ہوا تب تو توبہ کی مطہرت کی بھی حاجت
نرہی اور حضرت امام ابو حنیفہؒ پر سے بھی یہ اعتراض اٹھ گیا کہ آپ نے زانیہ کی خرچ کو جو بعقد اجارہ ہو حلال لکھا
ہے کیونکہ آپ نے بھی تو خرچی زانیہ کو حلال کر دیا ہے واہ کیا کہنا ہے آپکی تقریر شرائع من قبلنا کا اب تو آپکی
تقریر مین اور ایک تخالف بھی واقع ہو گیا کہ پہلے تو آپ مال کسبن غیر منتہیہ وغیر تائبہ کے حرام ہونیکے قائل تھے
اب تو اس تقریر کے رو سے وہ بات بھی جاتی رہی یعنے وہ مال بھی حلال ہو گیا اجتہا د ہو تو ایسا ہو اب جناب
حافظ صاحب کو معلوم ہوگا کہ اجتہاد کرنا کیسا امر صعب ہے گو بدو امر مین سہل نظر آتا ہے ولنعم ما قیل ؎
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ٭ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا ٭ بہر
طور جناب حافظ صاحب سے یہان بھی اغلاط فاحشہ کثیرہ سرزد ہوے ہین یہ سب خرابی ترک اتباع سلف صالحین
واتباع غیر سبیل المومنین سے پیدا ہوی جسکا رفتہ رفتہ یہ نتیجہ فاسدہ بھی پیدا ہوا کہ ملحد کشمیری اور اُسکے اتباع
نے صاف حدیث مرفوع صحیح کو بھی چھوڑ کر اتباع ہوی واہل الدجی محروین از بدی کی اختیار کی یعنے پیر نیچر وغیرہ
کی راہ لی اور ائمہ حدیث اصحاب صحاح ست وغیرہم فقہاء ومحدثین کی چال وچلن چھوڑ دی اور آیۃ ومن
یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ
ما تولی۔ کی مصداقیت پوری پوری ظاہر کر کے دکھلا دی اللہم احینا وامتنا علی اتباع الکتاب والسنۃ
تابعین وموافقین فی فہمہما والعمل بہما لسلف الامۃ آمین ثم آمین ثم آمین۔ اب رہا جناب حافظ صاحب کی
روایات فقہیہ پیش کردہ کا جواب سو واضح ہو کہ جناب موصوف نے دس روایات فقہیہ کو دلیل بر مدعای خود
گردانیدہ پیش کیا ہے مین نے اختصاراً دسوین روایت کو جو باقی روایات سے اصح واقید انکے افادہ مطلب
مین ہے ذکر کیا ہے قبل از ذکر جواب این روایت یہ ایک شکایۃ قابل الذکر بر جناب موصوف ہے کہ آپ کی گویا

عادت ہو چکی ہے کہ نقل عبارت مین اپنے مفید مطلب کو ولو کان مرعوماً فاسداً تو لے لیتے اور مخل بمطلب
ومضر کو ولو کان حقاً چھوڑ دیتے ہین کئی جگہ آپ نے ایسا کیا ہے اور اب یہان بہی ایسا کیا ہے کہ روایات فقہیہ منقولہ
درانیجا سے کچھہ مضر مطلب خود سمجھکر چھوڑ دیا ہے نمبر۲ کی روایت فقہیہ کو نقل کر کے وفاً لایجد ان کمالو اعطاہٗ
مالا بغیر شرط کو چھوڑ دیا ہے اسیطرح اس دسوین روایت منقولہ بالا کے بعد سے وحرام عندہما کو چھوڑ دیا ہے اور ایسا
کرنا اہل علم کے داب سے نہین بلکہ اہل اہواء کی عادت سے ہے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اقتضاء الصراط
المستقیم مین لکھتے ہین۔ قال عبد الرحمن بن مہدی وغیرہ اہل العلم یکتبون مالہم وعلیہم واہل الاہواء لا
یکتبون الا مالہم انتہیٰ۔ آب ان روایات فقہیہ پیش کردہ کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جناب حافظ صاحب تو ایسی
روایات کو بلکہ فتاوی سابقین اولین بلکہ فتاوی شیخین خیر الامم کلہا بعد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بہی
(باوجود علم بورود حدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمرؓ وعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
المہدیین وغیرہما من الآیات والاحادیث الکثیرات الدالۃ علی وجوب اتباع السلف الصالحین والتفصیل
فی اعلام الموقعین للحافظ ابن القیم الذی نقل عنہ جناب الحافظ فی عدۃ مقامات من شاء فلیرجع الیہ) پایۂ حجیت
ومرتبۂ سندیت ودرجۂ دلیلیت سے بالکل خارج کرتے ہین اور انپر اپنی ہوی رائی کو مقدم وپسند کرتے ہین بلکہ
اقتداء بالملحد الکشمیری حدیث مرفوع کی بہی کچھ پروا نہین کرتے ہین اور اسپر اپنی تفسیر بالرائی کو مقدم کرتے ہین۔
اور اگر مین غلط کہتا اور آپ پر اور ملحد کشمیری پر جہوٹی تہمت دہرتا ہون تو اب بہی آپ یا وہ بہی اشتہار دیدین
کہ ہم برابر وجوب اتباع سلف کو مانتے اور تفسیر سلف کے برخلاف تفسیر کرنے کو گمراہی جانتے ہین اور فقیر اللہ ہمارے
پر بہتان باندہتا ہے معاذ اللہ من البہتان مین تو ابہی ثابت کرایا ہون چنانچہ اونکی دلیل فمن جاءہ موعظۃ
الآیہ کے جواب مین گذر چکا ہے پہر کیا سبب کہ آپ یہان ان روایات فقہیہ کو اپنے ادلہ کے عداد مین معدود کئے ہین اور
اگر ایراد این ادلہ الزاماً للغیر ہے تو اہل تحقیق حق وانصاف کے وتیرہ وداب سے خارج ہوا پس یہی مناسب
نظر آتا ہے کہ ایراد ان روایات فقہیہ کا تحقیق حق کی جہت وخیال سے ہی تصور کیا جاوے اور سمجہا جاوے اور اسپر
ایک بڑا قرینہ بہی ہے جو بالا گذرا وہ یہ کہ جناب حافظ صاحب کے تمسک بحدیث اصحاب غار وکفل بنی اسرائیل کی
تقریر سے بھی زانیہ کا مال جو بعقد اجارہ لیا جاوے بطریق اولی حلال ثابت ہوتا ہے کما مر تقریرہ تو گویا جناب
حافظ صاحب کی تقریر بھی ان روایات فقہیہ سے ماخوذ ومستنبط ہوئی ہے تب ہی تو آپ نے ان روایات کو اپنے
مطلب برآری کیواسطے انکو دلائل سے تعبیر فرمایا اور شاید کہ اسی واسطے ہی صاحبین کے قول کو (جو بالا منقول ہوا
اور وہی صحیح وحق اور مفتی بہ ومعمول بہ بین الاحناف الکرام وعند سائر ائمۃ الدین العظام وثابت بحدیث خیر الانام
علیہ الصلوۃ والسلام تہا مگر انکے فتوی کے مضر پڑتا تہا) چہوڑ دیا ہے اور وہ یہ تہا وحرام عندہما۔ لیکن

اس حمل وارادہ پر ایک خرابی تخالف بین القولین کی لازم آتی ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اب از روی تحقیق
حق وبیان فرق بین الحق والباطل الازہق یہ عرض ہے کہ جناب حافظ صاحب کا مزعوم موہوم بالکل غلط ہی
اور روایات فقہیہ درآوردہ سے بظواہر الفاظ جو مدلول ہے کہ خرچی زانیہ کی جو بعقد الاجارہ ہو یعنے مقرر کر کے لیوے
تو حلال ہے اور بغیر مقرر کرنیکے لیوے تو حرام ہے جیساکہ رد المحتار سے منقول ہوا اور ایسا ہی مطلب سمجھکر آپس
کی لڑائی وخانہ جنگی مین حنفیہ کو الزام دیتے ہین سو علماء حنفیہ مین سے کوئی عالم بہی اس مطلب کا قائل ومعتقد
نہین ہے اور زانیہ کو صرف عقد اجارہ زنا پر جو دوسرے کسی امر مباح کے ساتھ مقرون یا مشروط نہ ہو جو کچھ مقرر کر کے
دیا جاوے اوسکو حلال وطیب نہین کہتا ہے بلکہ سب کے سب احناف کرام اوسکو حرام بحت وسحت محض کہتے ہین
وہ تو ایسی عبارتون کا مطلب ایسا بیان کرتے ہین کہ اصل مین اجارہ صحیح تہا پہر اوسکو مقرون ومشروط بشرط
زنا کرنے سے اجارہ فاسدہ ہو گیا ولہذا باب اجارہ فاسدہ مین ان عبارتون کو کتب فقہ مین لائے ہین اور اوسکی
دلیل بہی یہ لائے ہین لان اجر المثل فی الاجارۃ الفاسدۃ طیب اور صاحبین نے اسکو بہی اقتران واشتراط
بالمعصیۃ کیوجہ سے اجارہ باطلہ قرار دیا ہے اور اجرت کو حرام کہدیا ہے اور صرف زنا پر جو معصیۃ کبیرہ ہے اجارہ
باطلہ ہوتا ہے اور فاسدہ وباطلہ مین احناف کے پاس فرق ہے کہ پہلا باصلہ صحیح اور بوصفہ فاسد ہوتا ہے اور
دوسرا باصلہ باطل ہوتا ہے اور معاصی وملاہی پر اجارہ احناف کے پاس اجارہ باطلہ ہے اور اس مین اجر مثل بہی
نہین ہے چنانچہ ہدایہ مین ہے۔ ولا یجوز الاستیجار علی الغناء والنعی وکذا سائر الملاہی لانہ استیجار علی المعصیۃ
والمعصیۃ لا تستحق بالعقد انتہی رد محتار مین لکہا ہے بخلاف الثانی وہو الباطل فانہ لا اجر فیہا بالاستعمال۔
بہلا کیونکر ہو سکتا ہے کہ گانے بجانے نوحہ کرنے پر اجارہ تو اجارہ باطلہ ہو جاوے اور معصیۃ کیوجہ سے استحقاق عقد
کا ہی نہ رہے اور کچھ بہی اجرت نہ ملے اور صرف بدکاری پر اجارہ اجارۂ فاسدہ ہو جاوے اور اجرت اوسکی حلال طیب
ہو جاوے تو معلوم ہوا کہ ان روایات فقہیہ مین جو تاویل مذکور ہوی ہے بباعث قرائن مذکورہ کیگئی ہے پس
جبکہ تمام علماء حنفیہ مطلب فاسد مخالف ومصادم نص محرم مال مکتسب از زنا (مہر البغی خبیث) کا جسکی نسبت
ایک امام عالیشان مسلم الاجتہاد بلا نکران کیطرف کیگئی ہے انکار کرتے اور تاویل سے مطلب کیقدر صحیح بناتے
اور مصادمت نص سے بچاتے ہین تو ہمکو کیا ضرور ہے کہ خواہی نخواہی اون عبارتون کا مطلب فاسد ہی مراد
لین اور الزام دین بلکہ ہمکو بہی ضرور ہے کہ بہما امکن قول امام ہمام عالیشان کو مصادمت ومفادمت نص سے اور
دوسری کسی قباحت وشناعت سے بچانا اور تاویل محتمل سے کام لینا چاہئے اور اگر یہ بات غیر ممکن ہووے تو بقول
المجتہد یخطی ویصیب اوسکو خطاء اجتہادی وزلۃ اور عدم بلوغ نص شرعی پر محمول کرنا اور ائمہ مجتہدین جامعین
آلات وشروط اجتہاد وباذلین جہد وسعی لاصلاح دین رب العباد ولازالۃ الفساد کا ایسی خطا مین مستحق ایک

اجر کا ہونا اور انکے مقابلین مجترئین غیر جامعین ان امور کا اجتہاد فی الدین برخلاف سبیل مؤمنین کرنے
مین ولو کانوا مصیبین مستحق وزر کا اعتقاد رکھنا چاہئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن
برأیہ فاصاب فقد اخطاء رواہ الترمذی وابو داؤد امام نووی رحمۃ اللہ تعالی صحیح مسلم کی شرح مین تحت مین
شر الکسب مہر البغی الحدیث اور مہر البغی خبیث الحدیث زیب رقم فرماتے ہین اما مہر البغی فھو ما
اخذتہ الزانیۃ علی الزنا وسماہ مہرا لکونہ علی صورتہ وھو حرام باجماع
المسلمین انتہی امام نوویؒ کا عالم دین وواقف از مذاہب واقوال ائمۂ دین وآثار سلف صالحین اور
جابجا مباحث وبیان خلافیات مین حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر لانا علماء پر مخفی نہین ہے پس ایسی
امام مسلم عند الکل کا خرچی زانیہ کو حرام باجماع المسلمین فرمانا دلیل واضح ہے اسبات پر کہ حضرت امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کا ہرگز ہرگز یہ مذہب اور قول نہ تھا کہ خرچی زانیہ کی بعقد اجارہ ہو تو حلال ہے اور بغیر عقد اجارہ کے
ہو تو حرام ہے ورنہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ایسا نفرماتے پس معلوم ہوا کہ تمام امت کا خرچی زانیہ کے حرام ہونے پر
اتفاق ہے اور ان روایات فقہیہ مذکورہ کی تاویل مذکور قرین امکان ہے اور اگر خواہی نخواہی انکا وہی ظاہری معنی
فاسد غیر صحیح مصادم نص ہی لینا ہے تو اسکا جواب بہی اسہل غیر امحل موجود ہے وہ یہ کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
کا یہ قول قبل بلوغ حدیث مہر البغی خبیث کے وقت کا ہے پہر آپ نے اس حدیث پر مطلع ہو کر اس سے رجوع فرمالیا ہے
جسکے ساتھ صاحبین کا قول بحرمتہ کسب زنا وان کان بعقد الاجارہ مشعر ہے یعنے گویا اونکے رجوع کو انہون نے بیان
کیا ہے اور یہ بہی ہو سکتا ہے کہ جب امام صاحب نے تمام تلامیذ کو مسائل کے ارتباط بالدلائل مین تفحص وتتبع وبحث
وخوض وتحقیق کی وصیت فرمائی تہی تو انہون نے زمانۂ تحقیق مین حسب وصیت ازیکے کے بسبب غلبۂ حقانیت ورعایت
حق کی بہت سے اقوال شیخ ومربی واستاد معظم کا خلاف کیا تہا اس قول ما نحن فیہ کا بہی بر تقدیر تسلیم اوسکے کے
خلاف کیا ہو یعنی یہ بہی رجوع مین داخل اور اسکے حکم مین ہے اور فی الحقیقۃ اونکے اتقاء واحتیاط وخوف خدا کے سبب سے
بے نفس ہونیکا یہ ثمرہ ونتیجہ ہے اور ہر کسی سے یہ کام ہونا آسان نہین ہے لہذا اسمین اونکی منقبت عظیمہ پائی جاتی
ہے در مختار مین ہے وقد قیل الحکمۃ فی مخالفۃ تلامذتہ لہ انہ رائی صبیا یلعب فی الطین فحذرہ من السقوط فاجاب
بان احذر انت السقوط فان فی سقوط العالم سقوط العالم فحینئذ قال لاصحابہ ان توجہ لکم دلیل فقولوا بہ فکان کل یاخذ
بروایۃ عنہ ویرجحہا وہذا من غایۃ احتیاطہ وورعہ انتہی اس مقام مین محمد امین بن عابدین نے رد المختار مین لکہا ہے
للّٰہ در ہذا الصبی ما احکمہ حیث علم ان سقوطہ وان تضرر بہ جسدہ لکنہ لا یضر فی الدین وکانہ لیس سقوط بخلاف
سقوط العالم فی طریق الحق فانہ اذا کان قبل بذل المجہود فی نیل المقصود یلزم منہ سقوط غیرہ ممن اتبعہ ایضا فیعود
ضررہم علیہ وذلک ضرر فی الدین علی حد قولہ تعالی فانہا لا تعمی الابصار الآیہ ای العمی الضار لیس عمی الابصار

وانما ہو عمی القلوب انتہی۔ سبحان اللہ وہ کیسا بچہ تہا گویا خدا کیطرف سے واعظ بلیغ تہا اور وہ کیسے متعظ و معتبر
و تقی نقی تہے کہ مزاج شریف مین کچہ بہی تعزز و تعظم نہین رکہتے تہے کہ اپنے شاگردون سے برات از مواخذہ اخرویہ گردانی
اور اسیر دلیل ایسے تہے کہ اخذ بالدلیل کی وصیت صاف صاف فرمادی بلکہ اپنے قول کو بمقابلہ دلیل کے ترک کی بہی
قید لگادی چنانچہ آپ نے یہہ بہی فرمایا ہے کہ اترکوا قولی بخبر الرسول و بخبر الصحابۃ اور جیساکہ رد المختار مین لکہا ہے
فقد صح عنہ انہ قال اذا صح الحدیث فہو مذہبی وقد حکی ذلک ابن عبد البر عن ابی حنیفۃ وغیرہ من الائمۃ انتہی پر
اس جگہہ سے ذرا اون مقلدین کو بہی عبرت گیر ہونا چاہیے کہ ذرا حدیث صحیح کا اور سنتہ طیبہ نبویہ کا بہت کچہ پاس
خاطر و لحاظ و ادب کیا کرین اور سچے عاملین بالحدیث متبعین سلف صالحین کو جو اتباع نبوی و حب مصطفوی
سوافقًا للاثر السلفی کو اپنا شعار بنائے ہوے ہین بد نہ بولین اور خود بہی حسب وصیت حضرت امام صاحب بہ نیت
اتباع نبوی صحیح حدیث کو اپنا مذہب بنالین اور سلف صالحین کی چال و چلن یہ بہی اختیار کرین اور صاحب مذہب
حضرت امام صاحب اور انکے اتباع بحر العلوم و ملا علی قاری وغیرہم کی تحریر مذکور کے موافق وجوب تقلید امام واحد معین
کی بالکل بے دلیل بات کا خیال دل سے نکالدین اور جمیع سلف صالحین کے ساتھ محبت کا معاملہ رکہین اور صرف
ایک ہی امام ہدی کی اقتدار کو ضروری سمجہکر باقی سب ائمہ ہدی سے بے تعلق نہ ہوجاوین کیونکہ واجب وہی ہوتا ہے
جسکو خدا اور رسول نے واجب کیا ہو جیساکہ پہلے بہی بالاگذر چکا ہے کہ مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول فقہ مین ہے۔ لا
واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالیٰ ورسولہ ولم یوجب اللہ تعالیٰ ورسولہ علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ میزان
کبری مین ہے۔ لم یبلغنا فی حدیث صحیح ولا ضعیف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر احدا من الائمۃ بالتزام
مذہب معین للبری خلافہ انتہی خدا جانے کیا سبب ہے کہ ایسی عبارات خاص علماء حنفیہ کرام کی ہین اور امام صاحبکی
خاص وصیت بہی صاف صاف ترک قول مخالف للحدیث الصحیح پر موجود ہے اور سب کچہ واضح امر ہے مگر بڑے بڑے
علماء حنفیہ کے یہ مسئلہ بعض بعض غالیون متعصبون کو نہین سمجہاتے ہین کہ وجوب تقلید امام معین کا اعتقاد نہ رکہین
اور صریح حدیث صحیح مرفوع غیر منسوخ غیر معارض بمثلہ او باقوی منہ کے یا موقوف کے سامنے و مقابلہ مین حسب وصیت
امام قول امام کو چہوڑکر حدیث صحیح موصوف پر عمل کرین جو یہی چال سلف صالحین کی تہی ذرا غالی متعصب تقلید
ساب اہل الحدیث و متجاوز عن الحد فی الاعتقاد والعمل اس عبارت امام طحطاوی کا بہی ملاحظہ کرے اور غلو چہوڑکر
اور حد اعتدال و سبیل سلف صالح ذوی الکمال پر وہ اور ہر غالی ہر مذہب کا آجاوے وہو الموفق الہادی قال
الطحطاوی فان قلت ما دلیلک علی انک علی صراط مستقیم وکل واحد من ہذہ الفرق یدعی انہ علیہ قلت لیس
ذلک بالادعاء والتشبث باستعمال الوہم القاصر والقول الزاعم بل بالنقل عن جہابذۃ الصنعۃ وعلماء اہل حدیث
الذین جمعوا صحاح الاحادیث فی امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحوالہ وافعالہ وحرکاتہ وسکناتہ واحوال الصحابۃ

والانصار والذین اتبعوہم باحسان مثل الامام البخاری ومسلم وغیرہما من الثقات المشہورین الذین اتفق اہل
المشرق والمغرب علی صحۃ ما اوردوہ فی کتبہم من امور النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ثم بعد النقل ینظر الی الذی تمسک
بہدیہم واقتفی اثرہم واہتدی بسیرہم فی الاصول والفروع فیحکم بانہ من الذین ہم ہم وہذا ہو الفارق بین الحق
والباطل والممیز بین من ہو علی صراط مستقیم وبین من ہو علی السبیل الذی علی یمینہ وشمالہ انتہی یعنے صراط مستقیم
پر ہونیکا دعوی تو ہر ایک فرقہ کو ہے تہتر فرقون مین سے مگر صرف دعوی اور ادہر ادہر کی وہمی خیالی باتون سے کیا ہو سکتا
ہے فیصلہ تو سند سے ہوتا ہے سو معیار فارق بین الحق والباطل اور سیدہی یا ٹیڑہے رستہ پر ہونیکی یہ ہے کہ کتب حدیث
صحاح ست وغیرہا مین صحیح سند کے ساتھ امام بخاری ومسلم وغیرہما ناقدین وماہرین فن حدیث ومعتبرین مشہورین
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وعمل اور آپکے احوال وافعال وحرکات وسکنات کو اور سلف صالحین کے حالات
کو جمع کیا ہے اور انکی صحیح کتابون مثل صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما اور انکی صحیح کردہ احادیث کی صحۃ پر تمام دنیا کی
علماء اہل سنت کو اتفاق بہی ہے ان پر اعتقاد وعمل پیش کرنے سے حق وباطل مین فرق اور سیدہے اور ٹیڑہے رستہ مین
امتیاز حاصل ہو جاویگا یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع آپکے ہر قول وفعل مین موافق فہم وعلم ودروش
عمل سلف صالحین کے جو ہوگا وہ اہل حق اور صراط مستقیم پر ہوگا اور جو اس معیار کے برخلاف ہوگا وہ اہل باطل
اور فرق ضالہ مین سے ہوگا دوسرے لفظون مین یون سمجہو کہ جو ما انا علیہ واصحابی کے موافق اعتقاد وعمل مین ہوگا
وہ فرقہ ناجیہ سے ہوگا اور جو اسکے برخلاف ہوگا وہ بہتر گمراہ فرقون سے ہوگا تلویح حاشیہ توضیح للعلامۃ
التفتازانی مین ہے الثانی السنۃ الی ان قال فالاولی الاکتفاء بتعدیل الائمۃ الموثوق بہم فی علم الحدیث کالبخاری
ومسلم والبغوی والصغانی وغیرہم من ائمۃ الحدیث انتہی اس سے معلوم ہوا کہ سب فقہاء واصولیون کے پاس
بہی یہ بات مقرر ومسلم اور مرکوز فی الخاطر ہے کہ امام بخاری ومسلم وغیرہم ائمہ حدیث کا فن شریف حدیث مین
جو نبی اور اصحاب نبی کا علم پاک ہے بڑا اعتبار ووثوق ہے اس مضمون سے ان حنفیون کو جو کتب حدیث
وائمہ حدیث پر طعن ولعن اور اعتراض کرتے اور عیب وتہمت دہرتے ہین اور نام کے اہلحدیثون اور سلف صالحین
کی اتباع کے منکرون اور صحیح حدیث مرفوع وموقوف اور تفسیر نبوی وسلفی کو چہوڑ کر اپنی رای وہوی سے تفسیر
قرآن کرنے والون اعنی ملحد جدید کشمیری اور اوسکے اتباع واشیاع کو جو اخوان اصاغر نیچریہ ہوی پرست ہین
عبرت گیر وپند پذیر ہونا چاہیے اور سلف صالحین وائمہ دین فقہاء ومحدثین کی توقیر وتعظیم کرکے انکی متابعت
وموافقت ضروری وواجب جاننی چاہیے ان نام کے اہلحدیثون نے اہلحدیث نام رکہوا کر صحیح بخاری وغیرہ کتب
حدیث کی طرز اتباع کو کہ حدیث صحیح مرفوع کے عدم وجدان کی صورت مین خلفاء راشدین وغیرہم سلف صالحین
کی اتباع ترتیب وار تفسیر قرآن شریف وغیرہ تمام امور مین کیجاوے صاف چہوڑ دیا ہے اور یہ نام کے اہلحدیث اور انکے

بمقابل نام کے بعض بعض حنفی غالی متعصب مبتدعین یہ اور وہ دونون اتباع سلف کے منکر اور حدیث
مرفوع وموقوف کو چھوڑ کر خواہش نفس کے پیرو ہین تاکک بتاکک چنانچہ ملحد کشمیری نے تو صاف کھلم کھلا حدیث
مرفوع صحیح صریح کا کتنی جگہ خلاف صریح کیا اور اسکے برخلاف تفسیر قرآن شریف کیا بلکہ ایسی حدیث موصوف کے
ترک پر قاعدہ مقرر کیا اور اتباع سلف کا مسئلہ ہی سر سے اڑا دیا اور وادی ضلال بلا مقال مین جا پڑا اور
کرامت ومعجزہ وتقدیر کی آیات کا مطلب ہی برخلاف لکھدیا ہے یعنے جن آیات سے کرامت ومعجزہ وتقدیر کا
ثبوت ملتا تھا اس جری غیر مبالی نے اونکی تفسیر بالرای کی اور اہل ضلال واعتزال کا اتباع اختیار کیا ہے
اور تحریرات کے ذریعہ سے اہلحدیث کے اعتقاد سلفی کو بگاڑ رہا ہے اہل حق کو کچھ تو غیرت حق چاہئے غیرت حق اور
جوش اوسکے سے یہ مضمون مکرر رسالہ مین آگیا ہے اس قصاب وذباح حق کو خدا ہی سمجھے وہو شدید الانتقام
من الظلمۃ الملاحدہ اللئام غرضنکہ یہ ملحد جدید بڑے بڑے کام حادث وابتداع وضلال بلا مقال کے کرکے بیفکر
بیٹھا ہوا ٹکے کما رہا ہے اور با این ضلال واضلال اہلحدیث کے عوام وجہال اسکو پیشوا وعالم وہادی ومفتی
اہلحدیث کا خیال کرتے ہین اور بعض کفار سے کچھ مباحثہ کرنیکے سبب سے اسکو فلک افلاک تک پہونچا دیے ہین اور
وہ جری بھی اسکو اپنی ڈہال بچاؤ کی بنایا ہوا اور عزت دینی ودنیوی کے حاصل کرنیکا ایک ہتھیار یا سامان ہاتہ
مین لیا ہوا ہے اور یہ نہین جانتے ہین کہ اس سے بڑہکر یہ مباحثہ تو قادیانی دجال علیہ ما یستحقہ بہت کچھ کرچکا
ہے اور ایسے مباحثات سے بھی گئے گمراہ اسوجہ سے گمراہ ہوچکے ہین کہ خصم مقابل کا جواب معقول جب انکو برابر
نہین آتا ہے تو اسکے شکار ہوجاتے ہین اور کتاب وسنت مین اوسکے اعتراض سے بچنے کیلئے تحریف شروع کردیتے
ہین غرضنکہ فرقۂ اہلحدیث ہوشیار وبیدار ہوجاوے اور خواب غفلت کو چھوڑ کر ذرا اس ملحد جدید کیطرف متوجہ
ہووے اور اس سے اوسکے اغلاط فاحشہ واعتقادات فاسدہ سے توبہ لین اور رجوع نامہ لکھوا کر شایع کرین اور
اگر نہ مانے تو اسکی گمراہی سے بچین اور بہت جلد بچین ورنہ اسکا الحاد وفساد در عباد وبلاد بہت کچھ پھیل جاویگا
جسکا تدارک مشکل ہوجاویگا دیکھیئے اس ملحد جدید کی طرز استدلال کو جناب حافظ صاحب نے نیکر کیا کچھ تہ وبالا کرڈالا
ہے جب انسان کا طرز استدلال بدلا تو گویا تمام مذہب واعتقاد بدلا طرز استدلال کیا ہے طریق ہے ہدایت کا یا گمراہی کا

کا آمدم برسر مطلب ۔ بعونہ تعالی تقریر مذکور خصوصًا امام نودی علیہ الرحمہ کے قول وہو (مہر البغی) حرام باجماع
المسلمین سے جناب حافظ صاحب کے سوال جواب طلب مذکور فیما قبل کا جواب بھی نکل آیا اوسکے بعد ذکر کیے سبب سے
پہر اوسکو ذکر کرتا ہوں جناب حافظ صاحب فرماتے ہین کہ "یہان پر ایک سوال جواب طلب ہے وہ یہ کہ قول کہ "زانیہ
کا فعل بد سے کمایا ہوا مال مطلقًا حلال ہے" قابل اعتراض نہین اور یہ قول کہ "مال مذکور بعد توبہ کے حلال ہے
قابل اعتراض ہے کیا توبہ کی بہی خاصیت ہے کہ حلال چیز اور طیب کو خبیث کردے" انتہی آپ سکا جواب مفہوم ومعلوم

من التقریر یہی بصراحتہ لزیادۃ الوضاحتہ معروض ہوتا ہے وہ یہ کہ جبکہ باجماع المسلمین حرمت مال مکتسب
من الزنا کی ثابت ہوچکی اور بحکم عام حدیث مہر البغی خبیث فرمودہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سند اجماع
کی بہی ظاہر ہوگئی اور توبہ کی مطہریت ومحللیت مال خبیث وحرام کی حدیث خرافہ تو پہلے ہی سے ماضی ومنقضی
ہوگئی ہے تو جناب حافظ صاحب کے سوال کی نزاکت ولطافت کی حلاوت بدل گئی ساتھ مرارت حق مبین کے اور
منکشف ہوگئی لاطائلیت ولغویت سوال کی اور بالکل ہویدا وپیدا ہوگئی مبطلیت وخارقیت للاجماع سائل کی
اب افسوس اس بات کا بہی ہے کہ جناب حافظ صاحب اپنے لیاقتہ اجتہاد یہ مزعومہ کے غلط خیال جوش پندار مین حق
بات کو نہین پہونچتے اور مطلب صحیح نہین سمجھتے مین آپ تو اپنے مطلب کے خیال مین تو امام نووی اور سب سے نقل کرلیتے
ہین پہر کیا سبب کہ خصم کے مفید مطلب ومؤید تحقیق حق کو آپ صاف جان بوجہکر چہوڑ دیتے ہین کیا آپ نے امام نووی کے
اس قول وہو (مہر البغی) حرام باجماع المسلمین کو نہین دیکہا ہے اگر نہین دیکہا ہے تو صد افسوس
اور اگر دیکہکر اوسکو چہوڑ دیا اور تمام مسلمین کی اجماعی بات کا اور نبی برحق کی صاف حدیث صحیح محرم عام کا آپ نے قصداً
خلاف صریح کیا ہے تو ہزار حسرت اب تو ہمکو صاف کالیقین پتہ ملگیا ہے کہ آپکے اعتقاد مین ہرگز سلامتی نہین ہے اہل
حدیث کا تو ہرگز نہ ایسا اعتقاد ہے اور نہ طرز استدلال بلکہ یہ تو نہج ضلال والحاد ملحی جدید کشمیری کا ہے ہداہ اللہ
وایاکم آپ بہت جلد اس طرز کو چہوڑین اور غلط فتوی سے رجوع فرمائین وہو الموفق اب یہ ایک عرض باقی ہے کہ
کیا باب توبہ کی یہی خاصیت ہے کہ توبہ کے ساتہ معصیتہ کبیرہ بل کفر کا بہی ارتکاب کیا جاوے اور توبہ کی طاعت سے
بدرجہا بڑہکر معصیتہ بہی بطور تبلک تبلک ہوجاوے یعنے توبہ کے ساتہ صرف اپنی ہوی ورای سے حرام شرعی کی تحلیل بے
دلیل کا فتوی دیا جاوے اور تائبہ کو غلط فتوی کا اعتقاد سمجہاکر معصیتہ ضلالت مین ڈالا جاوے اور تناول حرام پر اسکو
جرات دلائی جاوے اور الحلال بین والحرام بین کی حدیث کے برخلاف کمرہمت جرات پر اقتحام من غیر اتقاء از
غضب ذی الکبریا باندہی جاوے کیا توبہ کا یہی نتیجہ ہے پس ایسی توبہ سے ہزار توبہ ہے اب آپ ہی فرمائین کہ تائبہ
مذکورہ کی توبہ مسطورہ جو کیسے کیسے رنگ دکہلائی ہے کیا اوسکی اتنی ہی خاصیت خاصہ تہی یا اور بہی کچہ خواص
اوسکے باقی ہین آپکے سوال جواب طلب کا جواب اب تو بخوبی انشاء اللہ ذہن نشین جناب بعونہ تعالی ہوگیا ہوگا جسکا
خلاصہ یہ ہوا کہ جناب کا سوال منقلب بمطلوب انجناب ہوگیا۔ المرام جناب حافظ صاحب کا تمسک بدلائل حدیثیہ
وروایات فقہیہ پیش کردہ برائے اثبات حلت اموال محرمہ مکتسبہ از زنا وتملک زانیہ کا سب آن بان ہباء منثورا کادر
کان لم تکن بلی لم تکن ہوگیا اور حرمت اور عدم مملوکیت اونکی واسطے زانیہ کے جیسی کہ تہی ویسی ہی باقی رہی اور ہو
المطلوب ہان البتہ جناب حافظ صاحب کی سعی اجتہاد بے بنیاد کی بسبب مصادمت نص صریح محرم کے اور بسبب
جرات بر تحلیل حرام کے اکارت وغارت ہوگئی بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بنگئی۔ اب جناب حافظ صاحب کے

اور چند اغلاط وزلات جو بعبارت عربیہ لکھی گئی ہیں اونکا جواب بھی دیا جاتا ہے اور بلفظ الجناب بحذف الحافظ و
اقامتہ اللام مقامہ خطاب کیا جاتا ہے۔

(الغلط الاول) قال جناب الحافظ وحاصلہ (ای تقریر تبدیل سیئات حسنات) ان التوبۃ للاعمال
السیئۃ کالغسل للاثواب النجسۃ فکما ان الاثواب النجسۃ تصیر باعیانہا طاہرۃ بالغسل کذلک الاعمال السیئۃ
تصیر باعیانہا حسنۃ بالتوبۃ فہذا المعنے ہو عین ما فہمتہ من الآیۃ الکریمۃ (اولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات)
وہذا ہو الحق الصریح الذی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وہو الذی یساعدہ النقول الصحیحۃ ویعضدہ
العقول السلیمۃ اقول قد مضے جواب ہذا التقریر فیما قبل بالبسط والتفصیل فلا نعیدہ لئلا یفضی الی السخط لاجل
التطویل ولکن لا باس باعادتہ مجملا وملخصا کما لا باس باعادۃ جناب الحافظ ہذا التقریر مرۃ بعد اخری مفصلا و
مطولا فاعلم ان جناب الحافظ اغتر وغر بہذا التمثیل لان الاعمال اعراض والاثواب اعیان فکیف یقاس ما لا
بقاء لہ فی ہذا العالم وغیر محسوس کالمعنے المصدری الذی لا یبقے بعد الصدور عن فاعلہ کالضرب الصادر من الضارب
ولا یشک فیہ شاک وقد صرح بکون الاعمال اعراضا فانیۃ المفسرون فی تفاسیرہم بالاتفاق کما مر فیما مر فلا تکن
فی مریۃ منہ ولا اشقاق علی مالہ جسم وبقاء ووجود محسوس یقبل النجاسۃ والطہارۃ والنجاسۃ التی وصف بہا ایضا
جسم مرئی وعین من الاعیان فلیس ہہنا امر جامع بینہما یقاس بہ المقیس علی المقیس علیہ وہو الاصل ولا بد منہ
وبدونہ خرط القتاد فصار ہذا القیاس قیاسا مع الفارق وہو مردود وغیر مقبول عند العقلاء والفحول وقد یعلم
ہذہ المسئلۃ الاصولیۃ کل واحد من الطلاب فالعجب کل العجب من الجناب کیف خفی علیہ العلم بہذہ المسئلۃ فتصدی
بایجاد القیاس بالخیال والوہم والوسواس علی ان الجناب لا یسلم قیاس المجتہدین الفقہاء مع انہم کانوا بحور العلم
وجامعین لشروط الاجتہاد وعالمین بالآلۃ فکیف ارتضاہ لنفسہ فاجتہد وبذل المجہور لینیل المقصود ولکنہ
ما نال ما رام وما وصل الی المرام فاذا صار قیاسہ مردودا صار تقریرہ ہذا الذی کان ثبوتہ علیہ موقوفا ساقطا
عن عین الاعتبار فلا یغتر بہ من کان من اولی الابصار علا ان تبدیل سیئۃ حسنۃ امر من امور الآخرۃ وسر من اسرار
یوم القیامۃ کوزن السیئات والحسنات حقیقۃ وکیفیۃ موکولۃ الی عالم الغیب والشہادۃ وافہامنا عاجزۃ وقاصرۃ
عن درکہا فانی للجناب الحافظ الوصول الی ترکیب موصوفات السیئات بعد نزع صفاتہا السوء عنہا بصفات
الحسنات ای الحسن بعد نزعہا عنہا وجلبہا الیہا وابقاء موصوفات الحسنات من غیر صفاتہا او کما یقول والعجب
من الجناب کیف استدل علی تحلیل الحرام بہذا التبدیل الذی یقع فی صحائف الملائکۃ فی الدنیا وفی الآخرۃ لکل
واحد من بنی آدم او للبعض فی ہذہ وللبعض فی الآخرۃ او کیف یکون واللہ اعلم وعلی کل تقدیر لیس کما زعم الجناب
وقد مر مزعومہ الباطل بل المراد منہ کما قال بہ السلف الصالحون وفسر بہ المفسرون من تفاسیرہم لہذا التبدیل وقد ذکرت

فیما قبل ومنها ان المراد بتبدیل السیئة الحسنة محو السیئة الواقع فی الصحف کما فی مجمع البحار یمحو اللہ ما یشاء ای
یقع المحو فی صحائف الملک انتہی۔ وہو المراد من العفو والتکفیر والتجاوز عن السیئات کما قال سبحانہ تعالی ویعفو عن
السیئات وقال نکفر عنکم سیئاتکم وقال اولئک الذین نتقبل عنہم احسن ما عملوا
ونتجاوز عن سیئاتہم وفی عمدة التفاسیر تفسیر الامام ابن جریر بسندہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن الروح الامین علیہ الصلوة والسلام قال یوتی بحسنات العبد وسیئاتہ فیقتص بعضہا ببعض فان بقیت حسنة
وسع اللہ تعالی فی الجنة الحدیث ہذا تفسیر نبوی مفسر لاجمال معنی تبدیل سیئات حسنات فالاقتصاص والمحو والعفو
والتکفیر عن السیئات واذہاب الحسنات للسیئات کلہا متقاربة من حیث المراد وبعضہا تفسیر للبعض ومعنی التبدیل
مجمل ورد فی آیة واحدة والمعانی المذکورة المتقاربة واردة فی آیات کثیرات فالآیة الواحدة المجملة من حیث معنی
التبدیل ینبغی ان ترد الی آیات کثیرات مفصلات من حیث المعانی المذکورة والآیات مفسرة بعضہا البعض و
ہذا النوع احسن انواع التفاسیر واولہا وافضلہا واقدمہا ویلیہ التفسیر النبوی الکلام الالہی وہو النوع الثانی۔
ویلیہ التفسیر السلفی للکلام الربی وہو النوع الثالث والامر ظاہر ولکن جناب الحافظ جانب انواع التفسیر ہذہ کلہا و
ترکہا متعمدا واثر وقدم علیہا ہوی ورأیا وخالفہا خلافا صریحا واختلق معنا جدیدا وارکب صعبا قبیحا وخالف
نقلا وعقلا واضل بہ خلقا واحدث ترکیبا خیالیا وسماہ تبدیل سیئ حسنا وجعل کفرا وایمانا وسفاحا ونکاحا وسیئا
وحسنا متحدا مجتمعا واحدا عینا ولما ذکرنا من حیث الترکیب وتخلل الوقت وازالة وصف السوء من السیئة ونزع
وصف الحسن من الحسنة وضمہا الی موصوف وصف السوء کما مر من صنیع الجناب العجیب مرارا فلیس بشیئ فی الواقع
ونفس الامر کما عرفت فیما قبل وانما ہو خیال تخیلہ فتبعہ ووہم توہمہ فلعب بکتاب اللہ المستطاب فوق لعب الصبیان
بالطین والتراب وما خاف یوم الحساب وما خشی رب الارباب افلا یعلم ان الاعمال السیئة والحسنة والمعانی المصدریة
اعراض یکتبہا الملائکة فی الدنیا فی صحائف الاعمال وتوزن ہی او الصحائف او کلاہما او تجسم او کیف تفعل یوم
تکشف الحقائق وتبلی السرائر وہو اعلم بحقیقة الحال وانا آمنا بکل ما یقع من تبدیل الاعمال ولکن الیوم فی الدنیا
فلیس شیئ فوق الکتب والمحو والاثبات فی الصحائف کما ورد فی الاحادیث والآیات فکیف یتصور ویتحقق فی الاعراض
بناء الوہم الذی بناہ وتصویرہ الذی صورہ وسواہ فترکیبہ ہذا العجیب وصنیعہ الشنیع الغریب حادث وابتداع واختلاق
منہ فی کتاب اللہ ودین اللہ سولتہ لہ نفسہ وزینتہ لہ قرینہ ولا یقول بہ احد من ذوی الحجی واولی النہی والی اللہ المشتکی
والیہ المستغاث من ہذا الاحداث اوما علم ان الحلال والحرام من احکام الدنیا فکیف تترتب الحلة علی امور الآخرة
الآتیة بعد فناء الدنیا واہلہا واحکامہا علا ان الحلة والحرمة من احکام الشریعة التی شرعہا اللہ لعبادہ من عندہ
ولا وکل امرہا الی احد من خلقہ فلیس لاحد ان یحرم او یحل شیئا بہوی ورای من عند نفسہ قال اللہ تعالی ناعیا علی الکفار

فيحلوا ما حرم الله زين لهم سوء اعمالهم الآية فالعجب من الجناب كيف احل من غير دليل بل بهواه حراماً حرمه الله تعالى
على لسان رسوله فظهر بحمد الله ان قول الجناب باطل قبيح مصادم للنص المحرم الصريح ولا حاجة الى مزيد التوضيح فتوصيفه
قوله بانه الحق الصريح الذي لا ياتيه الخ تعدٍ منه ومجاوزة عن حد ادب الشرع الشريف وغلو منه في تعريفه قوله الباطل الذي
يزعمه حقا ويجعله موصوفا بوصف القرآن المختص به الذي نزل من منزله اللطيف كما قال الله تعالى وبالحق انزلناه
وبالحق نزل والحق ان قوله المحلل للحرام في غاية من السخافة والبطالة يستحق ان يوصف بانه لا ياتيه شيئ من الحق
من بين يديه ولا من خلفه بل لا يهب عليه شيئ من ريحه ولا يصل اليه شيئ من اثره ولا يعاضده شيئ من المنقولات
لا من الصحيحة ولا من الضعيفة ولا يوافقه شيئ من المعقولات الصريحة ولا يقبله قلب من القلوب السليمة وهي قلوب
السلف الصالحين ومن تبعهم باحسان من ائمة الدين من الفقهاء والمحدثين والمفسرين نعم يقبله قلب الملحد الكشميري
وقلوب اتباعه وقلوب سائر الملحدين الذين لعن الله قلوبها وختم وطبع عليها واعماها بل مسخها وجعلها كقلوب
القردة والخنازير الممسوخة الملعونة الخبيثة الزائغة ثم لا يخفى على الناظرين ان الجناب اشار باوصاف قوله اشارة
خفية الى ان عقول الذين لا يساعدونه ليست بسليمة وهم المفسرون والسلف الصالحون والفقهاء والمحدثون
وان قال اني لم اشر الى هذا وابى خلا اقل من هذا انه مفهوم قوله المخالف والازم المؤالف (الموافق له) فلم قال هذا عالما بانه
مخالف لهم في قوله هذا الذي هو الباطل المخالف للحق النازل.

(الغلط الثاني) قال الجناب واذا اسقط الحد عن هولاء السارقين السرقة الكبرى (المحاربين لله
ورسوله) بعد التوبة مع عظم جرمهم فلان يسقط الحد عمن دونهم بعد التوبة اولى الى ان قال فقال (رسول الله
صلى الله عليه وسلم) هلا تركتموه (ماعزا) **اقول** من شان العالم الرباني المحقق انه يحقق الحق ويبطل
الباطل ويفرق بينهما ويرفع الالتباس ويزيل الاشتباه ويدفع الاشكال ويحله ويتبع الحق وينصره ويؤيده
حق التائيد ويعترف بالخطا ان صدر منه ويرجع عنه ولا يصر عليه اصرار العنيد. ويخاف يوم الوعيد. ولكن هذا الجناب
(عفا الله عنه) ديدنه عجاب وهو مخالفة هذا او عكس هذا. كما لا يخفى على من اطلع على عمله هذا ووقف عليه ناظرا في تحريره
ومتاملا في تقريره. وان كنت شاكا فيه فانظر في قوله هذا كيف لبس على مخاطبه وحاد عن جوابه ونقل عن اعلام (الاعلام اعلام الموقعين)
وتفسير الرازي العلام ما كان في زعمه مفيدا له. وترك ما كان ردا عليه وجوابا له وليس هذا مقام البسط والمرام ان قوله
هذا يوهم ان كل حد يسقط عمن عليه الحد بعد التوبة قبل القدرة او بعدها معترفا كان بموجب الحد او مشهودا عليه
باقامة البينة عليه وبشهادة الشهود عليه ومقصوده من هذا التلبيس ان يتخلص وينجو من بلاء الجواب عن رد خصمه
عليه بايقاع الاشتباه عليه والتفصيل الضروري المتعلق بهذا المقام الذي يرتفع به الايهام ان مناظره قال
لو كان المراد بالتبديل المذكور في الآية تصيير السيئات باعيانها حسنات لزم ان يمتنع اقامة الحد على الزاني والسارق

وغیرہما ممن علیہ الحد اذا تابوا قبل اقامۃ الحد فان ہذہ السیئات لا تبقی بعد التوبۃ سیئات علی ہذا التقدیر" انتہی
فاجاب الجناب عن ہذا بہذا التلبیس الذی مر فما اصاب لانہ یوہم ان کل صاحب حد یسقط عنہ الحد اذا تاب ولا امر لیس
کذلک بل فیہ تفصیل ولا یخفی علی العلماء الخیار کما فی نیل الاوطار۔ قولہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہلا ترکتموہ
استدل بہ علی انہ یقبل من المقر الرجوع عن الاقرار ویسقط عنہ الحد والی ذلک ذہب احمد والشافعیۃ والحنفیۃ و
العترۃ وہو مروی عن مالک فی قول لہ وذہب ابن ابی لیلی و[illegible] تی وابو ثور ورو ایۃ عن مالک وقول للشافعی انہ
لا یقبل منہ الرجوع عن الاقرار بعد کمالہ کغیرہ من الاقرارات قال الاولون ویترک اذا ہرب لعلہ یرجع قال فی
البحر مسئلۃ واذا ہرب المرجوم بالبینۃ اتبع الرجم حتی یموت لا بالاقرار لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ماعز ہلا خلیتموہ
ولصحۃ الرجوع عن الاقرار ولا ضمان اذ لم یضمنہم صلی اللہ علیہ وسلم لاحتمال کون ہربہ رجوعا وغیرہ انتہی۔
وذہبت المالکیۃ الی ان المرجوم لا یترک اذا ہرب وعن اشہب ان ذکر عذرا فقیل یترک والا فلا ونقلہ العتبی
عن مالک وحکی اللخمی عنہ قولین فیمن رجع الی شبہۃ انتہی وقال الحافظ ابن القیم ومن تراجم النسائی علی ہذا
الحدیث (فقال یا رسول اللہ اصبت حدا فاقمہ علی فاعرض عنہ) من اعترف بحد ولم یسمہ وللناس فیہ ثلثۃ
مسالک ہذا احدہا والثانی انہ خاص لذلک الرجل والثالث سقوط الحد بالتوبۃ قبل القدرۃ علیہ وہذا اصح المسالک
وقال الامام الرازی فی تفسیرہ واما اذا تاب بعد القدرۃ فظاہر الآیۃ ان التوبۃ لا تنفعہ وتقام الحد علیہ اھ
علم من ہذا ان کل صاحب حد اذا تاب بعد القدرۃ علیہ لا یسقط عنہ الحد کما فہم الجناب۔ واختارہ وجعلہ مذہبا لہ
وخالف ائمۃ الدین کلہم فی ہذا ایضا اذ لیس ہذا مذہب احد من السلف ومذہبہم فی ہذا مذکور فی ہذا القرطاس
سطور فاقراوہ وتاملوا فیہ والحاصل ان اللازم فی قول خصم الجناب بطلان الملزوم واما الذی یسقط عنہ
الحد اذا تاب قبل القدرۃ کما ہو اصح المسالک کما صرح الحافظ ابن القیم او کان معترفا بحدہ وسمیا لہ کماعز کما ہو
عند البعض فہذا استثنی او مخصوص من الذین ذکرہم خصم الجناب من افراد الزانی والشارب والقاذف وغیرہم
الذین تقام علیہم الحدود بعد توبتہم ایضا لانہم تابوا بعد القدرۃ علیہم او ثبت علیہم الحد باقامۃ البینۃ علیہم کانوا
مقرین بذنوبہم الموجبۃ للحدود کماعز علا ان سقوط الحد عن المعترف بحدہ اذا تاب لیس بمتفق علیہ ولیس
بثابت بصریح النص الذی لا یحتمل التاویل بغیر المعنی المسقط للحد وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلا ترکتموہ
فیحتمل التاویل ایضا کما مر فیما سبق فعلی ہذا قول الخصم باق علی عمومہ واعتراضہ وارد علیہ بعینہ فلا
محید لہ عنہ ولا محیص وعلی کل حال تقام الحدود علی اصحاب الحدود بعد توبتہم ایضا فی الجملۃ باتفاق
العلماء کلہم فلزم بناء علی تقدیر صیرورۃ السیئات باعیانہا حسنات کما ہو مزعومہ وموہومہ ان لا تقام
الحدود علی اصحابہا فی الجملۃ واللازم باطل فالملزوم مثلہ کما قال خصمہ فثبت ان تفسیر الجناب التبدیل باطل

وخرعبیل وخرق لاجماع سلف الامۃ وخلفہا الثابت بالسند والدلیل فعلیہ ان یرجع عن زعمہٖ ووہمہٖ والقال والقیل والتوفیق
بید اللہ الجلیل۔

(الغلط الثالث) قال الجناب یجوز ان یکون عمل واحد بالنوع حسنا فی وقت وسیئا فی وقت آخر کالسجود
لغیر اللہ بل یجوز ان یکون عمل واحد بالشخص کاخذ مال الغیر فی السرقۃ والغصب حسنا فی وقت وسیئا فی وقت ہذا کالثوب الواحد
بالشخص یکون نجسا فی وقت وطاہرا بالغسل فی وقت آخر انتہی **اقول** قد مر مرارا ان قیاس العمل الذی ہو عرض فان
باق اثرہ فی القلوب ویکتب فی الصحائف ویمحی ویثبت فیہا وقد مر تفصیلہ کما ورد بہذا کلہ الاخبار والآثار علی الثوب الذی
ہو عین من الاعیان وجسم من الاجسام کما ہو مشاہد بالابصار قیاس مع الفارق وقیاسہ علیہ کقیاس المعانی المعدومۃ
من الضرب والسب والشتم وغیرہا علی الاشجار والاحجار فاذا فسد القیاس فسد ما رتب علیہ من احکام الوہم والوسواس واما
کون السجود لغیر اللہ واحدا ففیہ نظر لان السجود لغیر اللہ علی نوعین سجدۃ التعظیم وسجدۃ العبادۃ وبینہما تباین وتغایر
من حیث الحقیقۃ والماہیۃ اما سجدۃ التعظیم فکانت جائزۃ فی شرائع الامم السالفۃ کسجدۃ الملائکۃ لآدم علی قول ثم نسخت و
حرمت فی شریعۃ خیر الامم السابقۃ نسخہا اللہ تعالی علی لسان رسولہ سید الرسل ناسخ النحل والملل صلی اللہ وسلم علیہ وعلیہم
عدد النحل والنمل والرمل واما سجدۃ العبادۃ لغیر اللہ فہی غیر جائزۃ فی الامم کلہا وشرک بحت وکفر محض باتفاق الامۃ
کلہا والمرام ان سجدۃ العبادۃ لغیر اللہ ما کانت فی وقت من الاوقات مباحۃ ولا جائزۃ فضلا ان تکون حسنۃ واما
سجدۃ التعظیم لغیر اللہ کسجدۃ الملائکۃ لآدم فلما کانت بامر اللہ صارت حسنۃ امتثالا لامر اللہ واما اذا لم تکن بامر اللہ
کما کان بعضہم من الامم السالفۃ یسجد بعضہم بطریق الاباحۃ والرخصۃ فما کانت حسنۃ ادناہا ان تکون مستحبۃ واما ہی
فی ہذہ الامۃ فہی محرمۃ وذریعۃ الی الشرک ووسیلۃ الیہ وشبیہۃ بسجدۃ العبادۃ لغیر اللہ والانابۃ الیہ فہذہ وتلک کلتاہما
صورۃ متحدۃ واحدۃ فیحکم علی کل ساجد لغیر اللہ بانہ کافر ومشرک وسجدتہ کفر وشرک ظاہرا وصورۃ وان قال قائل انی ما سجدت
لغیر اللہ الا تعظیما لا عبادۃ وامانیۃ فہی خفیۃ باطنۃ لا نطلع علیہا فحکمہا موکول الی العالم بہا وہو علیم بذات الصدور وما یخفی
علی اللہ من شیء وہذا التفصیل فی البین جار فی ضمن ہذہ المسئلۃ لاشتباہہ علی کثیر من الناس والحاصل ان الجناب
لا یفیدہ شیئا تعلقہ بہذا البیان وان زعم ہو او غیرہ ان ہذا ہو البرہان لان اخذ مال الغیر فی السرقۃ والغصب
عمل کتب فی الصحائف وسیئۃ من السیئات عاملہا سارق او غاصب ولو قال مالکہ لہما بعدہ انی وہبتہ لکما ما اخذتما منی
فہذا عمل آخر عاملہ مالک المال ولکن صار ذلک المال بہبتہ واجازتہ موہوبا ومعطی حل انتفاعہما بہ بعد ان کان محرما علیہما
لکونہ ماخوذا بالوجہ الباطل وارتفعت المواخذۃ الاخرویۃ ایضا فیمحی اعمالہما السیئۃ المکتوبۃ فی الصحائف فی الدنیا او الآخرۃ
فمن این جاء النص الشرعی الدال علی تصییر سیئتہما بعینہا حسنۃ بترکیبہ المختلق المذکور مرۃ بعد اخری وکذا وکذا اما ذکرہ
این الدلیل الذی یدل علی ان عملا واحدا بالشخص صار سیئا فی وقت وحسنا فی وقت آخر وقد مر ما یتعلق بہذا البحث

من التفصيل الطویل المدلل بالدلیل فیما سبق مرارا فعلم من ہذا ان قولہ ہذا ایضا باطل وخیال خال وہم عاطل فالعجب منہ کل العجب
کیف یبنی علی خیالہ بناء الحلال والحرام ویدخل بہذہ الھواجس والوساوس فی مداخل الاحکام ویجتری علی الشریعۃ الغراء
البیضاء التی نزلت علی سید الانام علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والسلام ولا یبالی بمخالفۃ علماء الامۃ الرعاۃ الحماۃ للاسلام
من السلف الصالحین الذین اتباع سبیلہم واجب علی من خلفہم الی یوم القیام کما قال جل ثناء ہ وعلا واتبع سبیل
من اناب الی وہم الصحابۃ الکرام ومن تبعہم باحسان من تابعیہم وتبعہم وہم مصداق ہذہ الکریمۃ بالمصداق
الاولی ولا یشک فیہ من فی قلبہ خردلۃ او ذرۃ من الایمان باللہ المنعام وبا جاء بہ الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام
فبہم القدوۃ وفیہم الاسوۃ لاہل الاسلام۔

(الغلط الرابع) قال الجناب ولم یبق الزانی بعد التوبہ زانیا بل صار عفیفا واذا لم یبق بعد التوبۃ
زانیا لم یصدق علی ولدہ انہ ولد الزنا وحدیث وللعاہر الحجر معناہ مادام عاہرا لا دائما فانہ قضیۃ مشروطۃ خاصۃ وہذا
کما قال صاحب الہدایۃ فی باب اللعان فی حدیث المتلاعنان لا یجتمعان ابدا لا یجتمعان مادامامتلاعنین ولم
یبق التلاعن ولا حکمہ بعد الاکذاب فیجتمعان اھ فکذا للعاہر الحجر مادام عاہرا فاذا تاب لم یبق العہر ولا حکمہ بعد التوبۃ
وہذا ظاہر جدا ولا ادری کیف خفی علی من خفی وقال فی الفرائض الشرعیۃ والنسبۃ الی الام للضرورۃ کولد الزنا وولد
الملاعنۃ حتی اذا اکذب الملاعن نفسہ صار الولد منسوبا الیہ اھ فکذا اذا تاب الزانی صار الولد منسوبا الیہ لعدم بقاء
الضرورۃ للنسبۃ الی الام۔ **اقول** لا ینقضی تعجبی من تحریر الجناب کیف یجتری علی مخالفۃ السنۃ والکتاب
ویدع طریق علماء الامۃ سلفہا وخلفہا ویجتہد اجتہادا اینا فی مذاہب ائمۃ الہدی کلہا ویتکلم فی مسئلۃ لا یوجد فیہا امام من السلف
الصالحین یقول مقالتہ لا تجد من قال لہا فان شئت تصدیق کلامی ہذا فانظر فی قولہ ہذا تجدہ مصدقا لما قلت ومفصلا
لما اجملت ومبینا لما ابہمت ومؤیدا لما کتبت فاعلم ان الجناب یقول فی قولہ ہذا ان نسب ولد الزنا یثبت
من الزانی اذا تاب ویقع التوارث بینہما بعد التوبۃ ای یرث کل واحد من الزانی وولد الزنا آخر اذا مات وما اورد
علی ہذہ الدعوی شیئا من الادلۃ الشرعیۃ کما تری وخالف فی ہذہ الدعوی جمیع الامۃ وما فہم ما ورد فی ہذہ المسئلۃ
من الاحادیث النبویۃ والاقوال الفقہیۃ وغلط فی فہمہا غلطا فاحشا واخطأ خطأ بینا واولہا وصرفہا عن مقاصد
وظواہرہا وبنیہا علی غیر وجہہا عمدا وقصدا لا یخلو صنیعہ عن احد الشقین المذکورین فان کان الاول فامر قبیح وان کان الثانی
فاقبح کما قیل ؎ ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ ٭ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم ٭ وانا ابین ہذہ المسئلۃ الآن
کما فہمہا ائمۃ ہذا الشان واجیب عن الادلۃ الکاسدۃ لدعواہ الفاسدۃ بعون اللہ المستعان فاصغ الی ما اقول
لک ایہا الناظر المنصف المتبع للحق الثابت بالبرہان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الولد للفراش وللعاہر الحجر رواہ الجماعۃ الا ابا داؤد

وفی لفظ للبخاری لصاحب الفراش هکذا فی منتقی الاخبار - وقال شارحه فی نیل الاوطار قوله الولد للفراش
اختلف فی معنی الفراش فذهب الاکثر الی انه اسم للمراۃ وقد یعبر به عن حالة الافتراش وقیل انه اسم للزوج روی
ذلک عن ابی حنیفة وفی القاموس ان الفراش زوجة الرجل انتهی قوله وللعاهر الحجر العاهر الزانی الی ان قال ومعنی
له الحجر الخیبة ای لا شیئ له فی الولد والعرب تقول له الحجر وبفیه التراب یریدون لیس له الا الخیبة وقیل المراد بالحجر انه
یرجم بالحجارة اذا زنی ولکنه لا یرجم بالحجارة کل زان بل المحصن فقط وظاهر الحدیث ان الولد انما یلحق بالاب بعد
ثبوت الفراش وهو لا یثبت الا بعد امکان الوطء فی النکاح الصحیح او الفاسد انتهی وفی المنتقی عن ابن عمر رض قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم للمتلاعنین حسابکما علی الله احدکما کاذب الحدیث وفی النیل قال عیاض انه قال هذا الکلام
بعد فراغهما من اللعان فیوخذ منه عرض التوبة علی المذنب بطریق الاجمال وانه یلزم من کذب التوبة من ذلک وقال الداؤدی ای
قبل اللعان تحذیر لهما منه قال الحافظ والاول الاظهر انتهی وعن ابن عباس رض ان النبی صلی الله علیه وسلم
قال المتلاعنان اذا تفرقا لا یجتمعان ابدا وعن علی قال مضت السنة فی المتلاعنین ان لا یجتمعا
ابدا وفی النیل قوله لا یجتمعان ابدا فیه دلیل علی تابید الفرقة والیه ذهب الجمهور الی ان قال ولکن المروی عن ابی حنیفة
انها انما تحل له اذا اکذب نفسه لا اذا لم یکذب نفسه فانه یوافق الجمهور کما ذکره صاحب الهدی عنه وعن محمد وسعید
بن المسیب والادلة الصحیحة الصریحة قاضیة بالتحریم المؤبد وکذلک اقوال الصحابة وهو الذی تقتضیه حکم اللعان ولا
تقتضی سواه فان لعنة الله وغضبه قد حلت باحدهما لامحالة انتهی وفی المنتقی عن ابن عمر رض ان رجلا لاعن عن
امراته وانتفی من ولدها ففرق رسول الله صلی الله علیه وسلم بینهما والحق الولد بالمراۃ رواه الجماعة وفی النیل وقد جاء
فی حدیث سهل بن سعد عند ابی داؤد بلفظ فکان الولد ینسب الی امه ومعنی قوله الحق الولد بامه ای صیره لها وحدها
ونفاه عن الزوج فلا توارث بینهما واما الام فترث منه ما فرض الله لها وقد وقع فی روایة من حدیث سهل بن سعد
بلفظ فکان ابنها یدعی لامه ثم جرت السنة فی میراثهما انها ترثه ویرث منها ما فرض الله لها وقیل معنی الحاقه بامه انه صیرله
ابا واما فترث جمیع ماله اذا لم یکن له وارث آخر من ولد ونحوه الی ان قال واستدل بحدیث ابن عمر المذکور علی مشروعیة اللعان
لنفی الولد الخ وفی فتح الباری وقد اختلف السلف فی معنی الحاقه بامه مع اتفاقهم علی انه لا میراث بینه وبین الذی نفاه
الخ قال صاحب الهدایة وهو خاطب اذا اکذب نفسه عندهما وقال ابو یوسف ره (ای رحمه الله) هو تحریم مؤبد لقوله علیه الصلوة
والسلام المتلاعنان لا یجتمعان ابدا نص علی التابید ولهما ان الاکذاب رجوع والشهادة بعد الرجوع لا حکم لها ولا
یجتمعان ما داما متلاعنین ولم یبق التلاعن ولا حکمه بعد الاکذاب فیجتمعان انتهی وفی الحاشیة قوله رجوع ای عن الشهادة
والرجوع عنها یبطل حکمها ولا منافاة بین نص التابید والعود خاطبا لان معناه لا یجتمعان ما داما متلاعنین لانهما یکونان
متلاعنین اما حقیقة بمباشرتهما اللعان او مجازا باعتبار حکمه فلم یبق شیئ بعد الاکذاب اما حقیقة فظاهر ولا حکما فلانه لما اکذب

نفسہ وجب علیہ الحد فبطلت اہلیۃ اللعان واذا بطلت الاہلیۃ ارتفع حکمہ فیجتمعان ۱۲ عنایہ علم من ہذا کلہ عدۃ امور
مسلمۃ اتفاقیۃ لا خلاف فیہا لاحد من ائمۃ الدین سلف الامۃ وخلفہا الا فی الامر الرابع للقاضی ابی یوسف رحمہ اللہ
وخلافہ ایضا لا یجدی الجناب ولا ینفعہ بل یضرہ وفاقہ فیما سواہ بلا ارتیاب (الاول) ان ولد الزنا لا ینسب الی الزانی
ابدا وان تاب اناب ولا یرث احدہما الآخر وہذا معنی وللعاہر الحجر (الثانی) ان المزنی بہا ان کانت تحت
احد بنکاح صحیح او فاسد وکان وطیہا ممکنا یثبت نسب ولدہا الذی ولد من الزنا الیہ لا الی الزانی وہذا معنی الولد
للفراش (الثالث) ان المتلاعنین بعد وقوع اللعان وتفرقہما لا یجتمعان ابدا کما وقع بہ التصریح فی الحدیث (الرابع)
ان الملاعن اذا اکذب نفسہ قبل اللعان ورجع عن قذفہ امراتہ ورمیہ بہا بالزنا جاز اجتماعہما لان اللعان لم یقع فسقط
حکمہ الا عند القاضی ابی یوسف رح کما مر (الخامس) ان الملاعن اذا اکذب نفسہ بعد وقوع اللعان والتفریق بینہما
والانتفاء عن ولدہا والحاقہ بہا او تاب عن الکذب علیہا والرمی بہا فلا یجتمعان ابدا علی ہذا التقدیر ایضا ولا تسقط
توبتہ حکم اللعان الواقع کما یدل علیہ وعظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتلاعنین وترغیبہ ایاہما بعد الفراغ من التلاعن
وکذا الزانی اذا تاب من الزنا لا تسقط ولا تنتفی عنہ الخیبۃ الثابتۃ لہ ای لا یلحق ولد الزنا بہ ولا یثبت نسبہ لہ بالادلۃ
وباجماع الامۃ ولہذا قال فی الفرائض الشریفیۃ والنسبۃ الی الام للضرورۃ کولد الزنا وولد الملاعنۃ اھ والضرورۃ ہی
الحاقہ بامہ ونفیہ عن ابیہ دائما ابدا وان تاب بعد ہذا واما اذا لم یقع اللعان بسبب اکذابہ نفسہ فیجتمع معہا ویصیر الولد
منسوبا الیہ فیا حسرۃ علی الجناب کیف صرف عن فہم مطلب الکتاب ای الفرائض الشریفیۃ او بدلہ عمدا وما خاف العذاب
(السادس) ان صیغۃ المتلاعنین یطلق علی الزوجین قبل وقوع اللعان وبعدہ باعتبار ما یؤول الیہ وباعتبار ما کان وعند
مباشرتہما الماخذ وہو اللعان باعتبار قیام الماخذ بہما حقیقۃ وہذا الاستعمال ثبت من الشارع ومن حاشیۃ الہدایۃ
ایضا کما ذکر وہذا الاستعمال شائع ذائع عند اہل اللغۃ واہل العرف ایضا فالآن بعون اللہ المنان خرج وحصل الجواب
من قول الجناب من بین ہذہ الفوائد المستخرجۃ والعوائد المستنبطۃ من السنۃ والکتاب ولم تبق الحاجۃ الی زیادۃ الوضاحۃ
لمن لہ درایۃ وبصیرۃ من اولی الالباب ومع ہذا ارید ان ابین منشأ غلطہ وسبب زلتہ واکشف الحجاب عن وجہ قولہ بحولہ
وقوتہ فاعلم انہ قد ظہر بعونہ تعالی بطلان قولہ کلہ ببیان اظہر من الشمس وابین من کون الغد بعد الامس لان قولہ
ہذا الذی نحن بصدد ابطالہ کان مشتملا علی امرین ثبوت نسب ولد الزنا الی الزانی بعد توبتہ من الزنا وثبوت التوارث
بینہما علی ہذا التقدیر وقد علمت ما ذکر من النصوص الدالۃ علی ابطال ہذین الامرین دلالۃ واضحۃ رافعۃ للاشتباہ من البین
وتبین لکل واحد من الصغار والکبار ان قولہ ہذا الذی ظہر بطلانہ مخالف لجمیع ائمۃ الدین الخیار ومصادم للاحادیث
سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم عدد الاحجار والاشجار ومع ہذہ المخالفۃ الشدیدۃ یقول کیف خفی (مذہبہ) علی من خفی
ای علی جمیع ائمۃ الدین بل علی امامہم سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم فی العالمین والحمد للہ رب العلمین

والآن بقي جواب شبهة التي تشبث بها وكانها اقوى ادلته التي ابطلناها فيما سبق بعون الله المتعال كل ابطال لانه
ذكرها مرة بعد اخرى وفرح بها كانه حصلت له نعمة عظمى ودولة كبرى ولعل كثيرا من الناس من الطلبة بل الكملة يغترون بها
ولايتأملون فيها ولايطلعون على ما فيها من المغالطة لانها البست لباس المنطق ونزع عنها ثوب المطلق وقيدت بالقيود
المعهودة التامة ووجهت بالجهة لا بالعامة بل خصصت بالخاصة وزينت بزينة اصطلاح سفهاء الامة وحمقائها وهم حكماء
يونان واخوانهم واتباعهم الى هذا الاوان وهذا هو العلم عندهم وعند غيرهم من العوام لايفرحون بسائر العلوم كما يفرحون بهذا
العلم الذي هو الجهل في الحقيقة كما ورد وان من العلم لجهلا فلزمنا ان نبين حقيقتها وما فيها من التلبيس الذي لبس صاحبها
على من كان غافلا من مصطلحات هذا الفن وما يتعلق بها وهي ان الجناب قال ان قضية وللعاهر الحجر قضية مشروطة خاصة
اي حكم فيها بان ثبوت الخيبة والمحرومية عن انتساب ولد الزنا الضروري للزاني ما كان زانيا لادائما اي لاشيئ من الخيبة
المذكورة بثابت للزاني بالاطلاق العام اي في وقت من الاوقات وهو وقت توبته من الزنا ثم قاس شرطية
هذا الحديث الخاصة على شرطية هذا الحديث المتلاعنان لايجتمعان ابدا الذي اورده صاحب الهداية فيها و
قيدها بقيد ما داما متلاعنين وجعلها مشروطة عامة كما سيجيئ ذكرها لاخاصة كما فهم الجناب وغلط غلطا بينا بلا ارتياب وما وصل
الى ..... فهم عبارة صاحب الهداية ولا اهتدى الى مطلب الكتاب وعباراته المتعلقة بهذه المسئلة في هذا المقام كلها منقولة
فيما مضى عنقريب يعني انه جعل هذين الحديثين مشروطتين خاصتين وشبه احداهما بالاخرى وجعل مآلهما ومطلبهما واحدا وهو
ان الزاني اذا تاب سقطت عنه الخيبة وثبت نسب ولد الزنا له وهو مفاد القضية المطلقة العامة التي اشير اليها باللادوام
الذي قيدت به المشروطة العامة التي كانت في الاصل كما اذا اكذب الملاعن نفسه سقط عنه حكم اللعان ثم قال هذا ظاهر جدا لا
ادري كيف خفي على من خفي اي على جميع الامة وامامها وهو نبي الرحمة صلى الله عليه وسلم هذا حاصل كلامه وخلاصة مرامه
والجواب عنه ان الجناب قد اشتبه والتبس عليه هذا المنطق وما فهمه وغلط فيه واغتر به والبس على غيره وغره وغالطه
عمدا او قصدا والله اعلم بالصواب - لان المشروطة الخاصة قد اعتبر فيها الوصف المفارق كما في حاشية عبد الحكيم على القطبي
فيكون الوصف مفارقا بناءً على ان الكلام في الخاصتين ١٢ وما قال عبد الحكيم من اعتبار كون الوصف في الخاصتين مفارقا
فتوجيه صحيح مستحكم مدلل لان الوصف الذي له دخل في ثبوت الضرورة كما في المعنى الاول من المعنيين للمشروطة العامة او الوصف
الذي حكم في القضية بالضرورة في جميع الاوقات ثبوته اعم من ان يكون له دخل في تحقق الضرورة ام لا كما في المعنى الثاني
من معنييها وكذا الوصف الذي حكم في القضية بدوام النسبة بدوامه كما في العرفية العامة يكون مفارقا واذا كان دائما
لاتنعقد ولاتتحقق الخاصتان من هاتين المادتين اصلا لان جزئهما الثاني اللادوام وهو اشارة الى الفعلية المطلقة
العامة المخالفة للجزء الاول اي للقضية الاولى في الايجاب والسلب اي يحكم فيها بالفعلية ضد الحكم الذي في الجزء الاول فاذا كان
الوصف لازما كيف يتحقق الحكم من اللادوام مخالفا للحكم الذي في المقيد باللادوام لانه دائم لكون الوصف دائما والدوام يكون

لازماً للذي يكون له لازماً فثبت ثبوتاً بيناً ان التقييد باللادوام تقتضي ان يكون الوصف في المقيد به مفارقاً كما قال
الفاضل اللاهوري علامة قد ثبت في مقامه ان الخاصتين والدائمتين بينهما مباينة كلية اما كون المباينة بين الدائمة
المطلقة وبينهما فظاهر لانهما مقيدتان باللادوام الذاتي وحكم في الدائمة بالدوام الذاتي وبينه وبينه تناف كل واحد منهما
نقيض للآخر واما بين الضرورية المطلقة وبينهما فلان الضرورية حكم فيها بالضرورة بحسب الذات وحكم فيهما باللادوام
بحسب الذات والضرورة الذاتية يوجد فيها دوام ذاتي لانها اخص منه والاخص يستلزم للاعم وبين الدوام واللادوام
تناف احدهما نقيض للآخر فاذا ثبتت المباينة الكلية بين الدائمتين والخاصتين لزم ان يكون الوصف فيهما مفارقاً
ليتحقق اللادوام الذي مباين للدوام الذي في الدائمتين وبهذا التحقيق تتحقق المباينة الكلية بينهما وبينهما ولو لم
يك مفارقاً بل لازماً فلا يتحقق اللادوام ولا تتحقق المباينة الكلية بينهما وبينهما وذلك خلاف ما تقرر في مقره وثبت
في مقامه وما تقرر وثبت فهو حق فثبت ان هذا (عدم كون الوصف مفارقاً) باطل فاذا ثبت ان ما قال الفاضل اللاهوري
صحيح موجه فاعلم ان وصف العاهرية والملاعنية بعد ثبوتهما وتحققهما لازمان لما وصف بهما من العاهر والملاعن اي
بالنسبة الى ولد الزنا لا انفكاك لهما ابداً وان تابا واناباً وفعلا ما فعلا يعني منذ تحقق وصف العاهرية واتصف
به موصوفه فصار عاهراً وجعل موضوعاً في هذه القضية (وللعاهر الحجر) وحكم عليه بثبوت المحمول له اي بثبوت الخيبة
والمحرومية عن انتساب ولد الزنا اليه اي اطلق الوصف العنواني على ذات الموضوع الموصوف به الثابت المتحقق
له بالفعلية والمطلقية كما هو مذهب الشيخ الرئيس من اتصاف ذات الموضوع بالوصف العنواني بالفعل ومذهبه اقرب
الى العرف لا كما هو مذهب الفارابي من اتصاف الموضوع بالوصف بالامكان لانه ابعد من العرف صار لازماً له غير
مفارق عنه ابداً بالنسبة الى ولد الزنا الذي بسبب زنائه بامه الذي ولد به وبه ثبت وصف العاهرية له وبه صدر
حكم الشرع الشريف بكونه خائباً ومحروماً من انتسابه اليه وهكذا حال وصف الملاعنية يعني بعد تحققها صار لازماً للملاعن
غير مفارق عنه ابداً كما ثبت بالادلة الساطعة والحجج الباهرة فيما قبل فكيف تتحقق المشروطة الخاصة في حديث وللعاهر
الحجر وفي حديث المتلاعنان اذا تفرقا لا يجتمعان ابداً لانه لو قيل على وفق زعمه للعاهر (اي لكل عاهر) الحجر بالضرورة
ما دام عاهراً لا دائماً اي لا لشيء من العاهر الحجر بالاطلاق العام اي قد يثبت له نسب ولد الزنا له في وقت من الاوقات
وهو وقت توبته من وصف هذه العاهرية التي لزمته ولصقته من اجل الزنا ومنذ حكم عليه بثبوت الخيبة له تلزم
المنافاة لما ثبت بالادلة وباجماع الامة من ان توبة الزاني لا تثبت نسب ولد الزنا له وهكذا لو قيل المتلاعنان
(اي كل متلاعنين) اذا تفرقا لا يجتمعان ابداً ما داما متلاعنين لا دائماً اي لا شيء من المتلاعنين يجتمعان بالفعل
اي قد يكون المتلاعنان يجتمعان في وقت من الاوقات وهو وقت توبته من القذف واللعان بعد تفرقهما وانتفاء
عن ولد الزنا والحاقه بامه لزمت المنافاة لما ثبت بالادلة واجماع الامة من ان توبة الملاعن بعد وقوع اللعان

والتفرق لاتجدی ولاتسقط حکم اللعان وہذہ المنافاۃ باطلۃ ؛ وما لزمت ہذہ المنافاۃ
الباطلۃ والتی قبلہا الا من جعل ہاتین القضیتین اللتین فی ہذین الحدیثین قضیتین مشروطتین خاصتین فثبت انہما لیستا
بخاصتین کما زعم الجناب بل بطل تحققہا وانعقادہما فی ہذین الحدیثین فبطل ما رتب علی تحققہما من انتساب ولد الزنا الی الزانی
بعد توبتہ من الزنا ومن الکذب علی المزنی بہا بعد وقوع اللعان والتفرق بینہما فارتفعت الشبہۃ التی تشبث بہا
معترا جہا وغالطا فیہا او مغالطا وغارا غیرہ وموقعا نفسہ فی الحیرۃ وغیرہ فیہا ولیس علیہ بہا فانقیل ان صفۃ العاہریۃ
وکذا الصفۃ الملاعنیۃ وان کانتا لازمتین بالنسبۃ الی انتساب ولد الزنا الی الزانی بقاءً وانتہاءً فیما یستقبل ولکنہما مفارقتان
فیما مضی والفعلیۃ والمطلقیۃ المعتبرۃ فی المطلقۃ العامۃ المشار الیہا باللادوام تکون عامۃ من ان تکون فی الزمان
الماضی او فی المستقبل فثبت بہذا التقریر ان المطلقۃ العامۃ فی الخاصتین اللتین ذکرہما الجناب فی الحدیثین
المذکورین ثابتۃ متحققۃ باعتبار الزمان الماضی فاذ تحققت المطلقۃ العامۃ تحققت الخاصتان فثبت
مطلوب الجناب یقال ان مفارقۃ الوصف وعدمہا معتبرۃ من زمان تحققہ وعروضہ بالموصوف لا من زمان تحقق
الموصوف فان کان الوصف بعد ثبوتہ ووجودہ وعروضہ بموصوفہ فارقہ فی حین من الاحیان فہو وصف مفارق
وان لم یفارقہ بعد العروض والطریان فہو وصف لازم مثلا الکتابۃ وصف عرض بموصوفہ الذی یقال لہ کاتب بعد تعلمہ
ایاہ وحصول الاستعداد واللیاقۃ والملکۃ لہ فیہ فہو من حیث القوۃ وصف لازم ومن حیث الفعل وصف
مفارق بحکم ترتب تحرک الاصابع علی دوامہ وترکہ علی ترکہ فقیل کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ ما دام
کاتبا لا دائما ای لا شیء من الکاتب بمتحرک الاصابع بالفعل فی زمان من الازمنۃ الثلثۃ وہو زمان عدم الکتابۃ
فہذہ قضیۃ مشروطۃ خاصۃ ای متحققۃ صادقۃ حکم فیہا بالضرورۃ ثبوت المحمول للموضوع بشرط الوصف المفارق وبحسب
دوامہ لا بحسب دوام الذات فاعتبرت مفارقۃ وصف الکتابۃ من بعد زمان تحققہ وحصولہ ای بعد تعلم صاحبہ ایاہ
وتحصیلہ ایاہ لا من زمان الصبا ووقت وضعہ قدمہ فی دار الغفار ومن حین ولادتہ ومجیئہ ونزولہ فی دار الدنیا
فانہ لا یقول بہ احد من العقلاء وان اخذ وصف الکتابۃ من حیث القوۃ فی ہذہ القضیۃ المذکورۃ الخاصۃ فلا تکون
متحققۃ صادقۃ فانہ لا تصدق حینئذ ہذہ القضیۃ ولا الادوام ہذہ القضیۃ من ہذہ الحیثیۃ فان الکاتب بالقوۃ لیس
بمتحرک الاصابع ای لیس لہ ضرورۃ وحاجۃ الی تحرک الاصابع فہکذا الزانی لا یطلق عرفا ولا شرعاً الا من حیث القوۃ
ولا من حیث القدرۃ علی کل فرد من افراد الانسان من زمان الولادۃ الی حین الممات والا فیطلق علی کل رضیع
ووضیع وبغی وبغیۃ وعفیف وصالح وطالح انہ زان واللازم باطل فالملزوم مثلہ بل لا یطلق الا علی من قام بہ مبدأ الزانی
وہو الزنا وصدر منہ فالعاہر وہو الزانی اذا ولد منہ الولد من زنائہ قام بہ وصف العاہریۃ ولزمہ دائما ابدا فی
حیاتہ الی مماتہ ولا ینفک منہ من حیثیۃ ولد الزنا واعتبارہ یعنی باعتبار حکم الزنا والحاق ولد الزنا بہ کما ثبت بحکم

الالهی الذی صدر علی لسان رسوله صلی الله علیه وسلم وقد مر تفصیله فیما سبق وسیجیئ انشاء الله تعالی فافهم وتامل
فیه فانه لاضرورة الآن ولا حاجة الی ازالة الشبهة فوق هذه الازاحة وان اختلج فی قلبک وخطر ببالک ان قضیتی
الحدثیین لما لم تکونا مشروطتین خاصتین ما تکونان وفی ایة القضیة تدخلان فاعلم انهما قضیتان وقتیتان مطلقتان
حکم فیهما بثبوت المحجریة ای الخیبة من انتساب ولد الزنا الی الزانی لکل عاهر وقت العاهریة ای وقت بقاءها
وهی باقیة الی بقاءه وبثبوت التفرق وعدم الاجتماع ابدا لکل متلاعنین بعد وقوع اللعان والتفرق بینهما و
الحاق الولد بامها وقت الملاعنیة ای وقت بقاءها وهی باقیة الی بقاءهما والوقتیة المطلقة کما فی کتب المنطق هی
التی حکم فیها بضرورة النسبة فی وقت معین من اوقات وجود الموضوع کقولنا کل قمر منخسف وقت الحیلولة ولا یخفی
انهما مشروطتان عامتان بکلا معنییها ایضا لانهما اذا حکم فیهما بضرورة النسبة فی جمیع اوقات الوصف وهی
بعض اوقات وجود الموضوع فقد صدق علیهما تعریف المشروطة العامة ایضا وهو انها التی یحکم فیها بضرورة النسبة
بشرط وصف الموضوع او فی جمیع اوقات ثبوته له اعم من ان یکون له مدخل فی تحقق الضرورة ام لا ولا یخفی ایضا
انهما عرفیتان عامتان ایضا ومطلقتان عامتان وممکنتان عامتان ایضا فان هذه القضایا اعم من المشروطة
العامة وتحقق الخاص یکون مستلزما لتحقق العام ثم لا یخفی ان قضیتی الحدثیین کما لم یصح تقییدهما باللادوام الذاتی
لما مر من ان الوصف فیهما لیس بمفارق وکونه مفارقا لا بد منه فی الخاصتین وعلی فرض تسلیمه مفارقا وتقییدهما
باللادوام الذاتی یلزم خلاف ما ثبت بالادلة وباجماع الامة وقد مر تفصیله کذا لا یصح تقییدهما باللاضرورة
الوصفیة لکونها نقیضا صریحا لکیفیتهما ولا یصح باللادوام الوصفی لکونه منافیا ونقیضا لما فیهما من الدوام الوصفی
الضمنی المتضمن اللازم للضرورة الوصفیة المتضمنة الملزومة المستلزمة الواقعة کیفیة صریحة لهما وکذا لا یصح تقییدهما
باللاضرورة الذاتیة وهی عبارة عن ممکنة عامة مخالفة للاصل ای للقضیة المقیدة بها فی الکیف ای الایجاب
والسلب وموافقة لها فی الکمیة ای الکلیة والجزئیة لانهما لو قیدتا بهذه الکیفیة لزم سلب ضرورة النسبة التی فیهما
لان الممکنة العامة هذه التی استخرجت من اللاضرورة سالبة حکم فی جانب مخالفها بسلب الضرورة وهو موجبة
موافقة للاصل فی الکیف وقد کان الاصل موجبا فلزم سلب ضرورة نسبة الاصل وقد کانت ثبتت ضرورتها
فی کلتیهما بالادلة واجماع الامة فاللازم باطل فالملزوم مثله ثم مما لا یخفی ان جهات الموجهات غیر منحصرة فیما
ذکروه فی کتبهم کما قال فی السلم ومن ثمه ای من اجل ان المادة عامة او من اجل عدم تعیین الجهات وحصرها
کانت الموجهات غیر متناهیة ای لصیرورة الجهات غیر متناهیة کما قال البحر وهذا کله ظاهر جدا ولا ادری کیف
خفی علی من خفی فضل فی وادی من اودیة الاوهام فلهذا اطال الکلام فی هذا المقام لتوضیح المرام وتقریبه الی الافهام
وقد زلت قدم فهم الجناب فی فهم قضیتی الحدثیین وغلط بتقییدهما باللادوام وجعلهما خاصتین مناقضا لما قاله

سید الانام علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلاۃ والسلام وقد قال اللہ تعالیٰ ولا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ
واتقوا اللہ فللہ الحمد حق حمدہ علی تخویفہ الانام ارتکاب الاجرام والآثام واکبرہا واقبحہا التقول علیہ وعلی رسولہ والافتراء
علی شرعہ ومنہ تحلیل الحرام فاللہم انت السلام ومنک السلام احینا وامتنا وثبتنا علی کتابک العزیز وسنۃ نبیک المطہرۃ
الذین ہما قوام الاسلام واجعلنا تابعین للسلف الصالح الکرام فی فہمہا والعمل بہما وہم کانوا اعلم الامۃ وافہمہا وافقہہا و
اتقاہا وازکاہا فہم القدوۃ وفیہم الاسوۃ لمن تمسک بہما ممن خلفہم الی یوم القیام وقد قال امام المعتصمین بحبل اللہ
العصام علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلاۃ والسلام ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ رواہ
فی الموطا مرسلا۔ والمرسل حجۃ ومقبول عند الامامین العظیمین ابی حنیفۃ ومالک وغیرہما ممن عاصرہما ومن قبلہما من السلف
مطلقا ای من غیر شرط باعتضادہ بوجہ آخر مرسل او مسند وان کان ضعیفا کما قال الامام الہمام الشافعی رحمہ اللہ
تعالیٰ ومن تبعہ ومن جاء بعدہ وسلک مسلکہ ونہج منہجہ وعن الامام احمد قولان وہذا کلہ اذا علم من عادۃ التابعی انہ
لا یرسل الا عن الثقات والا فحکمہ التوقف بالاتفاق وہذا المرسل مؤید ومعتضد بالآیات والاحادیث الشریفات
بل مضمونہ اصل الکتاب والسنۃ وخلاصۃ الدین کلہ بالیقین والمرام ان اول المخاطبین والعالمین بہذہ الوصیۃ النبویۃ
علی صاحبہا الف الف صلوۃ وتحیۃ والمتمسکین بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ واعلمہم وافہمہم بہما کما قیل صاحب البیت ادری
بما فیہ ہم الصحابۃ الکرام ومن تبعہم باحسان من ائمۃ الہدی مصابیح الدجی العظام الذین ہم اساتذۃ الامۃ وشیوخہا
ومعلموہا وحاصل الکلام وخلاصۃ المرام انہ یجب علی من اراد التمسک بالقرآن والحدیث والاعتصام بحبل اللہ
المتین ان یجعل السلف الصالح علی مراتب علمہم وفہمہم وفضلہم وسبقہم فی کل خیر ائمۃ واساتذۃ ویتبعہم فی فہمہم و
تقریرہم وینہج منہجہم ویسلک مسلکہم ولا یخرج عن دائرۃ اتباعہم ولا یذہب تارکا لہم الی غیرہم ممن جاء بعدہم و
خلفہم وعلیہ بجماعتہم کما قال صلی اللہ علیہ وسلم وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ وہم الصحابۃ کما قال ثنتان وسبعون
فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وہی الجماعۃ وقال فی ہذا الحدیث کما فی روایۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی
یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی وقال من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ والمراد من الجماعۃ
جماعۃ الصحابۃ ومن تبعہم باحسان فقد دل حدیث وصیۃ التمسک علی اتباعہم ایضا فانہ من المسلم انہم اول و
افضل واعمل من تمسک بالکتاب والسنۃ فثبت انہم کانوا مہتدین غیر ضالین وسبیلہم سبیل المؤمنین منیبین لانہم
اولہم وافضلہم فالتمسک بالکتاب والسنۃ لا یحصل الا بوساطتہم وموافقتہم ومتابعتہم ولا ریب ولا شک انہم کانوا
من الذین انعم اللہ علیہم سوی النبیین لان فیہم من ہو من الصدیقین او من الشہداء او الصالحین ومن تعلیم الدین
ان یدعو الداعی مجیب الداعین ان یہدیہ سبیلہم وہو سبیل النبیین وسیدہم اجمعین صلی اللہ وسلم علیہ وعلیہم وعلی آلہم و
اصحابہم واتباعہم الی یوم الدین آمین۔

الغلط الخامس) قوله ـ ہذا الوجہ مقلوب علی الموجہ القائل" بان السیئات تمحی بالتوبۃ وتثبت مکانہا حسنات" بادنیٰ تغییر بان یقال ان العقوبات الشرعیۃ انما تجب علی الجنایات والسیئات لا علی الحسنات ولما تاب اصحاب السیئات ومحیت سیئاتہم ولم یبق لہا وجود اصلا بل اثبت مکانہا حسنات ارتفعت العقوبۃ والالزام اثباتہا علی الحسنۃ وہو باطل فما ہو جوابکم فہو جوابنا **اقول** قد ثبت فیما انقضیٰ ومضیٰ ان عند بعض العلماء لا تسقط العقوبات الشرعیۃ الدنیویۃ من الحدود والتعزیرات عن اصحاب الجنایات ان تابوا بعد القدرۃ علیہم وکانت ثبوتہا بشہادۃ الشہود والبینات واذا لم تنفعہم توبتہم حینئذ فی اسقاط العقوبات عنہم لبقیت جنایاتہم الموجبۃ لہا وقامت عقوبتہا علیہا یعنی انہ ما وقع المحو والاثبات فی جنایۃ ولتوبۃ ہؤلاء الذی تابوا فی غیر حین تسقط توبتہم عنہم فیہ جوبتہم فی مسلک من المسالک الثلٰثۃ وہو توبتہم قبل القدرۃ علیہم وان تابوا قبل القدرۃ علیہم اوکان صاحب الجنایۃ مقر الجنایۃ وتاب بعد القدرۃ علیہ نفعت التوبۃ ومحیت الحوبۃ فسقطت العقوبۃ لانہ ما بقیت الجنایۃ وعند الآخرین من الائمۃ لا تنفع صاحب الجنایۃ توبۃ ان تاب لا قبل القدرۃ علیہ لا بعدہا فبقیت الجنایۃ بحالہا وقامت العقوبۃ علیہا والحاصل ان معارضۃ الجناب سقطت وارتفعت ومناقشۃ خصمہ السائل علی جوابہ لبقیت کما کانت بل استحکمت وہذا امر جلی غیر خفی لا ادری کیف غفل عن فہمہ من غفل فضل سعیہ وبطل۔

الغلط السادس) قولہ ـ عدم القول لیس قولا بالعدم فعلی من ادعی القول بالعدم اقامۃ الدلیل علی ان الائمۃ قالوا بالعدم ومجرد نقل اقوال الائمۃ بان النسب لا یثبت من الزانی لا یکفی فان ہذہ القضیۃ مشروطۃ خاصۃ معناہا ان النسب لا یثبت من الزانی ما دام زانیا لا دائما وغیر خاف ان الزانی لا یبقی زانیا بعد التوبۃ کما ان المشرک لا یبقی مشرکا بعد التوبۃ **اقول** وبحول اللہ اصول علی من یلبس الحق بالباطل ویقول خلاف ما اجمع علیہ علماء الائمۃ الفحول ویجتہد اجتہادا یخالف الفروع والاصول واللہ یقلب القلوب وبین المرء وقلبہ یحول وشہید ووکیل علی ما نقول ۔ فاعلم ان ما قال الجناب من مطالبۃ الدلیل ممن یدعی بالعدم علی ان الائمۃ قالوا بالعدم ام عجاب لانہ بین وجہ عدم کفایۃ اقوال الائمۃ للعدم بکون القضیۃ مشروطۃ خاصۃ الی آخر ما قال وقد علمت ما ذکر فیما قبل من اقامۃ الدلیل علی العدم بالتفصیل ومن ابطال کون ہذہ القضیۃ مشروطۃ خاصۃ وغیرہ من القال والقیل ومع ہذا یتضح علیک باعادۃ شیئے مما مر وان تکررکما یعید الجناب امراء احدا وبجررہ لا مرۃ ولا مرتین بل مرارا وتکرارا ان عدم ثبوت نسب ولد الزنا من الزانی وعدم ثبوت التوارث بینہما کلیہما قد ثبتا فیما سبق بالاحادیث المرفوعۃ والموقوفۃ وباجماع الائمۃ المرحومۃ وہذہ ہی الادلۃ الشرعیۃ وقول الرسول ہو قول اللہ قال اللہ تعالیٰ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ وقال وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی فالعجب من الجناب کیف یقول فی ہذہ المسئلۃ ان مجرد نقل اقوال الائمۃ لا یکفی ومما لا یخفی ان بمجرد نقل اقوال الائمۃ بالاتفاق فیما لم یثبت فیہ الکتاب

ولا السنة يكفي لانه اجماع الامة وهو دليل شرعي يقوي الحديث الضعيف ويخصص الكتاب الشريف واتباعه مسلك سلكه
ائمة الحديث والفقه والاصول ان لم يكف اقوال ائمة الهدى فكيف يكفي قول من يتبع الهوى ويفسر بالرای الادنی
ويقول في الدين مايرى ولا يكتفي بما يروى واما قوله عدم القول ليس قولا بالعدم فهذا قول في غير محله صدر منه من قلة
تامله ليس هذا مقامه ولكل مقام مقال ولكل فن رجال ان هو الا احتمال نشأ من الخيال في مقابلة الدليل من
صاحب الرسالة واجماع الامة بلا مقال وبطلانه اظهر من بطلان القياس في مقابلة النص الشرعي وهذا مما لا يخفى
على الطلبة فضلا عن الكملة ذوي الاجلال وانما محله اذا كانت المسئلة مختلفا فيها في نفس الامر ولا يعلم كل واحد من
الفريقين بخلاف فيها فيقول لما عنده من العلم بعدانه اجماع كما وقع هذا القول من المتاخرين في المسائل الخلافية
فيها فناسب هذا المقام قوله عدم القول ليس قولا بالعدم او معناه كما يقال عدم العلم بالمخالف لا يستلزم العلم
بعدم المخالف وفي هذا المعنے وبهذه الارادة قال الامام احمدؒ كما قال الامام الحافظ ابن القيم في الاعلام راويا من
ابنه عبد الله انه قال سمعت ابي يقول ما يدعي فيه الرجل الاجماع فهو كذب من ادعى الاجماع فهو كاذب لعل الناس
اختلفوا ما يدريه ولم ينته اليه فليقل لا نعلم الناس اختلفوا او لم يبلغني ونصوص رسول الله صلى الله عليه وسلم اجل عند الامام
احمد وسائر ائمة الحديث من ان يقدموا عليها توهم اجماع مضمونه عدم العلم بالمخالف ولو ساغ لتعطلت النصوص
وساغ لكل من لم يعلم مخالفا في حكم مسئلة ان يقدم جهله بالمخالف على النصوص فهذا هو الذي انكره الامام احمد
والشافعي من دعوى الاجماع لا ما يظنه بعض الناس انه استبعاد لوجوده انتهى ولو كان قوله هذا (عدم القول
بالعدم ليس قولا بالعدم) او معناه كما يقال عدم النقل لا يستلزم نقل العدم صحيحا اطلاقه في كل محل ومقام لانفتح باب
البدعة ولاستدل به اهل البدع اللئام قال الامام الحافظ ابن القيم في الاعلام فان قيل من اين لكم انه (صلى الله
عليه وآله وسلم) لم يفعله وعدم النقل لا يستلزم نقل العدم فهذا سوال بعيد جدا عن معرفته هديه وسنته
وما كان عليه ولو صح هذا السوال وقبل لاستحب لنا مستحب الاذان للتراويح وقال من اين لكم انه لم ينقل و
استحب لنا مستحب آخر الغسل لكل صلوة والنداء بعد الاذان برحمكم الله ورفع بها صوته ولبس السواد والطرحة
للخطيب وخروجه بالشاوش بين يديه ورفع المؤذنين اصواتهم كلما ذكر اسم الله واسم رسوله جماعة وفرادى
والصلوة ليلة النصف من شعبان او ليلة اول جمعة من رجب وقال من اين لكم ان احياءهما لم ينقل وانفتح
باب البدعة وقال كل من دعا الى بدعة من اين لكم ان هذا لم ينقل انتهى بحذف كلمتين مكررتين من بين البدعات
المعدودات في اربعة مواضع اختصارا وينبغي ان يذكر اتماما للفائدة ونفعا بالعائدة ان هذا الاعتراض والجواب
يتعلقان بمضمون ذكر قبله وهو هذا واما نقلهم لتركه صلى الله عليه وسلم فهو نوعان وكلاهما سنة احدهما تصريحهم بانه
ترك كذا وكذا ولم يفعله كقوله في شهداء احد ولم يغسلهم ولم يصل عليهم وقوله في صلوة العيد لم يكن اذان ولا اقامة

ولا انذار (قوله في جمعه بين الصلوتين) ولم يسبح بينهما ولا على اثر واحدة منهما ونظائره والثاني عدم نقلهم لما لو فعلا
لتوفرت هممهم ودواعيهم او اكثرهم او واحد منهم على نقله فحيث لم ينقله واحد منهم البتة ولا حدث به في مجمع ابدا علم انه لم يكن
وهذا كتركه التلفظ بالنية عند دخوله في الصلوة وتركه الدعاء بعد الصلوة مستقبل المأمومين وهم يؤمنون على دعائه
دائما بعد الصبح والعصر او في جميع الصلوة الخ واما تمسك الجناب بقوله وغير خاف ان الزاني لا يبقى زانيا بعد التوبة كما
ان المشرك لا يبقى مشركا بعد التوبة فجوابه ان المشرك كما يبقى بعض الاحكام الشرعية المتعلقة بمشركيته وكافريته بعد
توبته منها كذلك يبقى بعض الاحكام المتعلقة بعاهريته العاهر بعد توبته منها ايضا وتفصيل هذا الاجمال بعون الله المتعال
ان الكافر اذا اخذ وجعل اسيرا ثم عبدا ثم تاب من الكفر والشرك وصار مسلما موحدا يبقى عبدا وعبديته ورقيته اثر
من آثار الكفر ولا يمحي ولا يزول ابدا حتى انه اذا اعتق وازيلت رقيته بعتاقته ونزعت ربقة الرقية من عنقه وحصلت
نعمة الحرية يبقى في الجملة شيئ من الآثار الكفرية ولو كان اثرا يسيرا او دغا قليلا فيه بل في اولاده واحفاده
ايضا وهو حكم الولاء بكونه مولى العتاقة ببقاء تعلق العبدية السابقة دائما ابدا فهكذا حكم زنا الزاني واثره وهو عدم
ثبوت نسب ولد الزنا الى الزاني وعدم التوارث بينهما باق دائما ابدا وان تاب من الزنا وخشي وبكى بكاء شديدا
او خاف عذابا ووعيدا وقد ثبتت بالادلة واجماع الامة يعني ان توبة الزاني لا تزيل اثر الزنا هذا الذي ذكر وان
ازالت عنه عقوبته الاخروية او الدنيوية والحاصل ان التوبة من الكفر التي زالت بها ظلمة الشرك حصلت بها
نعمة التوحيد التي لا نعمة فوقها ولها شان عظيم واذا لم تزل آثار الكفر بالكلية ويبقى معها بعض الاحكام المتعلقة بالكفر فكيف
تزيل توبة الزاني التي دون توبة الكافر آثار الزنا واحكامها باسرها وكلها وهكذا حال مال الزانية التائبة بعد جمع لمال
الخبيث الحرام ان حكم حرمة مالها الثابتة بزناها التي هي اثر من آثار الزنا باقية قائمة ثابتة غير زائلة بتوبتها وان
تابت كل يوم مائة مرة الى موتها وقبل الله توبتها وغسل حوبتها لان التوبة من الحوبة فائدتها بشرط مقبوليتها غفران الذنوب
وتصفية القلوب لا تطهير الاموال المحرمة الوارد بحرمتها النص الشرعي المطلق الغير المخصوص الغير المنسوخ الباقي حكمه
المتعلق بما لها قبل ان تتوب وهذا امر وذلك امر آخر بينهما كما عرفت بون بعيد فضلا من ان يكون بينهما ملازمة والدخل
بين الاحكام الشرعية بمحض الرأي والهوى امر غير مرغوب بل معصية والله غفور لمن استغفر وتواب على من يتوب وهذا امر
ظاهر جدا لا ادري كيف خفي على الجناب فمسك وتشبث بتشبيه توبة الزاني بتوبة المشرك المرتاب وما دري ان هذا
مجد لنا وهو جواب لنا لا له وقد كان تشبيه هذا اكبر حججه الداحضة واقوى ادلته الذاهبة الواهية فالحمد لله الذي احق الحق
وابطل الباطل الازهق

(الغلط السابع)

قوله فيما نقله (الناقل خصمه المناظر معه) عن سعيد بن المسيب ان في الآية
(اولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات) نزلت في وحشي واصحابه حين قالوا كيف لنا بالتوبة وقد عدلنا بالله الخ" بكارة تنزيل

اذا لآية مكية نزلت بمكة قبل الهجرة وواقعة وحشي هذه ان صحت فانما هي بعد الهجرة بسنين فكيف يصح ان يقال ان الآية
نزلت في وحشي واصحابه الخ اقول قال استاذ الهند وشمس دين الله الشاه ولي الله المحدث الدهلوي في الفوز الكبير
والذي يظهر من استقراء كلام الصحابة والتابعين انهم لا يستعملون نزلت في كذا لمحض قصة كانت في زمنه صلى الله
عليه وسلم وهي سبب نزول الآية بل انما يذكرون بعض ما صدقت عليه الآية مما كان في زمنه صلى الله عليه وسلم او بعده
صلى الله عليه وآله وسلم ويقولون نزلت في كذا ولا يلزم هناك انطباق جميع القيود بل يكفي انطباق اصل الحكم فقط
وقد يقررون حادثة تحققت في تلك الايام المباركة واستنبط صلى الله عليه وآله وسلم من آية وتلاها في ذلك و
يقولون نزلت في كذا الى ان قال ويمكن ايضا ان يعبر في هذه الصورة بتكرار النزول ويذكر المحدثون في ذيل
آيات القرآن كثيرا من الاشياء ليست من قسم سبب النزول في الحقيقة مثل استشهاد الصحابة في مناظراتهم بآية او
تلاوته صلى الله عليه وسلم آية للاستشهاد في كلامه الشريف ورواية حديث وافق الآية في اصل الغرض او تعيين موضع
النزول الخ والحاصل ان في قول الجناب هذا نكارة شديدة وغرابة عجيبة واجنبية محضة عما قاله شيخ الكل وما قاله
شيخ الكل فهو مسلم عند الكل ولعله ما اطلع وما وقف على ما في الفوز الكبير او له وجه غير هذا والله عليم خبير وعلى كل تقدير لا بد
لكل مشتغل بتدريس كتب الحديث من الاطلاع على ما في الفوز الكبير من الفائدة الجليلة لان ائمة الحديث كثيرا
ما يذكرون في تصانيفهم المباركة ما يتعلق بها ويحتاج فيه اليها فرحم الله صاحبها وجعله فائزا فوزا عظيما بادخاله جنة
الفردوس اعلاها ولا ريب انه كان في اعلى طبقات علماء دهره وفضلاء عصره وكانت له يد عليا في الفنون كلها
ولعله ما ترك فيمن يجئ بعده من العلماء نظيره في الدنيا من حيث تبحره في العلوم وسعة نظره في الفنون ومن جهة
اعلمية باسرار الدين وحقائقه وافقهية وامهرية في العلوم الشرعية ودقائقه رفع الله درجاته في اعلى عليين واقر
اعيننا بلقائه ولقاء غيره من جميع العلماء والصلحاء واراح قلوبنا بزيارته وزيارة من سواه من الانبياء
والاولياء في سوق الجنة مجمع السعداء المتقين من الانبياء والمرسلين ومحفل عباد الله الصالحين وصلى الله وسلم وبارك على
سيدهم واسعدهم واصلحهم وافضلهم كلهم اجمعين واصلنا ربنا بشفاعته دار المقامة دار السرور والحبور ومحل الرحمة
والمغفرة والكرامة والنور وهو الغفور الشكور فلله الحمد حق حمده عدد خلقه وزنة عرشه على عموم النعامه وشموله في هذه
كل بر وكفور وعلى تحريمه نعمته ورحمته في الآخرة على كل كافر بربه وجحود بنبيه وادخاله اياه دار الحزن والشرور.

(الغلط الثامن) قوله لا شك في ان المفسرين اختلفوا في تفسير قوله تعالى فاولئك يبدل
الله سيئاتهم حسنات على اقوال شتى كما ذكرتم ولكن الله تعالى امر عباده المؤمنين اذا اختلفوا في شيء ان يردوه
الى الله والرسول صلى الله عليه وسلم حيث قال فان تنازعتم في شيء فردوه الى الله والرسول ان
كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير واحسن تاويلا فعلينا بحكم هذه الآية الكريمة ان

نردما اختلف فیہ المفسرون الی اللہ تعالی والرسول فما وافق بیان اللہ والرسول قبلناه وما خالفہ رددناه فنظرنا فی اختلافہم الی آخر ما قال و
بسط القول واطال اقول . ما اورد قولا فیصلا وما نور ما ادعاه بنور الدلیل من اللہ ولا من رسولہ صلی وسلم وبارک
اللہ تعالی علیہ وعلی صحبہ والآل وخلاصتہ انہ بین معنی التبدیل من اہل اللغۃ من انہ یجیئ بمعنی التغییر فی الصفات والذوات
کلیہما فجعل معناه الاول حقیقیا وثانیہ مجازیا تحکما من غیر دلیل فبنی کلامہ علیہ الی آخر مرامہ وقد ذکرت ہذا البحث والادلۃ
التی اوردہا ہہنا واستدل بہا واخطأ خطأ صریحا بلا ارتیاب فی صدر الرسالۃ بالاستیعاب واوردت کلامہ کلہ واجبت
عنہ ہناک بالجواب الصواب بعون اللہ الوہاب ولا حاجۃ الی ایراده واعادتہ کلہ لخوف الطوالۃ وحصول الملالۃ
فاکتفی ہہنا بما یحتاج الیہ کشف نظره وحقیقۃ نصلہ ورفعہ اختلاف المفسرین وکونہ اعلم فی زعمہ منہم بمراد رب العلمین و
افہم بمقصوده من کلامہ المبین فخالفہم وخطأہم کلہم وسلک مسلکا رواخترع معنا واختلق مطلبا ما سلکہ وما قالہ احد
من المتقدمین ولا المتاخرین والعجب من کل العجب انہ یجعل ہذا المعنی المخترع الموہوم المزعوم نصا معیارا مرجوعا
الیہ کانہ منطوق صریح ویرد اختلاف المفسرین الیہ ویعرضہ علیہ والحاصل انہ غلط ہہنا ایضا غلطا فاحشا واخطأ خطأ
بینا بالیقین وخالف السلف الصالحین والمفسرین اجمعین بل خالف انس المفسرین لکلام رب العلمین وہو سید المرسلین
وترک الاحادیث المرفوعۃ والموقوفۃ والمقطوعۃ والتفاسیر بطرقہا الثلثۃ کلہا المذکورۃ فیما قبل واخترع معنی مخالفا
لمعانی ہذه الآیۃ المبحوث منہا وتفاسیرہا وہذا کلہ مذکور فی صدر الرسالۃ فتذکروا رجع البصر کرتین وانظر الیہ مرتین
ولا تشک فیما جاء فی البین لعلہ لم یتفکر ولم یتدبر فی ہذا الاصل المتفق علیہ عند علماء السنۃ وائمۃ الامۃ من ان احسن
انواع التفسیر واصح طرقہ ان یفسر کلام اللہ بکلام اللہ ویرد مجملہ الی مفصلہ والآیات یکون بعضہا مفسرا لبعضہا وثانیہا
ان یفسر کلام اللہ بکلام رسول اللہ وفی الحقیقۃ کلام رسول اللہ کلام اللہ قال اللہ جل ثناؤه وما ینطق عن الہوی ان ہو
وحی یوحی وقال وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم وقال ثم ان علینا بیانہ ولہذا یقدم التفسیر النبوی علی غیره
ولا یحل لاحد ان یفسر کلام اللہ بعد علمہ بالتفسیر النبوی تفسیرا مخالفا لہ خلاف تضاد ولا خلاف تنوع فانہ یجوز ہذا النوع ولا
یجوز ذلک النوع قال فی الاتقان وغالب ما یصح عنہم (المفسرین) من الخلاف یرجع الی اختلاف تنوع لا اختلاف
تضاد وذلک صنفان الثانی ان یذکر کل منہم من الاسم العام بعض انواعہ علی سبیل التمثیل وتنبیہ المستمع مثالہ ما نقل
فی قولہ تعالی ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم
مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ وفی ہذا رد علی من یعترض من النیچریۃ واخوانہم الاغرام
الملاحدۃ کالملحد الکشمیری وغیره علی اختلاف المفسرین من اہل السنۃ الواقع فی تفاسیرہم فان غالب اختلافہم
یرجع الی اختلاف تنوع کما فی الاتقان او الی اختلاف یحتملہ اللفظ ویرتفع بتوفیق او ترجیح وغیره من الاصول
المسلمۃ التی یرجع الیہا الباحثون فی وقوع التعارض والتخالف بین النصوص فلا دلیل للملاحدۃ علیہم لعنہم اللہ کیف یقولون

على الله ويفترون عليه ويفسرون كلامه بآرائهم واهوائهم ويحرفونه اشد تحريف من تحريف اليهود الذين قال الله
تعالى فيهم ويحرفون الكلم عن مواضعه كما حرف كتاب الله شيخ النيچرية ثم القادياني ثم الچكرالوي ثم الملحد الكشميري
ومعهذا يعترضون على التفسير النبوي والتفسير السلفي ويسمون انفسهم مسلمين فالعياذ بالله من هؤلاء الدجالين المفسدين
في الدين المتين وثالثها التفسير السلفي اي تفسير كلام الله باقوال الصحابة والتابعين فانه في حكم المرفوع وهو الصحيح المعول
عليه والمفسرون من اهل السنة يفسرون كلام الله بهذه الانواع الثلثة من التفسير والاختلاف الواقع بينهم راجع
الى اختلاف واقع بين الآيتين او بين السنتين او بين اقوال الصحابة وطريق رفعه مقرر مسلم واصل محكم والمفسرون
هم بانفسهم يبينون الاختلافات الواقعات بين الآيات الكريمات ويرفعونها كما يبين الاختلافات الواقعات
في الاحاديث الشريفات المحدثون ويذكرها الشارحون ويطبقون ويوفقون بينها او يميزون بين ناسخها و
منسوخها او يرجحون بعض الاحاديث المختلفات على بعضها او يذكرون التوقف في العمل بها حيث لم يمكن التوفيق
ولم يظهر النسخ ولا الترجيح او يتركونها بحالها ويحملونها على جواز العمل بكل منها تارة كذا وتارة كذا فبعون الله
تعالى قد قضوا الوطر عن بيان غيرهم على الكمل ووجه اتم تفصيل وفرغوا من بيان الضرورة البيانية والشرعية والحاجات
التفسيرية المتعلقة بالكتاب والسنة على احسن طريق وابين بيان بالتطويل ولا يخفى هذا على من له ادنى لبس و
اقل ممارسة وايسر شغل بالعلوم الشرعية والفنون الحديثية والاصول الفقهية فضلا عن الفضلاء والكملاء اولي
الفضل والتبجيل فانظروا الآن الى صنيع الجناب الغريب قوله العجيب وقدره وخلاصته ما يلزم من قوله انه لا حاجة له الى
تفسير مفسر ولا شرح شارح ولا اصل مؤصل ولا قانون مقنن بل هو مفسر بنفسه برأيه وشارح بهواه كانه نزل عليه القرآن
وارتفعت وسائط وطرق الاتباع وحدثت سبل الابتداع في تفسير كلام الرحمان كانه جعل مبينا ومفسرا من عنده
بالتفسير والبيان حتى انه ما بقيت له حاجة في التفسير الى بعض احاديث رسول الانس والجان بل الى آيات الفرقان
فيرد ما خالف رايه وان كان حديثا مرفوعا او كان آية من القرآن ولا يلتفت الى السلف الصالحين من الصحابة
والتابعين من كانوا واينما كانوا وعند من كانوا وعلى ما كانوا كانهم جهال عنده وعوام لا يفهمون شيئا من الدين
ولا يعلمون كما يعلم بل هو اعلم منهم بزعمه وفهمه ويدل عليه ابين دلالة صنيعه من ايثار رايه على اتباعهم وتقديم هواه على آثارهم
واجتراءه على مخالفتهم باليقين وان لم يقل بلسان مقاله فلسان حاله بما اقول قوال والحال يكون ادل من المقال
وان لم يكن شيء مما ذكر فما وجه مخالفة سلف الامة وعلماء السنة ومتابعة اهل الهوى والبدعة وموافقتهم في نهج
استدلالهم وتقديم آرائهم على آثار نبيهم وايثار اهوائهم على اقوال الصحابة ومقالات تابعيهم والمرام ان الجناب
فسر هذه الآية (اولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات) برايه وهواه ولم يلتفت الى انواع التفسير الثلثة المذكورة
المسلمة وخالفها خلافا صريحا واخترع معنى غير المعاني التي فسرها بها السلف الصالحون والمفسرون

ولم يات بشيئ يعتد به عند اہل العلم وما اتى به ليس من طريقة السلف ونہج استدلال علماء الحديث الشريف فى شيئ والتفصيل المتعلق بهذا التقرير قد مر فيما مر فانظر اليه وراجعه وتذكر وانما ذكرت ہذا الذى مضى تذكرة وتبصرة لاولى النہى واحالة على ما مر وانقضى فقد تبين بحمد الله ان الله سبحانه وتعالى ما امر خلف الامة ان يردوا تفاسير المفسرين من اقوال السلف الصالحين و ما يظہر لهم من الاختلاف الواقع فى تفاسيرهم وآثارهم الى آرائهم واہوائهم التى يسمونها اشارات النصوص واقتضاءها كما زعم الجناب على حسب زعمه افترى و ما خاف العذاب بل امرهم باتباعهم باحسان وبموافقتهم و متابعتهم فى اقوالهم وافعالهم التى رضيها فرضى عنهم وارضاهم عنه باكرامهم وانعامهم فى الجنان قال الله تعالى

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجرى تحتها الانهار خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم

فالصحابة وتابعوهم باحسان لم يكن فيهم فى اقوالهم وافعالهم التى صدرت منهم فى دينهم واتباع نبيهم شيئ ينافى عدالتهم ويخالف صدقهم لو وثقهم الله تعالى توثيقا وعدلهم الله تعالى تعديلا لا توثيق ولا تعديل لاحد احد فوق توثيق الله تعالى وتعديله اياهم فمن عدله ووثقه ائمة الهدى باتفاق كلمتهم فقوله يكون صادقا ومعتبرا ومعتمدا عليه روايةً وشهادةً تكون صادقة ومقبولة فى الدين فكيف لا يكون قول من وثقه الله وعدله من الصحابة معتبرا وكيف لا يكون قول ائمة الهدى الذين توثيقهم غيرهم معتبر معتبرا ففى ہذه الآية رد على الروافض واخوانهم من الملاحدة الذين لا يرضون عن الصحابة ولا يقبلون اقوالهم ورد على الذين يرضون عن انفسهم ولكن لا يرضون اقوالهم فلذا يقدمون اقوالهم على اقوالهم ويؤثرون فتاواهم على فتاواهم والمقصود ان الجناب قد صدر منه قول يخالف مقالة اہل السنة وعقيدتهم لانهم كلهم يقبلون تفاسير السلف الصالحين ويعدون من يفسر ممن بعدهم بتفسير يخالف تفسيرهم من الضالين والمبتدعين ويرفعون ما اختلف فيه من تفاسيرهم الى الاصول الممهدة المسلمة لرفع الاختلف بين النصوص واختلاف المفسرين فى التفاسير اكثر من ہذا القبيل اى راجع الى الاختلاف بين النصوص او مما يحتمله اللفظ وقد مر ہذا فيما مر ويوافق قول اہل الاعتزال واہل الضلال الذين نعى الله عليهم فى قوله الحق الجميل وقوله كله حق والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا

ولا ريب ان من صدق عليه المؤمنون صدقا اوليا هم الصحابة الكرام الذين كانوا هم المؤمنين حين نزول ہذه الآية فثبت منها ان اتباع سبيلهم واجب واتباع غير سبيلهم حرام واجماعهم حجة قال شيخ الاسلام ابن تيمية رح فى رسالة معارج الاصول والمقصود ہنا ان الرسول بين جميع الدين بالكتاب والسنة وان الاجماع اجماع الامة حق فانها لا تجتمع على ضلالة وكذلك القياس الصحيح حق يوافق الكتاب والسنة انتہى

فعلی الجناب ان یرجع عن فتواہ وعما فیما یتعلق بفتواہ من الخطأ والغلط فی الاستدلال فی المسائل التی جارت فی ضمن بیان الدلائل ویستدل علی نہج استدلال اہل السنۃ ویجتنب طریق اہل البدعۃ فی الاستدلال وترک اتباع السلف الصالح اہل الکرام والاجلال والتوفیق بید اللہ تعالیٰ۔

(الغلط التاسع) قولہ لیس فی ہذا الحدیث الی ان قال فاین فی الحدیث ان شیئاً مما سوی الاسلام لایہدم ماکان قبلہ حتی یکون ہذا الحکم مخصوصاً بمن اسلم الخ اقول ان الجناب اخطأ فی ہذا القول ایضاً خطاءً فاحشاً وغلط غلطاً بیناً وما وصل ذہنہ الی فہم مطلب حدیث الاسلام یہدم ماکان قبلہ الصحیح المفہوم من الفاظہ الدالۃ علیہ الذی یفہمہ کل فاہم ویعلمہ کل عالم وتفصیل ہذا الاجمال ان خصم المناظر فی ہذہ المسئلۃ قال ان الآیۃ مخصوصۃ بمن اسلم من الکفار کما ینادی علیہ صدر الآیۃ اعنی قولہ تعالیٰ والذین لایدعون مع اللہ الٰہاً آخر وعجزہا الا من تاب وآمن الآیۃ وفی الحدیث ان الاسلام یہدم ماکان قبلہ وقال خصم المناظر الثانی اگر مشرک قتل کر ڈالے کسی مسلمان کو یا زنا کرے وغیرہ یعنی حد کا کام کرے پھر اوسیوقت مسلمان ہوجاوے تو حدود ساقط ہوجاتے ہیں۔ الاسلام یہدم ماقبلہ بخلاف مسلمان کے جب بعد اسلام کے کوئی جرم کرے حد جاری کیجائیگی اگر دنیا میں پکڑائی نہیں دیگا تو قیامت کو سزایاب ہوگا کتنا فرق ہے مؤمن اور نومسلم کا انتہیٰ فاجاب الجناب من قولی الخصمین بالجوابین بالعربی وبالھندی وما اصاب ولکن الثانی اشرح وافصل من الاول وکلاہما متحدان مآلاً ومطلباً والفرق بینہما کما بین المختصر والمطول وہو ہذا۔ آپنے پوری حدیث نقل نہیں فرمائی حدیث یہ ہے الاسلام یہدم ماکان قبلہ والھجرۃ تھدم ماکان قبلہا والحج یہدم ماکان قبلہ اگر پہلے جملہ کا آپکے نزدیک یہ مطلب ہے کہ ماسوی الاسلام لایہدم ماکان قبلہ تو لازم آئیگا کہ الھجرۃ لاتھدم ماکان قبلہا وکذا الحج لایہدم ماکان قبلہ لابہاما سوی الاسلام اور اس تقدیر پران ہر دو نون لازمون میں اور حدیث کے جملہ دوم وسوم مین دو صریح تناقض لازم آجائینگے۔ الی ان قال بعد مثل ہذا التفصیل والتطویل تو حسب قاعدہ آپکے اس ایک ہی حدیث مین چھ تناقض لازم آگئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اس سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے کہ آپکے کسی کلام مین کسی طرح کا بھی تناقض ہو چہ جائیکہ ایک ہی حدیث مین صریح چھ تناقض ہوں وہ کلام کیونکر صحیح ہوسکتا ہے الی ان قال اگر آپکے اس دعوی تفریق پر کوئی دلیل قرآن مجید یا حدیث صحیح سے ہو تو بیان فرمائیے انتہیٰ والجواب الصواب عن ہذا کلہ ان الجناب زل قدمہ فہہنا ایضاً اہبل مقام فصار فی حقہ من مزلۃ الاقدام فادعی ان لافرق بین جمل ہذا الحدیث الثلث فی الھدم لما قبل وسوی بین الاسلام والھجرۃ والحج فیہ ورفع ہذا الفرق من بینہما واعترض علی من قال بالمغایرۃ بینہما فیہ وطالب دلیلاً فارقاً بینہما من القرآن المجید والحدیث الصحیح رافعاً للابہام فانا للہ وانا الیہ راجعون والیہا لاشتکا من

مفاسد الاوہام و اغلاط الافہام فاعلم اولاً ان ماقال احد من خصمیہ المناظرین ان ماسوی الاسلام من الحج وغیرہ لایہدم ماکان قبلہ ماصح ولایلزم من کلامہ بل استدل واحد منہما بہذا الحدیث علی عواہ ہذہ اگر مشرک قتل کرڈالے کسی مسلمان کو یا زنا وغیرہ یعنی حد کا کام کرے پھر مسلمان ہوجاوے تو حدود ساقط ہوجاتے ہیں ولاشک فی ان ہذا الاستدلال علی اولی جملتے دعواہ صحیح بالاتفاق وعلی ثانیتہما ایضا بالاتفاق صحیح الم یتب قبل القدرۃ علیہ ولم یکن منفرا بجدہ کما مر فیما مر واما خصمہ الثانی فقد اورد ہذا الحدیث استشہادا بہ علی دعواہ القائلۃ بمخصوصیۃ تبدیل سیأت حسنات مترتبۃ علی ما قبلہ بفاء الترتیب والتعقیب بالکفار بان ہذا التبدیل مخصوص بالکفار کما ان ہدم الاسلام لما قبلہ من الشرک وغیرہ مخصوص بالکفار کانہ شبہہ بہذا ولیس فی کلامہ فوق ہذا شیئ یدل علی ماقال الجناب من القضیۃ الشرطیۃ وہی ہذہ اگر پہلے جملہ کا آپکے نزدیک الخ کل ہذا اتہام علی کلا الخصمین ما قالا ہذا او ما بینا مطلب الجملۃ الاولی والغرض ان الجناب حاد من الجواب وفتح بابا آخر للتخلص بلا ارتیاب فادعی ما ذکرتہ فیما قبل من عدم الفرق بین الجمل الثلث ومطالبۃ الدلیل علی العدم والمرام انہ غلط وما فہم الحدیث فاردت ان ابین مطلب ہذا الحدیث والکشف عن غطارہ لیصیر دوارہ وازیل عنہ خفارہ ثم اعلم ثانیا انہ ماذکر الحدیث التام وما تدبر فی سیاقہ ولا سباقہ فذہل وغفل عن مفہومہ ومقصودہ الذی یفہمہ العوام فضلاً من الفضلاء والاعلام والحدیث الکامل ہو ہذا قال فی المشکوٰۃ عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ابسط یمینک فلا بایعک فبسط یمینہ فقبضت یدی فقال مالک یا عمرو قلت اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان یغفرلی قال اما علمت یا عمرو ان الاسلام یہدم ماکان قبلہ وان الہجرۃ تہدم ماکان قبلہا وان الحج یہدم ماکان قبلہ رواہ مسلم ہذا الحدیث بنفسہ فارق بینہا ومنادیا علی ندار بالتغایر وعدم التسویۃ بینہا فی ہدمہا لما قبلہا وکاف فی تمیز احدہا من اخراہا ولاحاجۃ لبیان الفرق بینہا الی غیرہ من الدلائل الاخر الفارقۃ بینہا وانکانت کثیرۃ ولکن لابد من التدبر فیہ وہو ان عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما خاف ذنوبہ الماضیۃ التی ارتکبہا قبل الاسلام وبعدہ وما ارتکبہ فیما یستقبل اشترط غفران ذنوبہ فاجابہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلیا لہ بحصول انواع المغفرۃ للذنوب واسبابہا المختلفۃ لہ ومنبہا لہ علی ان الذنوب کما انہا اقسام من الکفر والشرک وسائر الکبائر والمعاصی فی الجاہلیۃ وبعدہا ای قبل الاسلام وبعدہ کذا فی مقابلتہا اقسام للمغفرۃ والرحمۃ وکفارات لہا فقال اما علمت یا عمرو ان الاسلام یہدم ماکان قبلہ ای الایمان اعظم اسباب المغفرۃ واولہا واکبرہا لاعظم الذنوب واکبرہا وہو الکفر والشرک اللذین لاہادم ولامکفر ولامزیل ولامذہب ولاماحی لہما شیئ من الاعمال الصالحات سواء کان عمرۃ او حجا او غیرہما سوی الایمان باللہ وبرسولہ وبما جاء بہ من عند اللہ لان الاسلام ای الایمان موقوف علیہ وشرط لمقبولیۃ سائر الاعمال الصالحات وہادم ای مستاصل وقالع لاصول شجرات السیأت والمعاصی کلہا کبیرہا وصغیرہا جلیلہا ودقیقہا ولحقوق اللہ و

لحقوق عباده والمظالم والتبعات کلها فلو احد من المشرکین هاجر لله او حج بیت الله فلا یغفر له شیئ من ذنوبه
وسیاٰته ولا یقبل له شیئ من حسناته لان انتفاء الشرط مستلزم لانتفاء المشروط به وہٰذا کما یقال اذا فات الشرط
فات المشروط فانتفاء الایمان مستلزم لانتفاء جمیع الحسنات المشروطة مقبولیتها به والموقوفة علیه ودلائل ہٰذه المسئلة
اکثر من ان تحصٰی وہی مسئلة مسلمة عند جمیع اہل الاسلام لا اعلم لها مخالفا فہذه الخاصیة الایمانیة النافعة والموثرة
التامة والهادمیة المطلقة العامة بمحو جمیع الذنوب خصوصا لازالة الشرک والکفر اختاربها الاسلام عن الہجرة الهادمة
لما قبلها والحج الهادم لما قبله فان هادمیتها لیست بمطلقة عامة کهادمیة الاسلام بالنسبة الی جمیع حقوق الله
وحقوق عباده والمعاصی کلها الکائنة فی جمیع اوقات العمر وازمان الحیوة من بعد البالغیة والمکلفیة المبتداة
من حالة الجاہلیة ای الحالة الکفریة والشرکیة الی حالة الہجرة والحج بل هادمیتها مقیدة محدودة اضافیة بالنسبة
الی المعاصی الخاصة ای ماسوی الشرک والکفر بالاتفاق او ماسوی المظالم والتبعات ایضا کما عند الاکثر بل ماسوی
الکبائر ایضا کما عند البعض قال فی الحاشیة علی المشکوة المتعلقة بہٰذا الحدیث المار قوله ان الاسلام یهدم ما کان قبله
مطلقا مظلمة کانت او غیرها صغیرة او کبیرة واما الہجرة والحج فانهما لا یکفران المظالم ولا یقطع فیهما بغفران الکبائر
التی بین العبد ومولاه فیحمل الحدیث علی ہدمهما الصغائر المتقدمة ۱۲ اس ۔ قال فی فتح الباری تحت حدیث من
حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه قوله (رجع کیوم ولدته امه) ای بغیر ذنب ظاہره
غفران الصغائر والکبائر والتبعات ای صار مشابها لنفسه فی البراءة من الذنوب فی یوم ولدته امه انتہی وفی صحیح مسلم
مقام من حج من اتی البیت الحدیث قال فی الفتح وہو یشمل الحج والعمرة ای ہٰذه الفضیلة ثابتة للعمرة ایضا وفی
صحیح البخاری قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من توضأ نحو وضوئی ہٰذا ثم صلی رکعتین لا یحدث فیهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه
قال فی الفتح ۔ قوله (ذنبه) ظاہره یعم الکبائر والصغائر لکن العلماء خصوه بالصغائر لوروده مقیدا باستثناء الکبائر فی
غیر ہٰذه الروایة وہو فی حق من له کبائر وصغائر فمن لیس له الا الصغائر کفرت عنه ومن لیس له الا الکبائر خفف عنه
منها بمقدار ما لصاحب الصغائر ومن لیس له صغائر ولا کبائر یزاد فی حسناته بنظیر ذلک انتہی وفی صحیح مسلم لا یتوضأ رجل
فیحسن وضوءه ثم یصلی الصلوٰة الا غفر له ما بینه وبین الصلوٰة التی تلیها وفیه فی حدیث مرفوع ایضا ما من امرئ مسلم
تحضره صلوٰة مکتوبة فیحسن وضوءها وخشوعها ورکوعها الا کانت کفارة لما قبلها من الذنوب ما لم یؤت کبیرة وذلک الدہر
کله انتہی وفی شرح الامام النووی معناه ان الذنوب کلها تغفر الا الکبائر فانها لا تغفر ولیس المراد ان الذنوب تغفر ما لم
تکن کبیرة فان کانت لا یغفر شیئ من الصغائر فان ہٰذا وان کان محتملا فسیاق الحدیث یاباه قال القاضی عیاض ہٰذا
المذکور فی الحدیث من غفران الذنوب ما لم یؤت کبیرة ہو مذہب اہل السنة وان الکبائر انما یکفرها التوبة او رحمة الله
تعالٰی وفضله والله اعلم وفی الحدیث الآخر الصلوٰات الخمس کفارة لما بینهن وفی الحدیث الآخر الصلوات الخمس

والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات ما بينهن اذا اجتنبت الكبائر وقد يقال اذا كفر الوضوء فماذا
تكفر الصلوة واذا كفرت الصلوة فماذا تكفر الجمعات ورمضان وكذلك صوم عرفة كفارة سنتين ويوم عاشوراء
كفارة سنة واذا وافق تامينه تامين الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه والجواب ما اجاب به العلماء ان كل واحد
من هذه المذكورات صالح للتكفير فان وجد ما يكفره من الصغائر كفره وان لم يصادف صغيرة ولا كبيرة كتبت
به حسنات ورفعت به درجات وان صادف كبيرة او كبائر ولم يصادف صغيرة رجونا ان يخفف من الكبائر انتهى
ومثل هذه الفضيلة اى غفران الذنوب المتقدمة الماضية وتكفير السيئات السالفة ثبت لاعمال صالحات اخر كثيرات
ايضا يطول بذكرها الكلام ولا يحتمله المقام والمرام ان الهجرة والحج ما ثبت لهما من الفضل من هدم ما كان قبلهما يشاركهما
فيه اعمال صالحات اخر كثيرة كما اسلفنا وتركنا والمراد منه باتفاق الامة تكفير السيئات سوى الكفر والشرك فانهما لا
يكفرهما ولا يهدمهما سوى الاسلام شيئ آخر من الاعمال الصالحات والعبادات والحسنات من الفروع التى تتفرع و
تترتب مقبوليتها على الاسلام الذى هو اصل لها واساس فصار معنى الحديث المبحوث عنه انه صلى الله عليه وسلم قال مسليا
لعمرو بن العاص الخائف من ذنوبه المتنوعة يا عمرو لا تخف من الذنوب فان لك بها حسنات مختلفة تقابلها وتكفرها و
تهدمها فاما اكبر الكبائر واعظم الجرائم من الكفر والشرك وما كان معهما من سائر المعاصى من الكبائر والصغائر والمظالم التى
ارتكبتها واكتسبتها قبل الاسلام فقد هدمها ومحاها واذهب اثرها اعظم الحسنات واكبرها وهو الاسلام (الايمان) الذى
لا هادم مثله شيئ آخر يهدم كما يهدم واما سيئاتك التى باشرتها بعد الاسلام وقبل الهجرة فقد هدمتها ومحتها هجرتك التى
هاجرتها وهى الهجرة الكاملة التى كانت قبل فتح مكة المعظمة وهى منها الى المدينة المنورة فان عمرو بن العاص رضى الله تعالى
عنه قرشى سهمى اسلم قبل الفتح سنة خمس من الهجرة وقيل غير ذلك والله اعلم ثم هاجر الى سيد المهاجرين والانصار وخير الابرار
صلى الله عليه وعلى آله وسلم واما سيئاتك التى صدرت منك بعد الهجرة وقبل الحج فقد هدمها ومحاها حجك الذى حججته ان
كانت هذه الواقعة والمبايعة قبل حجه او يهدمها ويمحوها حجك الذى تحجه ان كانت المبايعة بعد حجه هذا مطلب هذا الحديث
الظاهر الذى لا خفاء فيه وهكذا ينبغى ان يفهم كل حديث من الاحاديث التى ذكرت ولم تذكر مما فيه بيان غفران الذنوب
المتقدمة على الحسنات الماحيات لها كمثل الوضوء والصلوة والصوم وغيرها مما ذكرت فيما قبل وليس بحمد الله فيها اشكال ولا
تناقض فى الواقع وما يظهر ويبدو فى بادى الراى فاجاب عنه العلماء ورفعوه كما علمت فلعل الجناب خفى عليه مثل هذا
او ينكره ولا يسلمه وعلى كل حال فقد اخطأ خطأ ربنيا واعجب منه انه يظهر المنطق فى تحريره ويلبسه لباسه ويغلط فيه غلطا
فاحشا يضحك منه الصبيان وان هذا الا اثر نحوسته بمخالفة السلف الصالح ومقابلة الحق الواضح بلا نكران والحمد لله
المنان على ان لا تناقض فى هذا الحديث اصلا وبتاتا لا واحد ولا اثنين فضلا عن ان يكون ستة لا ضمنا ولا التزاما
فضلا عن ان يكون صريحا كما قال الجناب لتغاير الجهات والحيثيات وعدم الوحدات فى جملات الحديث الثلث

کما عرفتها فضل سعیه وغاب واتحاد الجهة والوحدة شرط من شروط التناقض کما فی کل رسالة من المنطق وکتاب والوحدات الثمانی التی اعتبرت فی التناقض قد نظمها ناظم بالفارسی ؎ در تناقض ہشت وحدت شرط دان ؛ وحدت موضوع ومحمول ومکان ؛ وحدت شرط واضافت جزو کل ؛ قوت وفعل است در آخر زمان ؛ فسبحان اللہ الذی لا الہ غیرہ کیف ادعی الجناب التناقض فی الحدیث الذی تکلم بہ الصادق المصدوق الذی شانہ اعلی وارفع عن ان یکون فی کلامہ تناقض فی الواقع وان زعمہ وادعاہ من لم یفہم کلامہ المقدس الصحیح الذی رواہ مسلم فی صحیحہ الذی ہو اصح الکتب بعد کلام اللہ مطلقا کما عند المغاربۃ او بعد صحیح البخاری علی ما ہو الصحیح وان قال انی لم ادع التناقض فیہ بل الزمت خصمی المناظر بان ایرادک ہذا الحدیث علی مدعاک یستلزم ست تناقضات یقال لہ فکان علیک ان تبین مطلب الحدیث الصحیح الذی کان عندک وکنت تفہمہ وما کان یرد علیہ شیئ من الایرادات والمناظرۃ ای تحقیق الحق تقتضی بیان الحق وتمییزہ من الباطل وعلی کل تقدیر فقد ظہر ان الجناب ما وصل ذہنہ الی معنی الحدیث الصحیح واخطأ فی ہذا المقام ایضا کما اخطأ فی کل موضع من تحریرہ من اولہ الی آخرہ فیا لہا من زلۃ وباللہ العصمۃ من کل زلۃ والمعصوم من عصمہ اللہ وہو العاصم والخاتم لحسن الخواتم۔

(الغلط العاشر) قولہ لا نسلم ان الشفاعۃ من الحدود والعفو عنہا منہی عنہما علی الاطلاق کیف وقد روی فی شرح السنۃ ان صفوان بن امیۃ قدم المدینۃ فنام فی المسجد وتوسد رداءہ فجاء سارق واخذ رداءہ فاخذہ صفوان فجاء بہ الی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فامر ان یقطع یدہ فقال صفوان انی لم ارد ہذا ہو علیہ صدقۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہلا قبل ان تاتینی بہ وعن ابن عباس رض قال شرب رجل فسکر فلقی یمیل فی الفج فانطلق بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما حاذی دار العباس فدخل علی العباس فالتزمہ فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فضحک وقال افعلہا ولم یامر فیہ بشیئ رواہ ابو داؤد مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۰ **اقول** من شان المناظر ای المحقق للحق ان یحق الحق ویؤیدہ وینصرہ ویبطل الباطل ویخذلہ ولا ینصرہ وان یمیز بینہما ویفرق وان یرفع الاشتباہ ویدفع الاشکال ان وقع وتطرق وحال الجناب العالی بعکس ذلک کما عرفت وان کنت بعد فی لبس وریب من ذلک فانظر فی قولہ ہذا وتامل یظہر لک ما فیہ من خلاف الحق ومجانبۃ الانصاف وارتکاب الاعتساف فاعلم ان خصمہ المناظر قال بعد ذکر معنی تبدیل سیئات حسنات وتفسیرہ عن ابن عباس رض انہ (رضی اللہ تعالی عنہ) قال یبدل اللہ اعمالہم السیئۃ التی کانت فی الشرک بالاعمال الصالحۃ حین دخلوا فی الایمان (ابن جریر) فلا یصح الاستدلال بہا (اولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات) علی تبدل الآثام التی جعل الشرع لہا حدودا والزمہا علی المسلمین ونہی عن الشفاعۃ فیہا والعفو عنہا بعد محلہا الا ما شاء اللہ انتہی ولا یخفی علی المناظر المنصف ان معنی قول خصم الجناب ہذا ہو ان الحدود المشروعۃ بعد محلہا یعنی بعد حلولہا بمحلہا وبلوغہا مبلغہا ای بعد المرافعۃ الی الحاکم لا تجوز الشفاعۃ فیہا ولا یجوز العفو عنہا الا ما شاء اللہ

وہذا استثناء منقطع ای بالاما وقع العفو عن البعض الذی تاب من جرمه الموجب للحد قبل القدرۃ علیه وقبل المرافعة الیه
ای الی الحاکم مثلا کالزانی الذی زنی بالمرأۃ الذاہبة الی المسجد لصلوۃ العشاء او الصبح فیه ثم فر واخذ مکانه آخر غیرہ
فارا خلفه لاخذہ فاراد الحکم باقامة الحد علی الماخوذ بشهادۃ القرائن المتعددۃ الموجبة لغلبة الظن بالمقدار الذی یحصل
بشهادۃ الشهود فحکم به الحاکم باجراء الحد وحضر الزانی الفار تائبا مقرا بما یوجب الحد علیه فعفا عنه النبی صلی اللہ علیه وسلم الحد
اعنی ان معنی قول خصمه ہذا ہو حق ظاہر لامناقشة ولاغبار علیه فکان علی الجناب ان یسلمه او یسکت عنه طالم الفعل
ذلک لما کان یلزمه علی ہذا الجواب عن اصل الاعتراض او تسلیم الحق الذی یقوله خصمه المناظر وکان عاجزا عن الجواب
وما کان قادرا علی تسلیم الحق والرجوع الی اللہ التواب لاخذ العار والعزۃ ایاہ علی اعترافه بالحق وقد کان یعترف
به عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنه وسائر الاصحاب فحاد من الجواب واعترض غالطا علی قول الخصم الصواب واخطأ فی التمیز
ولبس الامر کعادته ولیس ہذا من داب اہل الحق وارباب التحصیل فقال لانسلم ان الشفاعة عن الحدود والعفو عنها
منهی عنهما علی الاطلاق فاسئل الآن ایها الناظر الجناب ما المراد عن اطلاق الشفاعة فی الحدود المنهی عنها الذی کلامه
الاطلاق عن ان تکون قبل المرافعة الی الحاکم او بعدہا او اطلاق عن امرین آخرین بعد المرافعة الیه فان کان الاول
فامر عجیب فان الخصم قید کلامه بکون النهی عن الشفاعة بعد المرافعة کما قال بعد محلها فاین ہذا الاطلاق فی کلامه لیمنعه
فیقول لانسلم الخ فیکون افتراء علیه ویؤیدہ حذف الجناب لفظ بعد محلها من نقل قوله الثانی وقت التفصیل حین
ارادۃ الاجابة عنه وذکرہ فی نقله الاول وقت الاجمال وان کان الثانی فامر اعجب لان بعد المرافعة ای اطلاق
بقی فیکون مانعا وغیر مسلم له فتعین الاول وثبت الافتراء علی الخصم والتقول وان لم یکن الافتراء ثبت عدم فهم
مراد الخصم وعدم فهم معنی الحدیث وعدم وصول الذہن الی تحقیق المسئلة ولعل ہذا ہو المتعین لکونه اخف الالزامات
والحاصل ان الجناب قد اخطأ فی فهم ہذہ المسئلة ایضا خطأ فاحشا بینا ولبس الامر علی الناظرین تلبیسا قبیحا واجتهد
فی ہذہ المسئلة ایضا مع کون النص موجودا اجتهادا فاسدا مخالفا للنص الناہی عن الشفاعة فی الحدود بعد المرافعة
الی الحاکم واتفاق العلماء علیه وجوز العفو بعد المرافعة ایضا وما اوردہ سند المنعه الغلط الغیر الجائز من حدیث
صفوان بن امیة من انه قدم المدینة فنام فی المسجد الی ان قال صفوان انی لم ارد ہذا ہو علیه صدقة فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فهلا قبل ان تاتینی به انتهی فلیس فیه شیئ یدل علی جواز الشفاعة فی الحدود بعد
المرافعة الی الحاکم بل فیه دلیل علی ان لاتقبل الشفاعة فیها بعدہا بل یصیر الامر الی الحاکم قال فی المرقاۃ علی قوله
فهلا قبل ان تاتینی به واما الآن فقطعه واجب لاحق لک فیه بل ہو من الحقوق الخاصة للشرع انتهی والحکم بعدم
قبول الشفاعة فیها والنهی عن الشفاعة فیها فالعجب کل العجب من الجناب کیف تمسک به وجعله سندا له والحال
انه سند علیه والآفة کلها عن قصور الفهم نعم فیه دلالة علی ان ترک السارق بعد اخذہ قبل الاتیان به الی ولی الامر

جائز و ہکذا التعافی عن سائر الحدود و العفو عن اصحابہا قبل الاتیان بہم الی الحاکم جائز و اعجب من ہذا التمسک
الجناب بحدیث شارب الخمر السکران المنفلت الذی دخل علی العباس فالتزمہ فذکر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فضحک وقال
افعلہا ولم یامر فیہ بشیئ انتہی فانہ لیس فیہ شیئ یدل علی ان العباس رضی اللہ عنہ شفع فی بعد المرافعۃ الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم و بعد ثبوتہ بل فیہ انہ التزم العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد انفلاتہ و ہرب من الذی انطلق بہ الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فذکر العباس رضی اللہ عنہ او غیرہ ہذا الامر غائبا عن الشارب ولم یذہب بہ معہ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم کما یدل
علیہ سوالہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہ افعلہا بصیغۃ الغیبوبۃ کما ہو الظاہر یعنی ان ہذا الامر کلہ کان قبل المرافعۃ وکشف
الغطاء عن وجہ ہذا الامر وقبل الانطلاق بہ والذہاب الیہ والسوال عنہ وعدم ثبوت الحد علیہ بالاقرار منہ او بشہادۃ
الشہود علیہ والامر ظاہر جدا لا ادری کیف استدل الجناب بہذا الحدیث علی جواز الشفاعۃ فی الحدود و بعد المرافعۃ
الی الحاکم والحال ان الاحادیث المرفوعۃ الصریحۃ الصحیحۃ موجودۃ دالۃ علی نہی الشفاعۃ فی الحدود و بعد المرافعۃ الی
الحاکم اما فہم و ما علم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاسامۃ بعد شفاعتہ فی المرأۃ المخزومیۃ التی سرقت واہم
قریشا شانہا اتشفع فی حد من حدود اللہ ثم قام فاختطب ثم قال انما ہلک الذین قبلکم انہم کانوا اذا سرق فیہم الشریف
ترکوہ و اذا سرق فیہم الضعیف اقاموا علیہ الحد وایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدہا متفق علیہ عن
عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حالت شفاعتہ دون حد من حدود اللہ فقد ضاد اللہ
الحدیث قال فی منتقے الاخبار باب الحث علی اقامۃ الحد اذا ثبت والنہی عن الشفاعۃ فیہ ثم اورد حدیث
ابن عمر الذی ذکر الآن نقلا عن المشکوٰۃ قال فی نیل الاوطار فیہ دلیل علی تحریم الشفاعۃ فی الحدود والترہیب
لفاعلہا بما ہو غایۃ فی ذلک وہو وصفہ بمضادۃ اللہ تعالیٰ فی امرہ وقد ثبت النہی عن ذلک فی الصحیحین کما فی
حدیث عائشۃ فی قصۃ المرأۃ المخزومیۃ لما شفع فیہا اسامۃ بن زید الی ان قال ولکنہ ینبغی ان یقید المنع من
الشفاعۃ بما اذا کان بعد الرفع الی الامام لا اذا کان قبل ذلک لما فی حدیث صفوان بن امیۃ عند احمد والاربعۃ
الی ان قال واخرج الطبرانی عن عروۃ بن الزبیر قال لقی الزبیر سارقا فشفع فیہ فقیل لہ حتی یبلغ الامام قال اذا بلغ
الامام فلعن اللہ الشافع والمشفع والی ان قال واخرج الدارقطنی من حدیث الزبیر مرفوعا اشفعوا ما لم یصل الی الوالی
فاذا وصل الی الوالی فعفا فلا عفا اللہ عنہ والموقوف اصح وقد ادعی ابن عبد البر الاجماع علی انہ یجب علی السلطان الاقامۃ
اذا بلغہ الحد و ہکذا الاجماع فی البحر انتہے فثبت ان الجناب ما فہم ہذہ المسئلۃ البینۃ الثابتۃ بہذہ الاحادیث القائلۃ
بان الشفاعۃ فی الحدود بعد وصول الامر الی الوالی والمرافعۃ الیہ وثبوت الحد علی المحدود منہی عنہا وقبل الوصول الیہ جائزۃ
وان الاجماع علیہ ثابت وان الجناب اخطأ فخالف الاحادیث المذکورۃ وخرق اجماع الامۃ المرحومۃ فرحم اللہ
الجناب ووفقہ للرجوع الی الصواب والی اللہ المصیر والمآب

(۱۱) الغلط الحادی عشر تو الحاصل فعل مذکور (زنا) کی بدی حرمت مال کی علت تھی اور جب وہ علت توبہ کی برکت سے زائل ہوگئی تو اس کا معلول کہ وہ مال کی حرمت تھا کیونکر باقی رہے وہ بھی زائل ہوگیا پس یہی علیت و معلولیت اس جگہ (فعل بد اور مال حرام میں) نسبت اور علاقہ لزوم ہے اقول لعل ہذا عندہ اقوی الحجج التی اقامہا علی دعواہ القائلۃ بان توبۃ الزانیۃ من زناہا تستلزم حلۃ اموالہا الخبیثۃ المحرمۃ التی اکتسبتہا بکسب الزنا و الحال ان ہذا من اضعفہا او منہا کبیت العنکبوت وہکذا عندہ حکم مال الربا و غیرہ من سائر الاموال المحرمۃ المکتسبۃ بالکسب الباطل بتراضی الطرفین ع قدم التفصیل فیما قبل بالتطویل حلیتہا ابطل کل ما کان عندہ من الدلیل والحجۃ علیل و قد کان ابطال دلیلہ ہذا ہنا کالنسب لیدخل فی عداد ما ابطل ثم ادرج فی سلسلۃ ما اہمل و لکن ابقی و ابطل علیحدۃ فی آخر الرسالۃ لان الجناب اظہر فیہ علم العلۃ و المعلول و ہو مرغوب و محبوب عند اصحاب المعقول فافردناہ بالذکر فی الرد علیہ فی آخر الرسالۃ و الاتمام کاکل الفاکہۃ علی آخر الطعام کان کون ردہ جزءً اخیر المردود علیہ المرکب من الاجزاء المردودۃ مشابہ للجزء الاخیر من اجزاء العلۃ التامۃ التی تحققہا مستلزم لتحقق المعلول المتوقف وجودہ علی وجودہا و انتفاءہ علی انتفاءہا کما ان حرمۃ مال الزانیۃ قبل توبتہا و حلتہ بعد توبتہا معلولۃ لعلتہا التامۃ الموقوف علی وجودہا و انتفاءہا وجودہا و انتفاءہا وہی سوء فعلہا السیئی الخبیث و قبح عملہا القبیح کما قال الجناب العالی ہدانا و ایاہ ربنا الہادی المتعالی عن الحدوث و امکان الترکب من الفصل الجنس العالی عما یصفہ بہ الظالمون من الحلول و الاتحاد بالعباد و الموصوف بجمیع صفات الکمال و المحمود بجمیع المحامد و المعالی و لہ المثل الاعلی و ہو رب السوافل و النوازل و العوالی و صلی اللہ وسلم و بارک علی سید رسلہ ما دام الایام و اللیالی۔

اما بعد فیجب علی الجناب ان یجیب عما یسئل بالجواب المطابق للسنۃ و الکتاب لانہ یعد نفسہ من الذین یتمسکون بما کان علیہ صاحب الوحی و من تبعہ من الاصحاب وہم اول من خصہم رب الارباب بالنداء و الخطاب

(۱) ما الدلیل من الکتاب او السنۃ او اجماع الامۃ او قیاس صحیح علی ان سوء العمل السیئی یفارقہ و ینفک منہ اذا تاب منہ صاحبہ و یبقی موصوف السوء خالیا و یلحقہ حسن التوبۃ منفکا منہا و یبقی موصوفہ خالیا او کیف یحصل الانحلال ثم الترکیب العجیب من الاوصاف المنفکۃ من موصوفاتہا الذی مر تقریر الجناب المفصل المتعلق بہ فیما قبل و ان ینفک منہ بحل توبۃ تابہا صاحبہا قبلت اولا او توبۃ مقبولۃ فکیف یعلم ان توبۃ المسیئی ہذہ قبلت فکیف یعلق حکم الحلۃ بکل توبۃ بینوا بالتفصیل توجروا من اللہ الجلیل۔

(۲) ثم بعد الفراغ منہ ما الدلیل علی ان سوء العمل السیئی وہو الزنا علۃ لحرمۃ مال الزانیۃ و اذا کان السوء علۃ لہا فما حال موصوفہ الہ دخل فی العلیۃ بنوع ما ام لا فان کان الشق الاول فای دخل ادخل من حیث الجزئیۃ او من حیث الشرطیۃ او من حیثیۃ اخری ثم بعد تعیینہ ما الوجہ لنسبۃ العلیۃ الی الصفۃ (السوء) فقط مع ان موصوفہ لہ دخل

فی العلیة ایضا واذا ثبت دخل الموصوف فی العلیة فبعد انفکاک صفتہ (السوء) منہ بالتوبة وذہابہ وزوالہ یبقی موصوف
ولہ دخل فی العلیة فما زالت علیة الحرمة بالکلیة بل بقیت فبقیت حرمتہ ایضا ببقاءہا وبحسب دخلہا فان قیل زال
موصوفہ ایضاً فقد ثبت مدعی الخصم ان العمل السیئ یزول بالکلیة بالتوبة والحسنة المقبولة ویمحی اثرہ ویجعل مکانہ الحسنة
وان قیل لا یزول الموصوف ولکن یزول دخلہ فی العلیة یقال ما المزیل لدخلہ وما الماحی لاثرہ ایزول بنفسہ من غیر
مزیل او بمزیل والاول باطل فتعین الثانی وہو ایضا باطل لانہ لیس ہہنا مزیل فثبت بقاء الدخل فیہ وہو السوء
فثبت ان السوء لم یزل ولو قدر انہ زال فثبت التنافی ثم اذا انضم الیہ حسن التوبة او الحسنة فاجتمع الضدان و
اجتمع العرضان فی محل واحد من جہة واحدة واجتمع علة الحرمة وعلة الحلة ایضا وقد تحقق فی موضعہ انہ اذا وقع
التعارض بین المحرم والمبیح رجح المحرم علی المبیح فقد ثبت ان مال الزانیة بعد توبتہا ایضا حرام وہو المطلوب وان
کان الشق الثانی ای لیس لموصوف السوء دخل فی العلیة بوجہ من وجوہ الدخل فہذا افسد من الشق الاول
وابعد من ان یحیل وفساد الشق الاول ظاہر فان العمل السیئ عرض واذا جوز انفکاک السوء منہ وافتراقہ فصار
عرضا قائما بہ فمع قطع النظر عن لزوم قیام العرض بالعرض الممنوع عند اکثر العقلاء یلزم کون العارض علة واصلاً
فی العلیة ینسب المعلول الیہ وکون المعروض تابعا لہ فی العلیة والموثریة فلزم عکس الوضع ای قلب الاصل والفرع
فہو کما تری ای لیس بجائز ومع ہذا مما لا یخفی ان العرض مفارقا ومن حیثیة کونہ مفارقا لا یقوم بنفسہ ولا یعمل
بنفسہ فکیف یکون علة فاذا ثبت فساد الشق الاول وکان الکلام السابق فیہ علی طریق التسلیم والاغماض عن
فسادہ فالشق الثانی یکون افسد منہ فان الاصل وہو المعروض لیس لہ دخل فی العلیة بالکلیة فکیف یتصور
تصورا واقعیا وکیف یتحقق ان یکون العرض القائم بالمعروض المفتقر الیہ وجودا وتحققا وغیر القائم بنفسہ وجودا فاعلا
وعلة مستقلة لشیئ من غیر ان یکون لمعروضہ فی علیتہ وفاعلیتہ دخل بوجہ من وجوہ الدخل لا داخلا ولا خارجا ان
ایجاد شیئ واثباتہ وفعلیتہ لشیئ فرع لکونہ من حیثیة موجدیتہ ومثبتیتہ او علیتہ موجودا بوجود مستقل وکائنا
وثابتا بکون ثابت وہذا الکون والثبوت الموصوف بوصف الاستقلال والایجاد لا یکون بالعرض اصلاً ومطلقا
فثبت ان الشق الثانی ایضا باطل بل ابطل وافسد من الاول فثبت من بطلان کلا الشقین ان العلیة
لیست بثابتة للسوء الذی فرضہ الجناب وجعلہ وصفا منفکا وعرضا مفارقا لموصوفہ الذی یوجد فی العمل السیئ
ہو ووصفہ کلاہما یسمی عملا سیئا فاذا لم تثبت علیة السوء لم یثبت مدعاہ فثبت کون مال الزانیة الحرام بعد
توبتہا ایضا حراما کما کان وہو المطلوب وکیف لا یکون حراما فقد قال الصادق المصدق سید الانس والجان
صلی وسلم علیہ وعلی آلہ ربہم الرحمان مہر البغی خبیث وہذا الحکم اعم من ان تابت او لم تتب والاجتہاد
فی مقابلة حرام اکبر وہذا اظہر من ان یظہر واغنی عن ان یذکر ولکن لمن لہ قلب وسمع وبصر ـــہ

والشمس طالعة لها انوار ٭ والرای لیل والحدیث

(۲) ثم نسئل الجناب بعد فرض تسلیم ان سوء عمل الزانیة السیئی علة لحرمة مالها المکتسب بعملها الخبیث ایة علة
ہی فاعلیة او علة تامة فان کانت فاعلیة وہی علی ماقالوا التی یکون منہا وجود الفاعل کالفاعل للکوز فانتفاء
ہذہ العلة وزوالها لایستلزم زوال معلولها لان انتفاء صانع الکوز وموجدہ وبنّاء البناء وصانعہ لایستلزم
انتفارہما فہکذا زوال السوء عن السیئی ببرکة التوبة لایستلزم زوال الحرمة فثبت ان حرمة المال باقیة بعد توبتها
ایضا کما کانت قبل توبتها وہو المطلوب وان کانت علة تامة وہی علی ماقالوا التی یجب وجود المعلول عند
وجودہا ای عند تحقق جملة الامور المعتبرة فی تحققہ فکیف یصدق تعریف العلة التامة علی السوء الذی ہو عرض
ووصف للعمل السیئی الذی ہو ایضا عرض قائم بالعامل وفان لانہ واحد بالعلیة لیس معہ ثان شریک
فیہا فضلا من اکثر من اثنین ولذا نسب الجناب العلیة الیہ ولیس یمکن ان یکون مع بساطتہ وفردانیتہ
ووحدانیتہ علة تامة کالمبدأ الاول الذی لا الہ غیرہ ولا شریک لہ وشریک الباری ممتنع لذاتہ ومع ہذا
تعریف العلة التامة المذکور لغیر المبدأ الاول یعنی ان معرف ہذا التعریف غیر الباری او عام مخصوص البعض
لا کما قال او مورد ین علی ہذا ان ہذا التعریف غیر جامع وان قیل ان السوء علة تامة مع ضم الامور الاخر ای
العلل الناقصة ونسبت العلیة الیہ لکونہ جزءً اعظم من سائر الاجزاء المنضمة الیہ من قبیل تسمیة الکل باسم الجزء
یقال فعلی ہذا بینوا سائر الاجزاء الاخر ای العلل الناقصة المنضمة الیہ المشارکة لہ فی العلیة ما ہی واین ہی وبینوا
وجہ اعظمیة السوء منہا وبینوا حال موصوف السوء ومعروضہ ہو داخل فیہا ام لا علی الاول دخلہ فی العلیة اعظم
من دخل السوء فیہا او مساو لہ او انقص وعلی کل شق یلزم علیة معروض السوء وہو باق علی زعم الجناب ببقارہ
مقدارہ دخلہ یلزم بقاء حرمة المال المعلوم وہو المطلوب وعلی الثانی لا یتصور تصورا واقعیا کون العرض المفارق علة
وکون معروضہ محروما عن الدخل فیہا ومع ہذا یلزم ما مضی فیما سبق من الاعتراض الآخر ومع ہذا باب القال والقیل
والاحتمال والاعتراض والجواب والسوال سینفتح اذا فتح باب المقال والحاصل انہ ثبت ان السوء لیس بعلة تامة
ایضا وان قیل ان السوء علة للحرمة علی نہج الاصولیین وطرزہم وہو التعلیل للاحکام من الحلال والحرام یقال
العلة عندہم کما فی المنار ہو ما یضاف الیہ وجوب الحکم ابتداء وہو سبعة اقسام علة اسما ومعنے وحکما کالبیع
المطلق للملک والاسما لا حکما ولا معنے کالایجاب المعلق بالشرط واسما ومعنے لا حکما کالبیع بشرط الخیار والبیع
الموقوف والایجاب المضاف الی وقت الخ وفی شرحہ نور الانوار لان العلل الشرعیة تتم بثلثة اوصاف احدہا
ان تکون علة اسما بان تکون موضوعة للحکم ویضاف الحکم الیہا ابتداءً والثانی ان تکون علة معنے بان تکون
موثرة فی الحکم والثالث ان تکون حکما بحیث یثبت الحکم بعد وجودہا من غیر تراخ فاذا وجدت ہذہ الاوصاف

الثلثة فی شیئ واحد کان علة کاملة تامة والا فناقصة فباعتبار استکمال ہذہ الاوصاف وعدمہ ینبغی ان
تکون الاقسام سبعة بہذہ الوتیرة الخ وشل فی المنار للسبب الحقیقی بہذا المثل کدلالة انسان علی مال انسان
او نفسہ لیسرقہ او یقتلہ قال فی شرحہ فانہا سبب حقیقی للسرقة والقتل الی ان قال لکن تخلل بین الدلالة و
بین السرقة علة غیر مضافة الی الدلالة وہو فعل السارق المختار وقصدہ انتہے اثبت من ہذا ان العلل الشرعیة
التامة او الناقصة کلہا تکون اعمالا او افعالا ای اعراضا لا اوصاف الاعمال من الحسن او القبح والسوء الاتری
ان البیع والاشتراء والنکاح والسفاح والطلاق والعتاق والسرقة والقتل والغصب وغیرہا من الاعمال التی
جعلت عللا شرعیة کلہا اعراض وموصوفات مع صفات ومجموعات ومرکبات لا اعراض اعراض وصفات
موصوفات واجزاء مرکبات منفکات منہا ومنتزعات عنہا ای الحسن او السوء کما یقول الجناب ای لا یوجد
لما یقولہ من ان السوء علة للحرمة والحسن علة للحلة مثال لا نظیر فی الشرعیات ولا العقلیات ای لا یوجد فی العلل الشرعیة ولا فی
العلل العقلیة نظیر یشہد بمقولہ ویصدق بمعقولہ فثبت ووضح بعونہ وحولہ تعالیٰ ان القول بانتزاع السوء عن السیئ
والقبح عن القبیح وانفکاکہ منہ کما یقول الجناب اختراع وابتداع واختلاق منہ مخالف للعقل والنقل لیس ہو بعلة شرعیة
لا تامة ولا ناقصة ای لیس بداخل فی قسم من اقسام العلة السبعة ان ہو الا مزخرف من قبیل مزخرفات الذین سلکوا
مسلکا غیر مسلک السلف الصالحین واتبعوا اھواءھم المضلة وآراءہم الغیر المصیبة من القوم الضالین وان ہو الا فتنة
لصاحبہ ولغیرہ من الذین یہتدون بہدیہ من الجاہلین سولتہ لہ نفسہ وزینتہ فاخترعتہ مجبلة مشبکة لاضلال الغافلین
وفقہ اللہ للرجوع عنہ ولتدارک ما اوقع الفساد فی الدین المتین آمین ۔ فنعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات
اعمالنا ومن الفتن کلہا فی کل حین ولو سلمنا ان السوء علة للحرمة کما زعمہ فای علة ہی اتامة جامعة للاوصاف
الثلثة او ناقصة من سائر العلل الناقصة الستة وعلی ای شق کان علیہ ان یثبتہ بدلیل عندہ من النقل والعقل وان
یجیب عن ہذا ان موصوف السوء ومعروضہ لہ دخل فی العلیة ام لا الی آخر ما مر فیما سبق فیثبت من ہذا ایضا بناء
علی ما مر ان السوء لیس بعلة للحرمة اصلا فبطل مزعومہ الباطل وموہومہ العاطل وکیف لا وقد جاء الحق وزہق الباطل
ان الباطل کان زہوقا ولو سلمنا علی سبیل فرض الباطل ان السوء المنتزع من السیئ علة للحرمة وزالت ہذہ العلة
بالتوبة لا نسلم زوال معلولہا بزوالہا بل یبقی بعد زوالہ ایضا لانہ حکم ترتب علی الحرمة واثر ثبت منہا لا یزول بزوالہا
ولا یبطل ببطلانہا اما علمت ان الشارع نفی نسب ولد الزنا من الزانی والحقہ بالفراش او بامہ علی وقوع اللعان او عدمہ
وجعل الزانی خائبا وان تاب من الزناء بطل وزال الزنا الذی ہو علة لنفی النسب کما قال علیہ الصلوة والسلام الولد
للفراش وللعاہر الحجر وقد مضے ہذا البحث بطولہ فیما مضے وخلاصتہ ان زوال العلة مطلقا لا یستلزم زوال المعلول کما
زعم الجناب مادری وما اصاب وصار سعیہ کلہ فی ضلال وتباب فعلیہ الرجوع عن الخطاء والانابة الی الذی یتوب علی من
تاب اولا تعلم ایہا الناظر المتامل المنصف الطالب للحق والہارب من الباطل فی کل باب ان الرمل فی الطواف
کان سبب شرعہ اغاظة المشرکین وابطال زعم الاعداء المفسدین ورد قول الحاسدین ان حمی یثرب وہن الاصحاب
الکرام الابطال الشجاع الاقویاء الاصحاء الناصرین للدین والباذلین مہجہم واموالہم فی سبیل اللہ بالیقین ثم بعد زوال
ہذا السبب بالکلیة بقی شرعہ واستحبابہ الی یوم الدین ففی منتقے الاخبار عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال رمل رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حجتہ وفی عمرہ کلہا وابوبکر وعمر والخلفاء رواہ احمد وعن عمر قال فیما الرملان الآن والکشف عن
المناکب وقد اطأ اللہ الاسلام ونفی الکفر واہلہ مع ذلک لاندع شیئا کنا نفعلہ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ قال فی نیل الاوطار حاصلہ ان عمر کان قد ہم بترک الرمل فی الطواف لانہ عرف سببہ
وقد انقضی فہم ان یترکہ لفقد سببہ ثم رجع عن ذلک لاحتمال ان تکون لہ حکمۃ ما اطلع علیہا فرأی ان الاتباع اولی
ویؤیدہ مشروعیۃ الرمل علی الاطلاق ما ثبت فی حدیث ابن عباس رض انہم رملوا فی حجۃ الوداع مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وقد نفی اللہ فی ذلک الوقت الکفر واہلہ عن مکۃ والرمل فی حجۃ الوداع ثابت ایضا فی حدیث جابر الطویل
عند مسلم وغیرہ انتہی وفی سبل السلام شرح بلوغ المرام للسید العلامۃ الامام حجۃ الاسلام قدوۃ الانام البدر الحافظ
النحریر محمد بن اسمٰعیل الیمانی الامیر نفع اللہ القدیر بعلومہ الصغیر والکبیر وکان ہذا (الرمل) فی عمرۃ القضیۃ ثم صار سنۃ
فعلہ فی حجۃ الوداع مع زوال سببہ واسلام من فی مکۃ وانما لم یرملوا بین الرکنین لان المشرکین کانوا من ناحیۃ
الحجر عند قعیقعان فلم یکونوا یرون من بین الرکنین وفیہ دلیل علی انہ لا باس بقصد اغاظۃ الاعداء بالعبادۃ وانہ
لا ینافی اخلاص العمل بل ہو اضافۃ طاعۃ الی طاعۃ وقد قال تعالیٰ ولا ینالون من عدو نیلا الا کتب
لہم بہ عمل صالح انتہی اللہم اختم لنا بالعمل الصالح اللہم اجعل اعمالنا کلہا صالحۃ واجعلہا لوجہک خالصۃ ولا تجعل
فیہا لاحد شیئا وانت مجیب الداعین اللہم احسن عاقبتنا فی الامور کلہا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ
وتوفنا مسلمین والحقنا بالصالحین اللہم احینا وامتنا علی کتابک وسنۃ نبیک موافقین فی فہمہما والعمل بہما لاصحاب
خیر القرون المشہود لہم بالخیر من السلف الصالحین وارزقنا اتباعہم فی التفسیر والحدیث فانہم اعلم الامۃ واعملہا
بہما وافہمہا واتقاہا وازکاہا واخشاہا لرب العلمین ولا تجعلنا لمخالفتہم من الضالین آمین اللہم افتح مسامع قلوبنا
لذکرک وارزقنا طاعتک وطاعۃ رسولک وعملا بکتابک انت ارحم الراحمین وانا العاجز المفتقر الی رحمتک واحوج
خلقک الی مغفرتک والذاہب عن شریعتک بحولک وقوتک لا قوۃ الا بک عبدک وابن عبدک وابن امتک
فقیر اللہ فاغفر مغفرۃ تامۃ لی ولوالدی ولمشائخی ولاحبائی واخوانی فی الدین خصوصا لمن انفق علی طبع
ہذہ الرسالۃ وغیرہا من سائر الرسائل وانفق علی لتعلیم علوم الدین ناصرین للحق المبین بارک لہم فیہم وعلیہم وفی اعمارہم
وآثارہم واموالہم واولادہم ومعاملاتہم وزدہم یقینا علی یقین وارزقنا وایاہم حسن الخاتمۃ والحقنا بعبادک
المخلصین اللہم اغفر لنا ولجمیع المومنین وجمیع حماۃ الاسلام وانصارہ واعوانہ بانفسہم واموالہم مخلصین لہ الدین
خصوصا الائمۃ الذین من الفقہاء والمحدثین الورثۃ للانبیاء والمرسلین ولک الحمد حق حمدک لا نحصی ثناء علیک انت
کما اثنیت علی نفسک کما قال سیدنا وسید الخلائق کلہم من الاولین والآخرین وافضل الانبیاء والمرسلین فصل
وسلم وبارک علیہ وعلیہم وعلی آلہم واصحابہم واتباعہم اجمعین سبحان
ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین

تمت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من
بعدی ابی بکر وعمر رض

العلم قال اللہ قال رسولہ
قال الصحابۃ لیس خلف فیہ۔

صورة ما كتبه بقية السلف وحجة الخلف مرشدنا وشيخنا ومولانا المولوي عبد الجبار الغزنوي ثم الامرتسري عمت فيوضاتهم وبقيت صالحاتهم وبركاتهم

بسم الله الرحمن الرحيم

اخي في الله وحبي لوجه الله نعيم الله كان الله له السلام عليكم ورحمة الله وبركاته - آپکا رسالہ اول سے اخیر تک دیکھا نفس مسئلہ مین آپنے کسی اور کے تحقیقات کی ضرورت نہین چھوڑی اللہ تبارک وتعالے آپکے علم وعمل عمر مین برکت دے اسوقت نصرت حق مبین وتائید مذہب سلف صالحین و تردید اقوال باطلہ و بدع متبدعین زائغین مین میرے علم مین آپ لاثانی ہین لست في كلامك لينا ولطافة عفا الله عنك زلاتك وستر في الدارين عوراتك وسلمك وعافاك وايدك على من خالفك وعاداك - آیہ کریمہ فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات کی تفسیر مین سلف صالحین کے دو قول ہین ایک یہ کہ کفر سے ایمان اور شرک سے توحید اور فسق وفجور سے تقوی وصلاحیت بدلہ ملیگا پہلے کافر تھا بعد توبہ و ایمان کے مؤمن ہوگیا پہلے مشرک تھا بعد توبہ و اسلام کے موحد ہوگیا پہلے فاسق فاجر تھا بعد توبہ و استغفار کے متقی صالح ہوگیا یعنی ردی حالت اوسکی اچھی ہوجاویگی نہ یہ کہ سابق کفر اوسکا ایمان اور شرک اوسکا توحید اور اعمال قبیحہ اوسکے اعمال صالحہ بنجاوینگے - وهو تفسير حبر الامة ابن عباس رضي الله عنهما قال هم المؤمنون كانوا من قبل ايمانهم على السيئات فرغب الله بهم عن السيئات فحولهم الى الحسنات فابدلهم مكان السيئات الحسنات ابن جریر مین مسندًا مجاہد سے روایت ہے قال سئل ابن عباس عن قول الله جل ثناءه يبدل الله سيئاتهم حسنات فقال بدلن بعد حرهم خريفا - وبعد طول النفس الوجيفا وبه فسر الآية عطاء بن رباح والحسن البصري وابو العالية وقتادة وجماعة اخرى قول ثانی یہ ہے کہ آخرت مین انکے سیئات حسنات بنجاوینگے ودلیل انکی صحیح مسلم کی حدیث ہے يؤتى برجل فيقول نحوا عنه كبار ذنوبه وسلوه عن صغارها قال فيقال له عملت يوم كذا كذا وكذا وعملت يوم كذا كذا وكذا فيقول نعم لا يستطيع ان ينكر من ذلك شيئا فيقال له ان لك بكل سيئة حسنة اسکے شواہد و توابع روایات خارج از کتب صحاح اور بھی ہین مگر استدلال مستدل صاحب کا انسے صحیح نہین کیونکہ ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ سیئات انکی محو ہوجاوینگی اور بسبب توبہ و استغفار و ندامت کے سیئات کے عوض حسنات ملینگی نہ یہ کہ سیئات کے اعیان حسنات بنجاوینگے زناکاری وشراب خواری وحرام خواری اوسکی حسنات مین گنی جاوینگی اسطرح توکوئی عاقل نہین کہہ سکتا حافظ ابن جریر طبری نے قول اول کو اولے بالصواب فرمایا ہے اور قول ثانی کے بارےمین فرماتے ہین فيجب ان فعل ذلك كذلك ان يصير شرك الكافر الذي كان شركا في الكفر بعينه ايمانا يوم القيامة بالاسلام ومعاصيه كلها

باعیانہا طاعۃ وذلک مالا یقولہ ذو حجی حافظ ابن قیم طریق الہجرتین میں لکھتے ہیں و اصل القولین ان ہذا التبدیل
ہل ہو فی الدنیا او یوم القیامۃ فمن قال انہ فی الدنیا قال ہو تبدیل الاعمال القبیحۃ والارادات الفاسدۃ باضدادہا وہی
حسنات وہذا تبدیل حقیقۃ والذین نصروا ہذا القول احتجوا بان السیئۃ لا تنقلب حسنۃ بل غایتہا ان تمحی وتکفر ویذہب
اثرہا فاما ان تنقلب حسنۃ فلا فانہا لم تکن طاعۃ وانما کانت بغیضۃ مکروہۃ للرب فکیف تنقلب محبوبۃ مرضیۃ
قالوا وایضا فالذی دل علیہ القرآن انما ہو تکفیر السیئات ومغفرۃ الذنوب کقولہ ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا
سیئاتنا وقولہ ویعفو عن السیئات وقولہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا والقرآن مملوء من ذلک وفی الصحیح من
حدیث قتادۃ عن صفوان بن محرز قال قال رجل لابن عمر کیف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی النجوی
قال سمعتہ یدنی المؤمن یوم القیامۃ من ربہ حتی یضع علیہ کنفہ فیقررہ بذنوبہ فیقول ہل تعرف فیقول رب
اعرف قال فانی قد سترتہا علیک فی الدنیا وانا اغفرہا لک الیوم فیعطی صحیفۃ حسناتہ فہذا الحدیث المتفق علیہ الذی
تضمن العنایۃ لھذا العبد انما فیہ ستر ذنوبہ علیہ فی الدنیا ومغفرتہا یوم القیامۃ ولم یقل لہ واعطیتک بکل سیئۃ منہا
حسنۃ فدل علی ان غایۃ السیئات مغفرتہا وتجاوز اللہ عنہا وقد قال اللہ تعالی فی حق الصالحین لیکفر اللہ عنہم
اسوأ الذی عملوا ویجزیہم اجرہم باحسن الذی کانوا یعملون فہؤلاء خیار الخلق وقد اخبر عنہم انہ یکفر عنہم سیئات
اعمالہم ویجزیہم باحسن ما یعملون واحسن ما عملوا انما ہو الحسنات لا السیئات فدل علی ان الجزاء بالحسنی انما
یکون بالحسنات وحدہا واما السیئات ان تلغی ویبطل اثرہا قالوا وایضا فلو انقلبت السیئات انفسہا
حسنات فی حق التائب لکان احسن حالا من الذین لم یرتکب منہا شیئا واکثر حسنات منہ لانہ اذا اساء شارکہ
فی حسناتہ التی فعلہا وامتاز عنہ بتلک السیئات ثم انقلبت لہ حسنات ترجح علیہ وکیف یکون صاحب السیئات
ارجح ممن لا سیئۃ لہ۔ حافظ ابن قیم نے اسمیں بحث طویل لکھی اور جانب مخالف کے ادلہ ذکر کرکے سب کے جواب
دیکر آخر میں یہ فیصلہ دیا ہے فالصواب ان شاء اللہ فی ہذہ المسئلۃ ان یقال لا ریب ان الذنب نفسہ لا
ینقلب حسنۃ والحسنۃ انما ہی امر وجودی یقتضی ثوابا ولہذا کان تارک المنہیات انما یثاب علی کف نفسہ و
حبسہا عن مواقعۃ المنہی وذلک الکف والحبس امر وجودی وہو متعلق الثواب واما من لم یخطر ببالہ الذنب
اصلا ولم یحدث بہ نفسہ فہذا کیف یثاب علی ترکہ ولو اثیب مثل ہذا علی ترک الذنب لکان مثابا علی ترک ذنوب
العالم التی لا تخطر ببالہ وذلک اضعاف حسناتہ بما لا یحصی فان الترک مستصحب والمتروک لا ینحصر ولا ینضبط
فہل یثاب علی ذلک کلہ وہذا مما لا یتوہم واذا کانت الحسنۃ لابد ان تکون امرا وجودیا فالتائب من الذنوب
التی عملہا قد قارن کل ذنب منہا ندما علیہ وکف نفسہ عنہ وعزم علی ترک معاودتہ وہذہ حسنات بلا ریب

وقد محت التوبۃ اثر الذنب وخلفہ ہذا الندم والعزم وہو حسنۃ قد بدلت تلک السیئۃ حسنۃ وہذا معنی قول بعض المفسرین یجعل مکان السیئۃ التوبۃ والحسنۃ مع التوبۃ فاذا کانت کل سیئۃ من سیاتہ قد تاب منہا فتوبتہ منہا حسنۃ حلت مکانہا فہذا معنی التبدیل لاان السیئۃ نفسہا تنقلب حسنۃ اور حدیث کے الفاظ ان لک بکل سیئۃ حسنۃ صاف اسی پر دال ہین کہ سیأت کے عوض حسنات ملینگے نہ یہ کہ سیئہ عین حسنہ ہو جاویگا بالفرض اگر تسلیم کیا جاوے کہ اعیان سیأت حسنات بنجاوینگے تو آخرت مین ہونگے نہ دنیا مین جیسا کہ اس قول کو قائلین سے حافظ ابن جریر و حافظ ابن قیم نے نقل کیا ہے تفسیر ابن جریر مین ہے وقال آخرون بل معنی ذلک فاولئک یبدل اللہ سیأتہم حسنات لہم یوم القیامۃ اور حافظ ابن قیم شرح مغازی مین لکہتے ہین واختلفوا فی صفۃ ہذا التبدیل وہل ہو فی الدنیا او فی الآخرۃ علی قولین فقال ابن عباس واصحابہ ہو تبدیلہم بقبائح اعمالہم محاسنہا فبدلہم بالشرک ایمانا و بالزنا عفۃ واحصانا و بالکذب صدقا و بالخیانۃ امانۃ فعلی ہذا معنی الآیۃ ان صفاتہم القبیحۃ واعمالہم السیئۃ بدلوا عوضہا صفات جمیلۃ واعمالا صالحۃ کما یبدل المریض بالمرض صحۃ والمبتلی ببلائہ عافیۃ وقال سعید بن المسیب وغیرہ من التابعین ہو تبدیل اللہ سیأتہم التی عملوہا بحسنات یوم القیامۃ فیعطیہم مکان کل سیئۃ حسنۃ انتہے۔ جب تبدیل سیأت بالحسنات قیامت کے دن ہے نہ دنیا مین تو قبل از تبدیل عوض کا حلال ہونا غلط ہوا کیونکہ عوض کا حلال ہونا علی زعم الخصم موقوف ہے اوپر حسنہ ہونے سیئہ کے اور وہ دنیا مین ہے ہی نہین پس عوض کا حلال ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بمعہذا زنا علیحدہ گناہ ہے اور اوسپر عوض لینا بحکم مہر البغی خبیث علیحدہ گناہ ہے زنا کی توبہ ترک زنا ہے اور حرام کی توبہ اوس حرام کو قبضہ سے نکالنا ہے پس جب تک کہ حرام کو قبضہ سے نہ نکالے اوس سے توبہ نہین ہوئی اور تبدیل سیأت کا موقوف ہے توبہ پر اور یہان توبہ ہی نہین پس مہر بغی جو کہ خبیث ہے کیونکر حلال ہو سکتا ہے علی ان ہذہ الآیۃ الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات تدل بظاہرہا علی ان الآیۃ نزولہا فی الکفار لا فی المسلمین کیونکہ آیت مین ایمان لانے کی تصریح ہے اور بحکم الاسلام یہدم ما قبلہ اسمین اختلاف نہین کہ کفر کیوقت کی کمائی جو وجہ حرام سے ہو اور اسلام کے وقت کی کمائی جو وجہ حرام سے ہو اوسمین بڑا فرق ہے کہ کافر کا مال بعد اسلام اوسکیلیے اوسپر حرام نہین اور مسلمان کا مال جو وجہ حرام سے اوس نے حاصل کیا ہو وہ اوسپر حرام ہے آیۃ فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتہی فلہ ما سلف سے وہ مسلمان مراد ہے جو نزول حرمت سود سے بیخبر ہے پس جسکو حرمت سود کی معلوم ہو جاوے اور پہر سود لیوے وہ اس آیت کے حکم مین داخل نہین کیونکہ وہ بعد پہونچنے موعظۃ کے سود لیتا ہے اور آجکل کے تمام دنیا کے

مسلمانون کو حرمت سود کی موعظۃ پہونچگئی ہے اور وہ موعظۃ پہونچنے کے بعد سود لیتے ہین پس فلہ ما سلف کے کیونکر مصداق بنینگے اور موعظۃ پہونچنے کیساتہ بازآنا شرط ہے پس فوت شرط کیساتہ مشروط جو فلہ ما سلف ہے کیونکر رہسکتا ہے ۱۲ عبد الجبار عفی عنہ

للہ در المجیب لقد جاء بالحق واجاب بجواب صحیح عبد الاول عفا اللہ عنہ	ھذا ھو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال عبد الغفور الغزنوی عفا اللہ عنہ

نقل تحریرات بابرکات دیگر علمار کرام وفضلار عظام علی ترتیب الورود والصدور

تحریر جناب مولانا مولوی محمد اشرف علیصاحب دام شرفہم وفضلہم

از احقر البریہ اشرف علی عفی عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ نفس مسئلہ مین گفتگو کی اطلاع مجکو ایکبار دہلی مین ہوئی تھی اور اصل مستدل کی غلطی اور تغلیط استدلال کا صواب ہونا پہلے سے مجکو معلوم تھا یہ رسالہ اوسی کی تفصیل مین پایا لہذا مین اسکے ساتہ متفق ہون اور اسکو حق سمجھتا ہون اللہ تعالےٰ حضرت مؤلف کو جزاے خیر دے کہ مسلمانون کو مغالطات سے بچایا اور رسالہ کو سبب نجاۃ عن الغلط کا بنادے ویرحم اللہ عبدا قال آمینا × ۱۰ ارشعبان ۱۳ھ

جناب مولانا مولوی محمود حسن صاحب دام مجدہم صدر مدرس مدرسہ دیوبند

از بندہ محمود عفی عنہ بگرامیخدمت مخدومی جناب مولانا مولوی نقیب اللہ صاحب زید مجدہم وفضلہم سلام مسنون کے بعد عرض ہے جناب کا گرامی نامہ معہ رسالہ ایقاظ النخطی صادر ہوا بندہ اسوقت امتحان سالانہ اور بعض دیگر ضروریات مدرسہ کیوجہ سے بالکل تعمیل حکم سے معذور رہے یعنے تحریر سامی کو مفصلاً اسوقت نہین دیکھ سکتا اور جناب کا یہ تقاضا ہے کہ بہت جلد جواب پہونچے اسلئے نہایت اشکال ہے آپکا حکم نماننے سے بھی شرم آتی ہے اور تعمیل کرون تو مہلت کہان سے لاؤن بالآخر یہی خیال مین آیا کہ اصل مبحث جسمین اختلاف ہے اوسکو دیکھ لیا جاوے اور اپنی حقیر رای ظاہر کردون سو بندہ نے جو دیکھا تو آپکے ارشاد کو مطابق نصوص واقوال حضرات سلف وخلف کے موافق پایا اور مولوی حافظ مفتی صاحب کا فتویٰ دلائل شرع اور ارشاد علمار کرام کے مخالف نظر آیا بلکہ ایک بڑے فتنہ کا منشا خیال مین آتا ہے الحذر الحذر بہت اچھا ہو جو مفتی صاحب

اسمین غور و انصاف فرما کر خلائق کو خرابی سے بچانے کو اختیار فرماوین واللہ الھادی الحاصل بندہ کے نزدیک اس مسئلہ مین جناب کی رای مقبول اور حافظ صاحب کا قول واجب الانکار ہے واللہ اعلم والسلام مع الاکرام

بندہ محمود عفی عنہ، دیوبند، شنبہ

جناب مولانا مولوی وحید الزمان صاحب مخاطب بنواب وقار نواز جنگ بہادر اصلح اللہ تعالے بالہم وجعل الی کل خیر مآلھم

الحمد للہ الذی جعل کسب الحلال فریضۃ الاسلام ونہی عن اقتناء الخبیث والحرام والصلوۃ والسلام علی نبینا و مولانا وسیدنا محمد خیر الانام وعلی آلہ واصحابہ البررۃ الکرام وبعد فان اخی فی اللہ ومحبی الفاضل الکامل والعالم الحلاحل مولانا المولوی غفیر اللہ بلغہ اللہ الی ما یتمناہ ارسل الی ہذہ الرسالۃ المسماۃ بایقاظ المخطی عما یغنی فطالعتہ من مواضع متفرقۃ وما قدرت ان اسرح نظری فیہ بالاستیعاب لانہ منعنی عن ذلک مانع المرض والضعف والشیب فوجدت ان مولانا المذکور قد اصاب فیما کتب وان مولانا عبد اللہ الغازیفوری مخطیٔ فی فتواہ سامحہ اللہ وہداہ وقد اخطار فی مسئلۃ اخری ایضا حیث قال ان المریض والمسافر اذا ادیا الفدیۃ فلا قضاء علیہما ولو بعد زوال العذر وہذا خلاف ما اطبق علیہ جماہیر السلف والخلف ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب فقط کتبہ بیدہ وحید الزمان عفا عنہ المنان

فہامۂ زمان جناب مولانا واولانا مولوی قاضی عبد الاحد بن قاضی محمد حسن صاحب خانفوری اطال اللہ بقارھم واعم ضیارھم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامدا و مصلیا و مسلما۔ از خاکسار عبد الاحد خانپوری عفا اللہ عنہ باخی فی اللہ محبی فی دین اللہ

عہ یہ حضرت مولوی صاحب عالم منقول و معقول و حاوی فروع و اصول ہونیکے علاوہ صوفی بزرگ مرید مخلص حضرت ولی اللہ و منیب الی اللہ مشہور عبد اللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہین تفسیر جامع البیان کی آخر مین انکی تحریر تقریظ مطبوع ہے اور انکی ایک تصنیف کبیر عجیب غریب قابل مطالعہ عوام و خواص کے ہے جسکا نام مدفع الٰہی بر قلعہ مہر شاہی ہے دو جلد مین ہے اور قیمت اوسکی بہت کم ہے ناظرین کو چاہیے کہ اوسکو طلب کرکے اوسکا سیر کرین مولوی پیر مہر علی شاہ صاحب معقولی گیساتھ جو انکے مناظرات مطولات و مباحثات بسیطات ہوے ہین اوسمین مندرج ہین عجب کیفیت کی کتاب ہے اوسکی خوبی دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے زبانی کیا بولین۔ انکا پتہ یہ ہے راولپنڈی محلہ تالاب بخشنہ ۱۲

مولوی فقیر اللہ جعلہ اللہ فقیراً الیہ عما سوی اللہ وعفا عنا وعنہ اللہ آمین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد
پس آپکا رسالہ ایقاظ ملقب بارشاد پہونچا درانحالیکہ خاکسار کو ایک سفر بعید مجبوراً کرنا پڑا جسمین مین رسالہ کو
نہین دیکھ سکا اور بعد مین بھی امور مجبور کرنیوالے پیش ہوتے رہے جو مطالعہ سے مانع تھے لہذا دیری واقع
ہوئی اور مین اس دیری مین معذور تھا ؎ والعذر عند کرام الناس مقبول × لہذا مین امید کرتا ہون کہ
آپ معاف فرماوینگے ؎ والعفو عند کرام الناس مامول ٭ آج بتاریخ ۱۱ ماہ اگست ۱۹۱۲ء اسکے
مطالعہ سے فارغ ہوا اول سے تا آخر حسب الارشاد آپکے بغور پڑھا اور اسکے دیکھنے سے نہایت از حد زائد
خوشی حاصل ہوئی اور بے اختیار زبان سے نکلا۔ صدقت وبررت وبالحق نطقت فافلحت ایدک اللہ بروح
منہ ونصرک کما نصرت دینہ وکتابہ ورسولہ وعبادہ المومنین وجعلک من انصار دینہ وکتابہ ورسولہ وعبادہ
المومنین وایانا آمین فآمین ثم آمین ؎ ویرحم اللہ عبداً قال آمینا ؎ آمین آمین لا ارضی بواحدۃ ٭ حتی
اضیف الیھا الف آمینا ٭ یہ لوگ اعنی ثناء اللہ کشمیری وحافظ عبد اللہ غازیپوری وامثالھما باب اور دہلیز
ہین واسطے اہل الحاد وزیغ وزندقہ کے اور اصل الاصول مین تمام فرق ضالہ کیساتھ متفق ہین اگرچہ اکثر
یا بعض فروع مین انسے مخالف ہون اور وہ اصل انکا ترک سنت وجماعت ہے یعنی مخالفت سنۃ رسول اللہ و
خلفاء راشدین اور مخالفت جماعت صحابہ وخیر القرون کی ۔ اور یہ لوگ بدتر ہین متعصبین مقلدین سے اور
گمراہ تر ہین انسے اسواسطے کہ انکی گمراہی بسبب افراط فی الحب والتعظیم اور غلو فی الاعتقاد کے ہے بیچ
غیر معصوم کے یعنی اپنے امام مین لہذا انکی اصلاح ممکن اور قبول ہدی کیطرف اقرب ہین بہ نسبت ان
ملاحدہ کے اور گمراہی انکی بسبب تفریط اور عجب وتکبر اور بے اعتقادی کے ہے پس جہل انکا مرکب ہے
اور جہل انکا بسیط پس اصلاح انکی نہایت مشکل اور ہدایت سے بعید ہین فقد ضلوا ضلالاً بعیداً پس
وہ مقلدین مثل کچی روٹی کے ہین کہ آگ پر پکانے سے اسکی اصلاح ہو جاتی ہے اور یہ ملاحدہ مثل جلی
ہوئی روٹی کے ہین ممکن نہین کہ اصلاح پذیر ہون الا ان یشاء ربی قیاس کرو ثناء اللہ کے حال کو
ہدایت کو باوجود وضوح دلائل وبراہین کے اور باوجود کوشش علماء اہل سنت وجماعت کی ہرگز قبول
نہین کرتا اصل انکا اتباع متشابہات اور الحاد فی المحکمات اور اعراض از سلف امت وائمہ امت ہے اور
انفرادات انکے صریح البطلان ہین بہ بداہۃ عقل قبل اسکے کہ لئکے ابطال مین استعمال رویہ وفکر کا کیا جاوے
کیونکہ اسلام وہ ہے جسکو بکمالہ وتمامہ اللہ عزوجل نے بواسطہ جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
نازل فرمایا اور انسے انکے شاگردون نے سیکھا وہلم جرا اور سوائے اسکے جو قول یا عمل یا عقیدہ ہے وہ

جاہلیت مین داخل ہے کیونکہ زمانہ قبل اسلام کو زمانہ جاہلیت کا کہتے ہین جسکو اسلام منزل نی باطل کیا ہین یہان
دو ہی چیزین ہین اسلام اور جاہلیت تیسری کوئی چیز نہین اسیواسطے امام احمدؒ فرماتے تھے ایاک ان تتکلم
فی مسئلۃ لیس لک فیہا امام اور فرماتے تھے کیف اقول ما لم یقل اور امام شافعی فرماتے ہین ولم نخرج من اقاویلہم
(صحابہ) کلہم۔ اور محال ہے کہ یہ مبتغین غیر الاسلام دینا زائغین حقکو پہونچ جائین اور وہ مقدسین محروم رہین
اور یہ بغیر واسطہ وذریعہ سلف صالحین کے ہدایت کو پالین امام اہل السنۃ شیخ الاسلام قدس اللہ روحہ نے منہاج
جلد ۳ صفحہ ۶۶ مین فرمایا۔ ویمتنع ان یکون احدہم علم من جہۃ الرسول ما یخالف الصحابۃ والتابعین لہم باحسان
الی قولہ وکل قول قیل فی دین الاسلام مخالف لما مضی علیہ الصحابۃ والتابعون لم یقلہ احد منہم بل قالوا خلافہ
فانہ قول باطل انتہی اور قبل ازین فرمایا فان الہدی یدور مع الرسول حیث دار ویدور مع اصحابہ دون اصحاب
غیرہ حیث داروا۔ اور منہاج جلد ۳ صفحہ ۴۱ سطر ۳۲ مین فرمایا وکل من سوی اہل السنۃ والحدیث من الفرق فلا ینفرد
عن ائمۃ الحدیث بقول صحیح الی قولہ ولذا سمی اہل البدع اہل الشبہات الخ اور صفحہ ۴۳ جلد ۳ سطر ۱۹ مین فرمایا
وان کل طائفۃ سوی اہل السنۃ والحدیث المتبعین آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا ینفردون عن
سائر طوائف الامۃ الا بقول فاسد لا ینفردون قط بقول صحیح وکل من کان عن السنۃ ابعد کان انفرادہ
بالاقوال والافعال الباطلۃ اکثر انتہی اسیواسطے انفرادات ثناء اللہ اور حافظ عبد اللہ کیساتھ اقوال باطلہ کے بہت
ہین اور منہاج جلد ۳ صفحہ ۴۴ سطر ۲۵ مین فرمایا لکن المقصود ان کل طائفۃ سوی اہل السنۃ والحدیث المتبعین
لآثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ینفردون عن سائر الطوائف بحق انتہی بس ثابت وظاہر ہوا کہ تمام انفرادات انکی باطل
ہین اور جاہلیت کی شاخین ورنہ لازم آئیگا جہل وضلال سابقین اولین کا اور علم وہدایت ان ملحدین کا اور یہ کہ
وہ خیر القرون نہون اور یہ ملاحدہ انسے افضل واہدی واعلم ہون انسے اور یہ محال وممتنع ہے دیکھو منہاج السنہ
جلد رابع صفحہ ۲۰۳ بس الحمد للہ ہزار ہزار شکر ہے کہ اللہ عزوجل نے ان مبتدعین زائغین مبتغی الفتنہ ملاحدہ
محدثین کے جہاد ومقابلہ کیواسطے آپکو قائم کیا اس زمانہ فتنہ مین جسمین منافقین جو اہلسنت واہل حدیث نہین
بلکہ انکے مخالف ہین اہلحدیث مین بفریب داخل ہوگئی ہین اور آپکو انکی تمیز اور مبیلگن فرمایا جزاک اللہ فی الدارین
اللہ عزوجل ہمکو اور آپکو اخلاص نیت عطا فرماوی امین اس جگہہ خاکسار کو مطابق حال آپکے اور ان ملاحدہ کی
امام احمد کی کتاب الرد علی الجہمیہ کا خطبہ یاد آیا جسکو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کتاب العقل مین متعدد مواضع مین
مکرر نقل کیا اور غیر کتاب العقل مین اور وہ تفسیر جامع البیان کی اخیر مین بطور ضمیمہ طبع ہوا ہے اور وہ یہ ہے قال الامام
احمد رحمہ اللہ۔ الحمد للہ الذی جعل فی کل زمان فترۃ من الرسل بقایا من اہل العلم یدعون من ضل الی الہدی

ویصبرون منہم علی الاذی یحیون بکتاب اللہ عزوجل الموتی ویبصرون بنور اللہ اہل العمی فکم من قتیل لابلیس قد احیوہ وکم من ضال تائہ قد
ہدوہ فما احسن اثرہم علی الناس واقبح اثر الناس علیہم ینفون عن کتاب اللہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین
الذین عقدوا الویۃ البدعۃ واطلقوا عنان الفتنۃ فہم مختلفون فی الکتاب مخالفون للکتاب مجمعون علی مفارقۃ الکتاب
یقولون علی اللہ وفی اللہ وفی کتاب اللہ بغیر علم ویتکلمون بالمتشابہ من الکلام ویخدعون جہال الناس بما یشبہون علیہم
فنعوذ باللہ من فتن المضلین انتہی بیں دیکھو اور غور فرماؤ اس کلام امام اہل السنۃ میں کہ کیسی مختصر اور جامع مطابق ہے ان الملحدون
مفتنون پر مثل مطابقۃ النعل بالنعل وحذو القذۃ بالقذۃ شبرا بشبر وذراعا بذراع کہ گویا امام نے انہی ملاحدہ کے حق میں لکھی ہے
کیون نہ ہو کہ الکفر ملۃ واحدۃ اتواصوا بہ بل ہم قوم طاغون۔ المنافقون والمنافقات بعضہم اولیاء بعض پس
انشاء اللہ تعالی آپکو اس جہاد اکبر کی احسن الجزاء آخرت میں اور نصرت علی اعداء الدین دنیا میں ضرور دیگا قال تعالی ان تنصروا اللہ
ینصرکم ویثبت اقدامکم وقال تعالی ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز وقال یا ایہا الذین آمنو کونوا انصار اللہ
الآیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اصحاب و شاگرد تھے کہ ایسے اصحاب کسی نبی کو نہیں ہوئے اور نہ اولین و آخرین میں کوئی ایسا
ہوا اور نہ ہوگا بعد انبیاء کے اور انہون نے اتنے اور ایسے علوم کی برداشت کی جسکی کیسے نہین کر سکی عیسی علی نبینا و علیہ الصلوات
والتسلیمات اپنی اصحاب کو فرماتے ہیں ان لی کلاما کثیرا ارید ان اقولہ لکم ولکن لا تستطیعون حملہ فاذا جاء الفارقلیط الآخر
روح الحق یعلمکم کل ما للاب (یعنی الرب) ویوبخ العالم علی الخطیئۃ ویکون معکم الی الابد او کما قال علیہ السلام اور ان ملاحدہ کے
احداثات محدثات ونواقض ہین واسطے طہارت ایمان کے قال الحافظ ابن القیم فی النونیۃ سہ آراؤہم احداث اہل الدین فی
الایمان ناقضۃ لاصل طہارۃ الایمان ؛ آراؤہم ریح المقاعد این تلک ؛ الریح من روح وریحان ؛ فقط والسلام وصلی اللہ
تعالی وسلم وبارک علی النبی وآلہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین مورخہ ۱۲ ماہ اگسٹ سنہ ۱۹۱۲ء از شہر راولپنڈی محلہ
تالاب بخطہ کتبہ اضعف العباد واعجزہم عبد الاحد خانپوری عفا اللہ عنہ

جناب مولوی محمد بشیر صاحب بن جناب مولوی خضر محمود صاحب مدرس

بگرامی خدمت حضرت مخدومی و معظمی مولانا و مقتدانا مولوی محمد فقیر اللہ صاحب مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
قبل از مطالعہ رسالہ بندہ کا خیال کچھ اور تھا اور بعد مطالعہ کچھ اور ہو گیا یعنی مولوی عبد اللہ صاحب غازیپوری کے علم و فضل و
منطق دانی و شہرت پر خیال کر کے بندہ کا یہی خیال تھا کہ غالباً اس مسئلہ میں کچھ دلیل معقول لکھے ہونگے اور آپکا رد انکے مقابل
مین ویسا نہو گا اسی خیال خام سے مین نے رسالہ دیکھنے مین سستی کی تھی لیکن توفیق ربانی سے احقاق حق کا خیال غالب
ہو کر دیکھنا شروع کیا۔ مولوی عبد اللہ غازیپوری سے مجھے بہت کچھ امید تھی کہ اگرچہ انہون نے حق سے منہ پھیر کر باطل پر
کمر باندہی ہے اور حق انکے خصم یعنے آپکے نصیب مین ہے تاہم کچھ تو منطق اڑائی ہوگی لیکن جب انکی دلائل اور تقریر پر نظر کیگئی
تو نہایت لغو اور بےمعنی اور بے اصل پائی گئی۔ اور انکی تقریر و دلائل کے مقابلہ مین آپکی تقریر اور دلائل نہایت موجہ قوی اور
مستحکم پائی گئی۔ ماشاء اللہ آپنے خوب ہی خبر لی ہے کہ کسی پہلو سے انکا پیچھا نہین چھوڑا اور ہر طرح سے انکے خیالات فاسدہ

… شبہات کا سد … کا قلع و قمع کر دیا ہے جزاکم اللہ عن جمیع العلماء واہل الحق خیر الجزاء والسلام خیر ختام … محمد بشیر … رمضان المبارک …